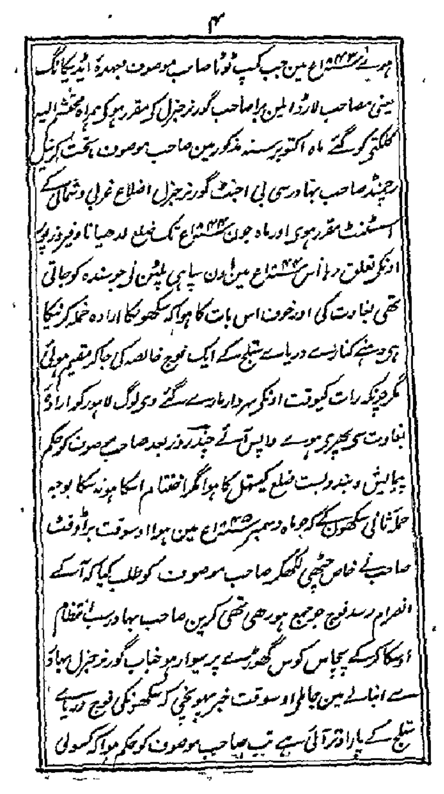
حال ابتدا سے آمد جناب کرنیل ایس ای ایبٹ صاحب بہادر کا ہندوستان مین

۱۸۲۵؁ء مین کرنیل صاحب موصوف بعہدۂ انسایئن ولایت سے داخل کلکتہ ہوے
دوسرے سال اسی عہدے پر مقرر ہوکر ہمراہ ۲۴ رجمنٹ ہندوستانی نیمچ کو
بھیجے گئے چند روز کے بعد وہان سے تبدیل ہوکر ۱۵ رجمنٹ ہندوستانی مین مقرر ہوے
اور اسی فوج کے ساتھ ۱۸۳۴ و ۱۸۳۵؁ء مین شیخاواٹی کی لڑائی مین موجود
رہے جب ہمبر لاھی گڑھی فتح کی گئی اوسوقت صاحب موصوف چند کمپنی کے
افسر تھے بعد اس لڑائی کے صاحب ممدوح رسالے مین پہلی رجمنٹ کے مترجم ہوکے ۱۸۳۶؁ء
مین ماتحت کرنیل سر ہنری لارنس صاحب مرحوم کے اوسوقت مین کپتان تھے
محکمہ پیمائیش کے اسسٹنٹ مقرر ہوے چنانچہ اسیوقت سے تا وفات کرنیل لارنس صاحب
دونون صاحبون مین دوستی چلی آئی صاحب موصوف نے جنکو عہدہ لفٹنٹ کا ملا
ضلع گورکھپور و الہ آباد کی پیمایش کی ۱۸۳۰؁ء مین بندوبست کا محکمہ اونکے
تعلق ہوا اور اونھون نے ضلع کانپور و جونپور و کسیقدر ضلع بنارس و ضلع جالون
واقع بندیل کھنڈ کو پیمایش کیا اور جب ۱۸۴۲؁ء مین تخفیف مصارف کے
سبب سے گورنمنٹ نے کل پیمایش کے محکمے کی تخفیف کی صاحب موصوف نے اوسوقت
مین عہدۂ کپتان پایا تھا افسر کمسریٹ باختیار مجسٹریٹی ہمراہ کیپ گورنر جنرل کے
واسطے بلغار اوس فوج کے جو کابل سے لوٹی آتی تھی فیروزپور کو جاتا تھا مقرر

* [illegible]



ہوئے ۱۸۴۲ء مین جب کپتان صاحب موصوف بعہدۂ ایڈیکانگ
یعنی مصاحب لارڈ الینبرا صاحب گورنر جنرل کے مقرر ہوکے ہمراہ حضور الیہ
کلکتہ کو گئے ماہ اکتوبر سنہ مذکور مین صاحب موصوف ماتحت کرنیل
رچمنڈ صاحب بہادر سی بی اجنٹ گورنر جنرل اضلاع غربی و شمالی کے
اسسٹنٹ مقرر ہوئے اور ماہ جون ۱۸۴۴ء تک ضلع لدھیانا و فیروزپور
انکی تعلق رہا اس ۱۸۴۴ء مین دو سپاہی پلٹنون نے جو سندہ کو جاتی
تھی بغاوت کی اور خوف اس بات کا ہوا کہ سکھونکا ارادہ حملہ کرنیکا
ہے جو سامنے کنارے دریاے ستلج کے ایک فوج خالصہ کی جاکر مقیم ہوئی
مگر چونکہ رات کیوقت انکے سردار مارے گئے وے لوگ لاہور کو ارادۂ
بغاوت سے پھیرکر ہوئے واپس آئے چند روز بعد صاحب موصوف کو حکم
پیمایش و بندوبست ضلع کیتھل کا ہوا مگر اختتام اسکا ہونے سکا بوجہ
حملۂ ثانی سکھون کے کہ جو ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء مین ہوا اسوقت براڈفٹ
صاحب نے خاص چٹھی لکھکر صاحب موصوف کو طلب کیا کہ آکے
انصرام رسد فوج جو جمع ہو رہی تھی کرین صاحب بہادر سبب انتظام
اسکا کرکے پچاس کوس گھوڑے پر سوار ہو جناب گورنر جنرل بہادر
سے انبالے مین جا ملے اوسوقت خبر پہونچی کہ سکھونکی فوج دریاے
ستلج کے پار اتر آئی ہے تب صاحب موصوف کو حکم ہوا کہ کسولی

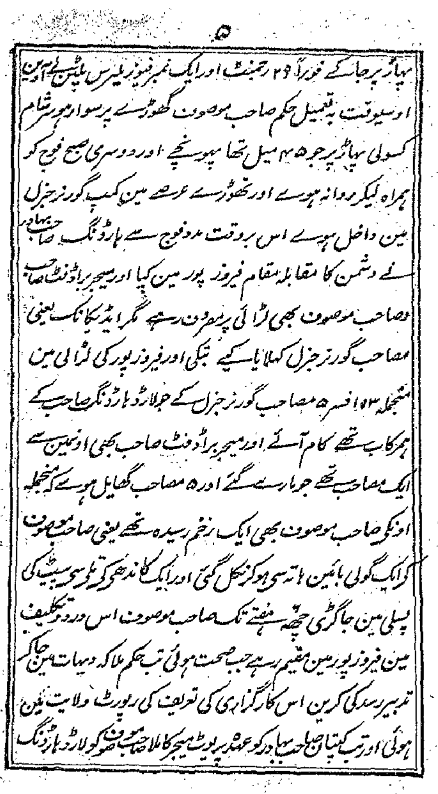
کرنیل ایس اے ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ



LIEUT.-COLL. S. A. ABBOTT,

COMMISSIONER LUCKNOW DIVISION

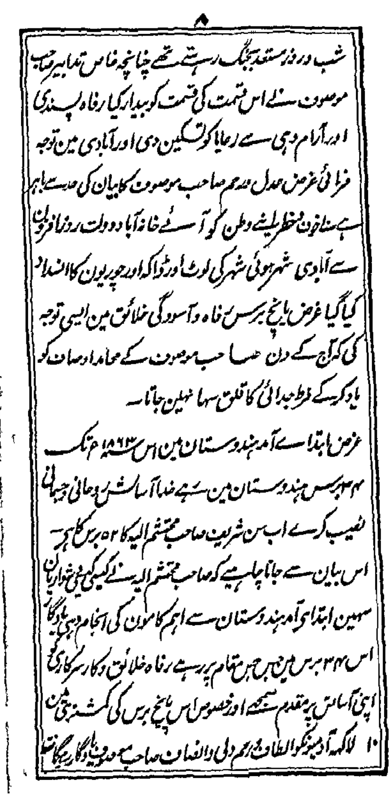
Health, long life and prosperity [illegible] attend his retirement [illegible]



پہاڑ پر جاکے فوراً ۲۹ رجمنٹ اور ایک نمبر فیوزیلیرس پلٹن لیے ہوئے مین
اور سیوقت بہ تعمیل حکم صاحب موصوف گھوڑے پر سوار ہو کر شام
کسولی پہاڑ پر جو ۵۴ میل تھا ہو پہنچے اور دوسری صبح فوج کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصے مین کیمپ گورنر جنرل
مین داخل ہوئے اس بروقت مدد فوج سے ہارڈنگ صاحب بہادر
نے دشمن کا مقابلہ بمقام فیروز پور مین کیا اور میجر براڈفٹ صاحب
و صاحب موصوف بھی لڑائی پر مصروف رہے مگر ایڈیکانگ یعنی
مصاحب گورنر جنرل کہلایا کیے مدکی اور فیروزپور کی لڑائی مین
منجملہ ۱۲ افسر ۵ مصاحب گورنر جنرل کے جو لارڈ ہارڈنگ صاحب کے
ہمرکاب تھے کام آئے اور میجر براڈفٹ صاحب بھی اونمین سے
ایک مصاحب تھے جو مارے گئے اور ۵ مصاحب گھایل ہوئے کہ منجملہ
اونکی صاحب موصوف بھی ایک زخم رسیدہ تھے یعنی صاحب معروف
کو ایک گولی بائین ہاتھ سے ہوکر نکل گئی اور ایک کاندھی کی ہڈی سے پیٹھ کی
پسلی مین جا گڑی چھ ہفتے تک صاحب موصوف اس درد و تکلیف
مین فیروزپور مین مقیم رہے جب صحت ہوئی تب حکم ملا کہ دیہات مین جاکر
تدبیر رسد کی کرین اس کارگزاری کی تعریف کی رپورٹ ولایت مین
ہوئی اور تب کپتان صاحب بہادر کو عہدہ بریوٹ میجر کا ملا صاحب موصوف کو لارڈ ہارڈنگ

گورنر جنرل نے ایک تمغہ اور لقب آنریری ایڈیکانگ یعنے
آنریری مصاحب کا عطا فرمایا اور وہ لقب آج تک صاحبان
گورنر نے جو بعد لارڈ ہارڈنگ مقرر ہوئے برقرار رکھا۔
بعد انتظام بندوبست ضلع کتھیل لڈو ایجر صاحب سنہ ۱۸۴۶ء
مین ضلع انبالہ مین مقرر ہوئے جب سکھون کی دوسری لڑائی
ہوئی صاحب موصوف اسی ضلع مین مستقر رہتے وہ بھی وقت
نہایت آزمایش و بیدار مغزی و بہادری کا تھا کہ سنہ ۱۸۵۱ء میں ہوشیارپور
کے عہدہ صاحب ضلع کو مقرر ہوئے اور اس ضلع مین عرصہ تک
صاحب موصوف نے کمال رفاہ و آسایش رسانی خلائق سے
نئے انتظام انگریزی کو اوسی ضلع مین بٹھایا صاحب ہی کا کام تھا
اور وہان سے تھوڑے دنون کے بعد بوجہ ناسازی مزاج
پندرہ مہینے کی رخصت لیکر ولایت کو تشریف لیگئے ماہ فروری
سنہ ۱۸۵۵ء مین مراجعت فرمائی سنہ ۱۸۵۷ء مین بلوہ ہوا چنانچہ سنہ ۱۸۵۷
و سنہ ۱۸۵۸ کی بابت صاحب ممدوح کی مفصل کارگزاریان پنجاب کی رپورٹ
مین مندرج ہین اوس ایام غدر کا انتظام ایسا عمدہ کیا کہ نہ آسایش
رعایا مین خلل آیا نہ دست تصرف باغیان سے اوس ضلع کو ضرر پہنچا
کمال بیدار مغزی و بہادرانہ طریق سے ضلع ہوشیارپور کا انتظام

بر قرار رکھا کہ آخر مدے ستلج کے سب ضلعون مین آتش فساد
و نائرہ بلوہ مشتعل تھی اور گرد و پیش مین غدر کے نتیجے سے یعنے
لوٹ مار خون خرابے سے حشر بپا تھا مگر صاحب موصوف کے
انتظام و اخلاق و غریب پروری سے جون تک نہ مری کرنیل
سر ہنری لارنس صاحب بہادر جونکہ چیف کمشنر اودھ تھے
میجر ایبٹ صاحب بہادر کو قائم مقام کمشنر لکھنؤ فرما کر تار برقی پر
خبر بھیجی تھی لیکن تار کو باغیون نے متصل شہر دہلی ہنگامۂ غدر
مین کاٹ ڈالا تھا اس سبب سے خبر نہ پہنچی جبکہ ۱۸۵۸ء مین
سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر چیف کمشنر ہوئے اوسی
عہدہ کمشنری لکھنؤ پر مستقل فرمایا اور ماہ اپریل مین لکھنؤ
تشریف لائے اب لکھنؤ مین تشریف لائے ہوے پورے
پانچ برس ہوے اور اسی جگہ عہدہ کرنیلی کا حاصل کیا
اُس زمانہ پر آشوب غدر مین اس عہدے پر لکھنؤ مین رونق افروز
ہوئے تھے کہ شہر اوجاڑ پڑا تھا اکثر مقامات پر آدمیونکی
لاشون کی بو سے دماغ سڑتا تھا خلق اللہ رمیدہ تھی
اپنے ڈر سے کانپتے تھے نواح مین باغیون کی لوٹ مار
غدر سے حشر بپا تھا اور آواز توپ و تفنگ سے افسران انگریزی



شب و روز مستعد جنگ رہتے تھے چنانچہ خاص تدابیر صاحب
موصوف نے اس قسمت کو بیدار کیا رفاہ پسندی
اور آرام دہی سے رعایا کو تسکین دی اور آبادی مین توجہ
فرمائی غرض عدل و رحم صاحب موصوف کا بیان کی حد سے باہر
ہے سناخوف مضطر اپنے وطن کو آ بسے خانہ آباد و دولت روز افزون
سے آبادی شہر ہوئی شہر کی لوٹ اور ڈاکہ اور چوریون کا انسداد
کیا گیا غرض پانچ برس رفاہ و آسودگی خلائق مین ایسی توجہ
کی کہ آج کے دن صاحب موصوف کے محامد اوصاف کو
یاد کر کے فرط جدائی کا قلق سہا نہین جاتا۔

غرض ابتداے آمد ہندوستان مین اس ۱۸۶۳ء تک
۴۴ برس ہندوستان مین رہے خدا آسائش روحانی و جسمانی
نصیب کرے اب سن شریف صاحب محتشم الیہ کا ۶۲ برس کا ہے
اس بیان سے جانا چاہیے کہ صاحب محتشم الیہ نے کیسی کیسی دشواریان
سہین ابتداے آمد ہندوستان سے اہم کامون کی انجام دہی یادگار
اس ۴۴ برس مین جس جس مقام پر رہے رفاہ خلائق و کار سرکاری کو
اپنی آسائش پر مقدم سمجھے اور خصوصاً اس پانچ برس کی گذشتہ مین
۱۰ لاکھ آدمیون کو الطاف و رحم دلی و انصاف صاحب ممدوح یادگار رہیگا فقط

کرنیل ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ کا رخصت پر ولایت کو تشریف لیجانا

ای خرم از فروغ رخت لالہ زار عمر   باز آ کہ رفت بی گل رویت بہار عمر

مارچ کی ۲۴ تاریخ سہ شنبہ کو ۳ بجے چتر منزل مین بتقریب ادای سپاس (جناب معلی القاب کرنیل سانڈرس الکس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر قسمت لکھنؤ) کے مجلس شہزادون نوابون امیرون ساہوکارون وزنامی گرامی رئیسون اور صاحبان جلیل القدر کی منعقد ہوئی مگر چونکہ انعقاد مین عجلت ہوئی اسلیے ہزارون امرا اور روسا کو عدم صحت تحقیق روز کے سبب سے خبر نہ پہونچی کمال حسرت ہی اسپر بھی سب صاحب قریب یکہزار کے تشریف فرما تھے مکان کی عالیشانی اور فضا اور سامان کے بیان کی یہان گنجایش نہین ہے عقیدت وارادت جناب محتشم الیہ سے شہر کے جملہ روسا و عمائد و عوام الناس کا دل بکمال تمنا شاکر تھا صاحب محتشم الیہ کی آسایش دہی و رفاہ رسانی و فراخ بخشی و عدالت نوشیروانی کا ہر متنفس مداح تھا چنانچہ آرزومندون نے ذریعہ اس حصول ملازمت و ادای شکریہ کا نواب محسن الدولہ بہادر کی تحریک سے پاکر اپنی اپنی تمنا پر کامیابی حاصل کی اور جلسہ عام مین سپاسنامہ مندرجہ ذیل پڑہا گیا

نقل سپاس نامہ از جانب شہزادگان و روسا و عمائد شہر لکھنؤ

سپاس نامہ بخدمت کرنیل سانڈرس اکسس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر
قسمت لکھنؤ و اتر ری ایڈکان جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر
جنرل بہادر ویسرا ے کشور ہند خلد اللہ ملکہ از طرف جملہ شاہزادگان و
عزیزان خاندان شاہی و رئیسان و مہاجنان وغیرہ ساکنان شہر لکھنؤ
خاص کے نواب محسن الدولہ بہادر نے پیش کیا +

چونکہ بعد فتح لکھنؤ و دفع باغیان و تسلط سرکار دولت مدار گورنمنٹ انگلشیہ
و رود اجلاس فرمائی آپکے عہدہ کمشنری لکھنؤ پر جو جو اخلاق و محبت و قدر دانی
و شرفا پروری و عدل گستری نسبت ہم لوگون کے آپ کی جانب سے
ظہور مین آئین ادا ے شکریہ مین اوسکے ہم لوگون کی زبان قاصر ہے
آپ کی بیدار مغزی و معاملہ فہمی کی نسبت تعریف و توصیف کرنے کی کیا
حاجت اتصال عقدات سے ظاہر ہے آپ کے انصاف و عدل کے
کوئی شخص شاکی کسیطرح کی حق تلفی کا نہین ہے بلکہ واضح ہے بعد ایام غدر کے
اس شہر تباہ و برباد کو اپنی عنایت سے اور ہم لوگونکی قدر دانی
و دلجوئی سے از سر نو آباد کیا ہر فرد بشر آپ کی محبت و اخلاق سے راضی

وثناگر ہے آپ کے عہد معدلت مہد مین ہر طرح کا چین و آرام رہا اس عہدہ
جلیلہ کا بخوبی بندوبست و انتظام رہا چنانچہ باشندگان شہر کو آپ سے ترقی
ضبطی سے بچایا مظلومون کو ظالمون کے پنجے سے چھوڑایا حق سے
باطل کو جدا کیا عدل گستری و رعایا پروری سے ہر کہ و مہ کو مطمئن
و دلشاد کیا حسن سے ہم سب آپ سے بدل راضی و ممنون و ثناگر ہین
ہم لوگون کو آپ کی مفارقت سے بوجہ تشریف بری ولایت کے
بتقریب رخصت کے جو کچھ رنج و ملال ہے زبان قلم تحریر مین اوسکے
لال ہے لیکن کچھ اختیار نہین بجز اسکے کہ حق سبحانہ و تعالے ہمیشہ
آپ کو اپنے حفظ و امان مین رکھے و بخیر و عافیت تمام منزل مقصود کو
پونہچاوے اور جلد آپ کی ملاقات مسرت آیات بترقی جاہ و حشم پھر ہم
لوگون کو مسرت اندوز کرے ترصد کہ تا زمان مفارقت بدستور مشفق آپکی
شفقت و محبت و عنایت و عاطفت بہ نسبت ہم لوگون کے مرعی
و مبذول رہے فقط مرقومہ ۲۳ ماہ مارچ ۱۸۷۶ع روز سہ شنبہ
اوسکو سماعت فرما کر جناب معلی القاب صاحب بہادر ممدوح الیہ نے موافق رسم مستمرہ ایستادہ
ہوکر جواب سپاسنامہ مین فصاحت و بلاغت ادا سے جو اکثر زبان گہر فشان کر کے
آویزہ گوش ہوش اہل دربار فرمایا وہ بھی درج گوہر بار ہی اسکے بعد ہم خلایق جلسہ کو
اوسکے سننے کی تمنا بلکہ ہوس ہی اسواسطے حسب الایما صاحب محتشم الیہ مترجم مطبع نے آواز بلند سنایا

جواب سپاسنامہ از جانب کرنیل سانڈرس الکسن سیٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ مخاطب بنواب محسن الدولہ بہادر و شاہزادگان و امرایان و رئیسیان شہر لکھنؤ

ای صاحبو پانچ برس کا عرصہ گذرا کہ راقم حسب الطلب صاحب نیک صفات
سر ابرٹ منٹگمری صاحب بہادر جنکی یاد یقین ہے کہ آپ سب صاحبون کو ہوگی
بعہدہ جلیلہ کمشنری قسمت لکھنؤ کے پنجاب سے اس جگہہ آیا اسی عرصے مین
شہر لکھنؤ اعیان سے صاف ہوا یہ اعیان ایسے نمک حرام تھے کہ سرکار گورنمنٹ
سے جسنے سو برس تک انکی پرورش کی برخلاف ہوے اور تمام ملک
ہندوستان مین علم بغاوت بلند کیا شہر لکھنؤ مین بکثرت مورچہ بنا کر بندیان و
ویرانگی تھی رعایا ے شہر فرار ہو گئی اور شہر بعد فتح فوج سرکاری کے ہاتھ سے بدمعاشان
و ڈکیتان سے غارت ہوتا رہا بلکہ یہ صورت عرصے تک رہی اور بعدہ ویسی
رعایا بدقت و مشکل تمام امن و انتظام ہوا الا لوٹ دیر تک موقوف نہوئی
اے صاحبان جو آپ نے نسبت ہمارے سپاسنامے مین تحریر فرمایا
ہے کہ ہاتھ ظالمون سے بچایا اوس سے آپ کی یہی مراد ہے جو بالا
لکھا گیا آپ شاہزادگان و امرایان و رعایای شہر لکھنؤ نے جو تعریف محنت
راقم انتظام و انصاف گستری مین فرمائی ہے مین نہایت خوش ہوا اور امید

جو آپ صاحبان فرماتے ہین کہ ہمنے راستی کو باطل سے علحدہ کیا آمین
ہمارے فہم کی بہت زیادہ توصیف ہوئی الیقین ہے آپ صاحبان کو کہ بسبب
نہونے رعایا کے راستبازی کے انصاف گستری مین نقصان عظیم واقع ہے
علاج یہ ہے کہ ہر ایک آپ صاحبان مین سے اولاد خاص و عام کو ترغیب
تعلیم علوم دین و نیک راہی و شوق راست گفتاری مین کوششین و امداد فرماوین
اور بڑی امداد یہ ہے کہ آپ صاحبان خود بجاے کارندگان و مختاران کے
اپنے امورات و کاروبار مین اپنی اوقات و توجہ مبذول کرین اکثر آپ صاحبون
مین سے اہالیان کمیٹی صفائی ہین نہایت بہتر ہوگا اگر آپ سب صاحبان واسطے
فوائد مشترکہ عام کے توجہ بلیغ فرماوین اور تدابیر نیک واسطے صحت و آسایش
و رفاہ کے تجویز کرین کہ یہ امر مستیج فوائد عظیم ہوگا و انتظام و انصاف دیہی مین
بہی آپ کی امداد و کوشش سے فوائد و بہتری ہو سکتی ہے آپ صاحبان
اگر واسطے تقرر اسیسری یا جوری وغیرہ کے طلب فرمائے جاتے ہین تو
اوسکو تکلیف تصور کرتے ہین ہمارے راے مین یہ تجویز باعث بہتری آپ
صاحبان کا ہے کیونکہ اس وسیلے سے آپکو اپنی راے پر اعتماد و بھروسا
حاصل ہوگا اور ظاہر ہوگا کہ انتظام عدالت نہ صرف بطور ضابطہ ہے بلکہ
واسطے گواہی دینے خاص و عام کو کہ صاحبان مجسٹریٹ و جج بہادر انصاف
و راستی فرماتے ہین اور اسلیے کہ آپ اونکو تجویز منصفانہ مین امداد فرماوین کہ

یہ مفید ہر ایک صاحبون و خاص و عام کے ہوگا ہمارے نہایت خوشی ہے
کہ آپ صاحبان مین سے جتنے صاحب آنریری مجسٹریٹ مقرر کیے جاوین
چند عرصہ گذرا کہ یہ امر تجویز ہوا تھا یقین ہے کہ اسواسطے ملتوی رہا کہ اسکا
انتظام پنجاب مین جہان جاری ہوا امتحان دیکھا جاوے ہمکو یقین ہے
کہ پنجاب مین یہ انتظام بہت مفید ہوا ہو امید ہے کہ ہمکو موقع مبارکبادی
دینے کا ارباب جلد ہے سڑک آہنی کے آپ صاحبون کو کہ اس
سڑک سے شہر لکھنؤ کانپور دہلی و کلکتہ ایک ہو جاوینگے اور اس سڑک
سے آپ صاحبون کو نہایت فائدہ ہوگا کہ آپ قدر و منزلت زمانہ بین گے
اور دور آرایش سامان مین کوشش تمام پیش قدمی کرینگے اور پیچھے نرہینگے
ای شاہزادگان و نواب صاحبان و رئیسان لکھنؤ مین شکر دلی ادا کرتا ہون
کہ آپ نے اس طرز شائستہ سے مجھے دعای بہبودی دی اور میری
مراجعت کی آرزو فرمائی یقین رہے آپ صاحبان کو کہ ہمارا دل لکھنؤ مین
ہے اور ہم نہایت رنج سے واسطے گونہ آرام لینے اپنے وطن کے
شہر سے جدائی کرتے ہین الا ہماری آرزو ہے کہ اگر زندہ رہے اور
اس عرصہ پندرہ یا بیس مہینے مین صحت حاصل ہوگئی تو ایک مرتبہ آپ
صاحبان کے پاس مراجعت کرینگے اور اس سپاسنامے مین جو آپ نے
بیانات مہربانی آمیز تحریر فرمائے ہین اسکا ہم بہت شکریہ ادا کرتے ہین

اور ہماری دعا ہے کہ آپ سب صاحبان تندرست و کامیاب ترقی و دولت کے
رہین فقط

صاحب ممدوح کے محامد ذاتی و صفاتی عدل و قابلیت و خلق و حلم و قدردانی سے
ہرگز محتاج بیان نہین +

چلتے چلتے اونکی توجہ مربیانہ اور رفاہ پسندی اور عنایت جو عائد حال
خاص و عام رہی تمہ اوسکا اونکے سپاسنامے سے آشکار ہے یعنی جو
امور کہ مفید اور باعث انتظام و بہتری خاص و عام کے ہین اونکی یاد و پیرایہ
پند و نصائح مین دلائی جسپر عمل فرمانا نتیجہ آسودگی و بہبود خاص و عام ہے
یہ سب دلسوزی اور توجہ اونکے عہدے سے بڑہکر محض نیکذاتی خلقی کا
موجب ہے سرکار کا کام ایسا کیا کہ انصاف مین نوشیروان پر سبقت لیگئے
رعایا پروری ایسی کہ مان باپ بہی کرتے حفظ مراتب وساوہ کہ قیامت تک
اونکو نہ بہولینگے +

ملک اودہ کے زہے طالع کہ یہان سب حکام اول اور رعایا پرور
اور نیکنام ہین حسن خلق مین یکتای روزگار ممدوح خاص و عام ہین دیکھو
آسمان پر بہت ستارے منور ہین قدرت خالق سے ہر ایک کے
فائدے مقرر ہین لیکن دن کو آفتاب کا جواب نہین رات کے وقت
ثانی ماہتاب نہین شعاع مہر سے میوون مین پختگی آتی ہی چاندنی اثمار کا

رس بڑھاتی ہی اسطرح صاحب موصوف اپنے صفات میں اسحاب دین
نورپروری کے آفتاب شب امید کے ماہتاب ہین ــ
الغرض بعد رسم سپاس کے صاحب والاشان سوار ہوے اور مجلس
برخاست ہوئی او سوقت کے افسوس اور حسرت کا حال اگر ان کے
دل سے پوچھا چاہیے مگر ان صاحب ممدوح الوصف کے امید
بازآمد سے البتہ تسکین قلق مہاجرت ہے ــ حافظ
یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور
۵ مارچ کو بتقریب رخصت صاحب ممدوح کی جناب نواب
محسن الدولہ بہادر رئیس اعظم لکہنونے روشنی و آتشبازی کے ساتہ
بڑی دہوم دہام سے دعوت کی سبحان اللہ نواب صاحب کا
کیا کہنا شہر کی آبرو ہین سرکار کے دولتخواہ حکام کے رضا جو ہین
الحاصل صاحب معزی الیہ کی جدائی کا قلق ایک زمانے کو ہے
اور سب دست بدعا ہین کہ ع الخیر والمراد بعد اتمام خدمت کے
پھر اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خطے کو غیرت ارم
اور رونق افزا فیض آثار سے منور فرمادین آمین ــ
بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی

قطعہ حسب حال عقیدت مون از نتائج طبع سلیم مرزا حکیم

اے فلک افسوس کیوں کرتا ہے ہم سے امتحان
سوچ اتنا او ستمگر تو کہاں اور ہم کہاں

کونسا احسان کیا تھا جسکی یہ پاداش ہے
اپنے محسن سے جو کی لفظ رخصت زبان

وا مصیبت ہم سمجھے تھے یہ جو ہوئیگی قدم
ہائے ناکامی یہ کیا سامان نظر آیا یہاں

جوش بیتابی یہ کہتا ہے کہ ہو غفلت گزین
جب نہ آئی گل نظر بیجا ہے سیر بوستان

آرزو ہا یہ کرتی ہے کہ چلیے ساتھ ساتھ
ورنہ لطف زندگی ہو جائیگا خواب گران

عالم ایجاد مثل گوشہ تاریک ہے
رنج فرقت سے نظر میں دن ہے شام یکسان

وہ مکان جسمیں مرے محسن کی ذات پاک تھی
کس طرح دیکھیں کہ جوش غم سے اوٹھتا ہے دھوان

یاد آتی ہیں ہمیں وہ روز آغاز ورود
جبکہ تھا ملک اور ممنون احسان خزان

آدمی کا ایک گھر تاراج ویران ملک دشت
ہر در و دیوار سے پیدا صدائے الامان

داد کی ہمت کر آیا دیکھکر ظلمین جو رحم
کر دیا جیسے ہوی بستی کو گلزار جنان

ہر غریب عاجز و محتاج بخشش پا ہوئی
بچ گئیں جانیں ہوا دلشاد خیل بیکسان

ہر امیر و صاحب عزت نے پایا اک عروج
خوش ہوے سینوں میں دل آئیں دعائیں بر زبان

غل ہوا صاحب کمشنر کی زیادہ عمر ہو
یعنی وہ کرنیل ایبٹ والی ہزارستان

مل گئی جاگیر جو جو یاں تعلقدار تھا
فیصلہ ہونے لگی برسونکی جھگڑے ہر زمان

تھی جو ظالم اونکو پاداش عمل اپنی ملی
عاجزونکی شکر کی کو ہوئی گویا زبان

کثرت سامان عشرت سے تھا یہ قریہ آباد
یعنی اکدن اس چمن میں آ گئی باد خزان

وفقتاً شہرہ ہوا رخصت طلب صاحب ہوے
سنتی ہی جاتی رہی ہوش خرد تاب و توان

آئی اشک چشم استقبال ان کے لیے — لب ہوئی اندوہ سی معروف فریاد و فغان

ہر امیر و دوست آیا بہر استفسار حال — یون کہا صاحب نے تہا کس سے جی کا بیان

اس لیے چندی برائی سیر تہا عزم ہے — جلد آئین گی بشرط خیریت ہم یان

بسکہ تہا اک مین بہی مہجور غم بیگانہ گر — دل ہوا مانند بسمل سوز فرقت سی تپان

بی تامل بر زبان آئی یہ اشعار دعا — یاالہی تا کہ ہی بنیاد کاخ آسمان

یاالہی تا کہ ہی بنیاد ہستی کو بقا — یاالہی تا کہ ہی سر پر ہیولی سایہ بان

اقتدار و عزت و اقبال صاحب کا رہے — مدعی ہون زرد رو جسطرح ہو گل خزان

جلد پہر تشریف لائین تا یہ ہم جاتا رہے — آئی پہر پابوس کو ہر سو سی خیل دوستان

لکہنو مین ہو مہر ہو ہر سو مبارکباد کی — ہو سلامی در پہ ہر پیر و طفل و ہر جوان

مین قصیدہ مدح کا اکثر پڑہون با طبع شاد — دیکہون ان آنکہون سی لطف بزم خیل دوستان

ای قلم بس رنج فرقت سی نہین دل کو قرار
جوش غم کثرت پہ ہی کر اختصار داستان

ایضا

دیکہا کہ یہ دور لیل و نہار — نہین ایک صورت پہ رکہتا بہار

کبہی کچہ تہا کبہی کچہ ہی رنگ — زمانہ نہین قابل اعتبار

اگر جو کبہی دن کو بلبل ہنسے ہین — تو ہی شب کو شبنم کی چشم اشکبار

کوئی چشم تر یا وہ احسان سی ہے — کسی جا ہی عزم سفر آشکار

غرض تا کجا شکوۂ انقلاب
رقم کر مضامین رخصت بہی چند
وہ محسن کہ جس سے ملین راحتین
وہ سردار جسکی کہ در سے کیھے
غریبون پہ احسان امیرون پہ لطف
اور وہ بلد تاراج اک دشت تہا
وہ مجرم جو مایوس تہی ازیست سے
سنا کون باقی وہ صاحب غرض
فدا اون پہ اور اونکی الطاف پر
الٰہی رہے عمر و دولت سدا
بڑہی اور بہی اوج اقبال مین
کہانتک بیان لطف و اوصاف ہون
مری پرورش کا جو آیا خیال
وہ احسان کیے جنکی کچہ حد نہین
تمنا تو یہ تہی کہ تا زندگے
رہین یون ہی ممنون احسان سدا
وہ آنکہین کہ جنسی یہ دیکہون ہون لطف

گذر اس سے ای خامہ کر اختصار
کہ دل مثل سیماب ہے بیقرار
وہ حاکم جو تہا عادل روزگار
نہ محروم اوس سے تہا کوئی امیدوار
اب ایسا کہان صاحب باوقار
ہوا فیض سے اوسکے پہر نوبہار
قصور اونکے بخشے گئے بار بار
نہین جسکے تحمل تمنا مین بار
یہ کرنیل ایلیٹ ہین جو نامدار
یہ جب تک کہ ہے ہستی روزگار
علی دشمنون کو دل داغدار
زیادہ ہی قید سخن سے شمار
ہوئی صورت مطلع نامدار
کہانتک ادا شکر ہو بار بار
جدا ہوئے کسی دم نہو آشکار
مگر حیف ای گردش روزگار
وہ سامان رخصت سی ہین اشکبار

وہ دل جسمین لبریز تہا تجہ سی رنج
وہ جان تہی محبت سی جو بیقرار

ادہنین یہ نظر آئی شکل سفر
بجز آہ و افسوس کیا اختیار

الٰہی طلب اب یہی ہے آرزو
کہ جسدم چلین صاحب با وقار

ترا سایۂ فضل اونپر رہے
تجہے سونپتا ہون مری کردگار

بر آئین مرادین جو کچہ دل مین ہین
موافق رہے دو لیل و نہار

بہت جلد تشریف لائین یہان
کہ دل دوستون کی ہون پہر نوبہار

رہین وہ اسی گہر پہر تمند دین
سنین کوس شادی کی غل بار بار

قدم سے ملین آنکہین احباب دوست
خوشی سی ملین صاحب نامدار

ٹہہرا ای قلم ختم مطلب ہوا
دعا لکہہ ہمیشہ رہے اقتدار

قصیدہ از نتائج طبع شاعر سحر بیان شیرین زبان منشی کہمکام صاحب شایان

گلستان سی ہولی ہی رخصت بہار
خزان کہت گل سی کہاتی ہی خار

یہ کس تاج گل کی رخصت ہی آج
کہ بلبل ہی گل کی روش دلفگار

کلون کو ہی کیا ای صبا بیکلی
دل عندلیب آج ہے داغدار

پریشان ہین قمریان باغ مین
رخ سرو سی ہی عیان انتشار

بنا غمکدہ گلشن لکہنؤ
اوتارا عروس چمن نی سنگار

بہت تنگ ہی پیرہن گل کا حال
گریبان و دامن ہین سب تار تار

مری غنچهٔ دل کو تهی بستگے
یه بول اوٹها اک بلبل بیقرار

که شایان اوڑا کیون هی چهریکا رنگ
هر اک دل یه هین آج صدمی هزار

بیان کیا کرون حال نیرنگ چرخ
که هی اسکی هاتهون سی سینه فگار

چمن کا اتها جو باعث رنگ و بو
ملا جسکی گلگشت سی افتخار

جسی دیکهکر نوعروسان باغ
سماتی نه جامی مین تهی زینهار

کبهی موتیا کو لگایا جو هاته
ملی اوسکو آب در شاهوار

حنا هاته ملتی هی اوسکی لیے
ولایت کو هوتی هین وه اب سوار

طبیعت جو هی اندنون کچه علیل
اسی سی وه رخصت کی هین خواستگار

شفابخش عالم اونهین دی شفا
عروسانه صحت رهی همکنار

یه سنکر گل افشانی عندلیب
هین گویا هوا اوس سی بی اختیار

تمنا هی آویزهٔ گوش هو
وه نام مبارک جو هی ذی وقار

یه سنتی هی بلبل هوا نغمه سنج
وه کرنیل ایبٹ هین عالی تبار

وه عازم هین لندن کی اکا هی غم
اونهین جلد پهر لائی پروردگار

یه سنکر کها مین نی ای مشت پر
تری گلفشانی په دل هی نثار

مجهی بهی یهی فکر لائی یهان
نهین تجهسی بهتر کوئی غمگسار

کهلی جب سی یه لکهنؤ مین خبر
ان آنکهون نی اشکونکا باندها هی تار

زن و مرد هین هر طرف مدح خوان
یه صاحب حقیقت مین هین نامدار

دیا وہ ریاض عدالت کو رنگ — خلش کر سکا گل سے ہرگز نہ خار

وہ ہم عدل جیسا کہ اہل ہنود — کسی مین تفاوت نہ تھا زینہار

رقم لوح دل پہ ہین ساری علوم — ہنر سب طرح کی ہین اونپر نثار

ریاضی کو اونسی بہت ننگ و بو — ستارون کا ہی اونگلیون پر شمار

بھلا کیا ہو وصفت تکلم بیان — نفس رشک بوئے نسیم بہار

زمین پر ہی پیش نظر سیر چرخ — نظر کی ہین سیار و ثابت شمار

ہنر فنا اونسی حاصل ہی ہر علم کو — دبیر فلک عقل پہ ہی نثار

عجب علم پیمایش اونکو ہی یاد — حساب زمین کیتے ہیں آشکار

بنایا ہی نقشہ یہان کا عجیب — کہ آئینہ سے حال آئینہ وار

کیی ہین قوانین نو اختراع — سند سی ہر اک قول ہی پایدار

سخاوت مین حاتم کا ہی ذکر کیا — کہ مین ہی قارون کا سینہ فگار

مروت مین وہ فرد شجاعت مین فرد — غلا انہ یعنی دونون کو ہی اقتدار

دل افواج دشمن کا جو رنگ ہو — جو تلوار کھینچین وہم کا رزار

ہرن جنکی سیر فلک آی پیش — اگر عزم فرماوین بہر شکار

صفت اونکی گھوڑون کی اب ہو رقم — صبا ہر قدم پر ہی جنکی نثار

نہایت ہین شایستہ خوش قدم — زمین پر چمکتی ہین وہ برق وار

ہوا سی ہین سرعت مین چالاک تر — نہ سایہ کو پہونچی پری زینہار

نگین اونکی بکی ہوا پر اتی تخت — سلیمان کا حاصل ہی عز و وقار
زبان لائق مدح شایان کہان — کرون اونکی تعریف کیا آشکار
خدا اونکو پھر لائی باحشمت و جاہ — دعا ہی یہی اپنی پروردگار
پھر آباد ہو گلشن لکھنؤ — پھر آئین ولایت سے ہنگی بہار
قلم دی یہ مضمون فرقت کو طول — مناسب جو اب ہی اب اختصار
فلک پہ ہی جبتک مسیحا کا دور — زمین پر مہ و مہر ہین نور بار
یہ جبتک کہ قائم ہی ارض و سما — نمایان ہین دنیا مین لیل و نہار

یہ کرنیل ایبٹ بہادر مدام
رہین زندہ با دولت پایدار

قطعہ تاریخ

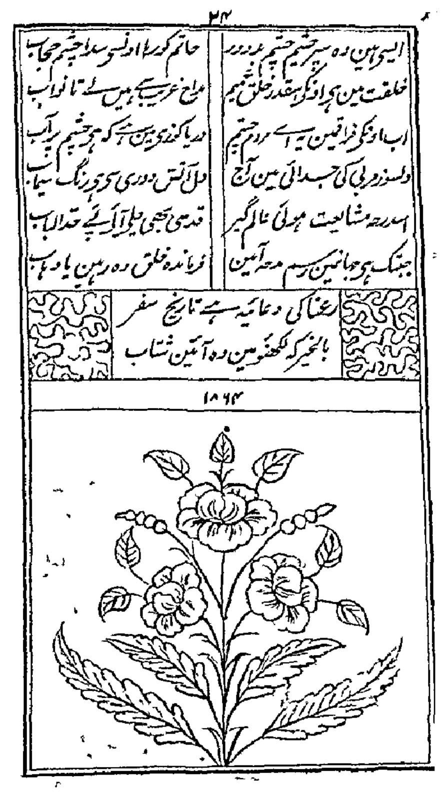
رخصت کرنیل ایبٹ صاحب بہادر
کمشنر لکھنؤ منکلام محمد مردان علیخان
رعنا اہلکار سرکار کپور تھلہ

ہین فخر فرنگ کرنل ایبٹ صاحب — گلگشت وطن کو ہند سے پا رکاب
تھی قسمت لکھنؤ کے فرمان جیسا — عدل و کرم و خلق سے وہ عرش جناب
باندھی ہی ہوا عدل نے اونکی ایسی — مقدور نہین توڑ سکی ایک حباب

ایسی ہین وہ سیر چشم چشم بد دور — حاتم کو رہا اونسی سدا چشم حجاب
خلقت مین ہی اونکی بسقدر خلق عمیم — محتاج غریب ہین سبے تا نواب
اب اونکی فراق مین یہ اے مردم چشم — دریا کنری مین ہی کہ ہر چشم پر آب
دلسوز ہی کی جدائی مین آج — دل آتش دوری سی ہی رنگ سیماب
اسدرجہ مشایعت ہوئی تالم گیر — قدسی بھی چلی آ آکی حد الباب
جبتک ہی جہان مین رسم مدح آمین — فرمانده خلق وہ رہین یا وہاب

رعنا کی دعائیہ ہے تاریخ سفر
بالخیر کہ لکھنو مین وہ آئین شتاب

۱۸۶۴

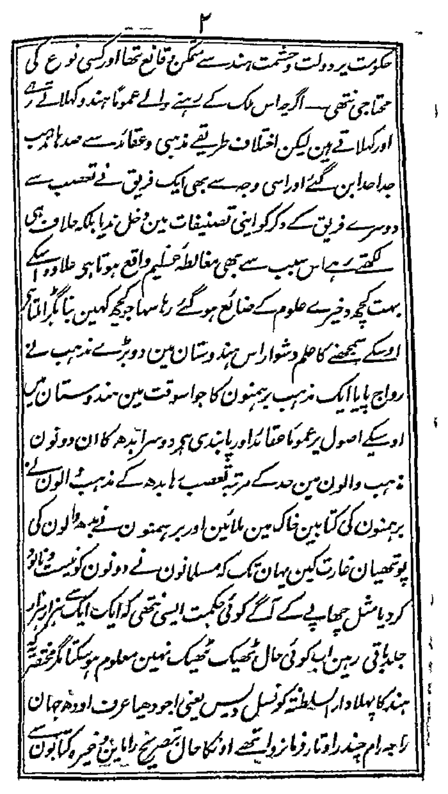


ابتدای عالم

بقول اہل ہند خدای تعالی نے اول برہما کو ابو البشر پیدا کیا اور کل مخلوق برہما سے عالم ظہور مین آئے اور تمام عالم برہما سے شائع ہوے جن سے ہر چار بید ملوہین تفصیل اوسکی اور کتابون مین بشرح موجود ہی

ہندوستان کے ہندو راجون کا سلسلہ

اس ملک کی سلطنت ہندو راجاؤن کی ہمیشہ سے سورج بنسی اور چندر بنسی راجاؤن کے خاندان مین رہی لیکن اگلے زمانے کے ہندو راجاؤن کا حال ٹھیک ٹھیک پتہ وار معلوم نہین ہوتا اور اونکے سال سمبت و مدت سلطنت کا کچھ پتہ نہین اور نہ کبھی کسی زمانے مین ہندو راجاؤن مین سے ایک خاندان ایسا رہا کہ کسی زمانے تک اقسام تحریری و کوائف پایا جاے اور ہند مین طوائف الملوکی ابتدا سے معلوم ہوتی ہی یہ بات ضرور مان سکتے ہین کہ ہر ایک راجا چھوٹی چھوٹی



حکومت پر دولت وحشمت ہند سے ممکن قانع تھا اور کسی نوع کی
محتاجی نتھی — اگرچہ اس ملک کے رہنے والے عموماً ہندو کہلاتے رہے
اور کہلاتے ہین لیکن اختلاف طریقے مذہبی وعقائد سے صدہا مذہب
جدا جدا بن گئے اور اسی وجہ سے بھی ایک فریق نے تعصب سے
دوسرے فریق کے ذکر کو اپنی تصنیفات مین دخل نہ دیا بلکہ خلاف ہی
لکھتے رہے اس سبب سے بھی مغالطۂ عظیم واقع ہوتا ہے علاوہ اسکے
بہت کچھ ذخیرے علوم کے ضائع ہو گئے رہا سہا جو کچھ کہین بنا بگڑا ملتا ہے
اوسکے سمجھنے کا علم دشوار اس ہندوستان مین دو بڑے مذہب نے
رواج پایا ایک مذہب برہمنون کا جو اسوقت مین ہندوستان میں
اوسکے اصول پر عموماً عقائد اور پابندی ہے دوسرا بدھ کا ان دونون
مذہب والون مین حد کے مرتبہ تعصب تھا بدھ کے مذہب والون نے
برہمنون کی کتابین خاک مین ملائین اور برہمنون نے بدھ والون کی
پوتھیان غارت کین یہان تک کہ مسلمانون نے دونون کو نیست ونابود
کر دیا مثل چھاپے کے آگے کوئی حکمت ایسی نتھی کہ ایک ایک ہزار ہزار
جلد باقی رہین اب کوئی حال ٹھیک ٹھیک نہین معلوم ہو سکتا مگر مختصر کہ
ہند کا پہلا دار السلطنۃ کوشل دیس یعنی اجودھیا عرف اودھ جہان
راجہ رام چندر اوتار فرمانروا تھے اونکا حال تصریح رامائن وغیرہ کتابون سے

مشہور ہی اونکے بعد اب تک ہند مین دو خاندان راجاؤن کے مشہور
اور معتبر ہین اول سورج بنسی دوم چندر بنسی سلسلہ ان دونون کا برہما جی
منتہی ہوتا ہی سورج بنسی مین برہما سے ایک طبقے کے ۸۰ راجہ اور دوسرے
طبقے کے ۳۵ راجہ ہوئے اور چندر بنسی کا برہما سے مختلف سلسلے کے
۱۳۱ راجہ کا شمار ہی اور دار الحکومة ہر ایک کا اپنے اپنے زمانے مین مختلف
مقامات پر رہا راجگان دہلی یعنی اندر پرست ہستنا پور کا خاندان راجہ پانڈو
سے ہی جنمین راجہ نامی اول جدشٹر ہوئے اونکا کارنامہ مہابھارتھ مین
مشہور و موجود ہی اور زمانہ راجہ جدشٹر کو تخمیناً پانچ ہزار برس گذرے راجہ
موصوف سے راجہ کھیمن تک ۳۰ پشت حکومت اس خاندان مین رہی
بسرور نام وزیر راجہ کھیمن کو قتل کرکے مالک سلطنت کا بنا ملک اجودھیا
سب اوسکے قبضہ تصرف مین تھا پس راجہ بسرور سے بکرماجیت تک مختلف
۴۲ راجاؤن نے راج کیا راجہ بکرماجیت فرمانروای ہند تھا تختگاہ اوسکی
اوجین تھی عدل اور نیکنامی اور رعایا پروری اور بخشش مین ضرب المثل
اور سمبت اوسکا آج تک رائج ہی اس راجہ سے راجہ پتھورا تک ۷۴ راجہ
گذرے یہ راجہ پتھورا ہند کا اخیر راجہ تھا عہد راجہ جدشٹر سے زمانہ راجہ پتھورا
تک پانچ ہزار چار سو آٹھ سال مین ایک سو بیس برس راجاؤن نے
حکمرانی کی اور راجہ پتھورا کے بعد علاء الدین غوری ہند پر متسلط ہوا فقط

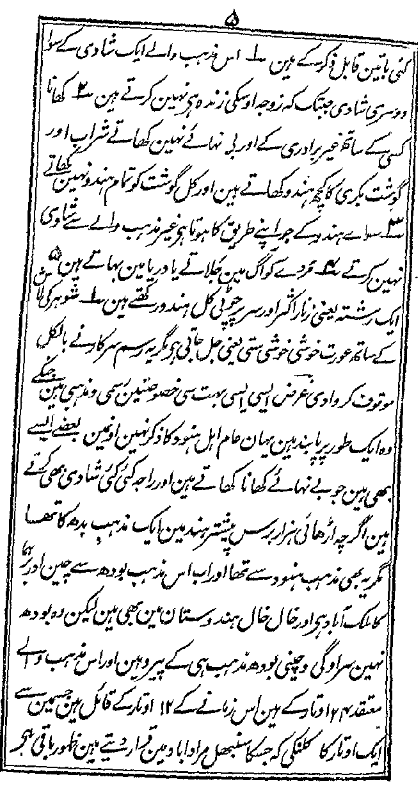
راجہ رام چندر جی کے بعد راجہ جد شٹر راسی دور کلجگ مین کریاجیت و بھوج ہندوستان کے راجاؤن مین یادگار ہین ۔

علم کا بیان

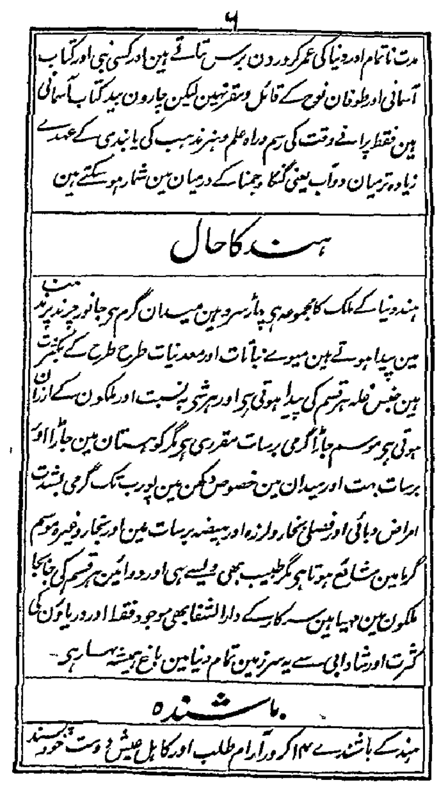
سب مورخون کا اسپر اتفاق ہی کہ تمام علوم پہلے ہند مین موجود تھے اور اُنسے اہل یونان و مصر نے اور اونسے اہل یورپ نے حاصل کیے باوجود کثرت حکما کے سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لیگیا تھا سب علم نادر اور طرح طرح کی صنعت اور صنعت پران اور بیدون مین بھری ہوئی تھی مگر زبان اونکی سنسکرت مشکل اور دقیق ہی فقط اور اس زمانے مین بھی اکثر علوم کا چرچہ بنارس اور کشمیر وسوای ریاست ہندوستانی مین قدیم سنسکرت کا استعمال ہی مگر تعلیم معلم باقاعدہ کم ۔

ہنود کے مذہب کا طریق

مدت دراز سے ایک ایک کا مذہب اور طریق اہل ہند کا چلا آتا ہی اور یہ اوسکے سخت پابند ہین ہندو اگر دوسرا مذہب اختیار کرے ہوسکتا ہی لیکن مذہب ہنود مین نہین آسکتا ہی اور دوسرا مذہب والا ہرگز ہندو نہین ہوتا ہی ۔ رسوم و عبادت ہزارون برس سے ایک طرح پر چلی جاتی ہی سمجھا اوسکے



کئی باتین قابل ذکر کے ہین سلہ اس مذہب والے ایک شادی کے سوا
دوسری شادی جبتک کہ زوجہ اوسکی زندہ ہی نہین کرتے ہین سلہ۲ کھانا
کسی کے ساتھ غیر برادری کے اور بے نہائے نہین کھاتے شراب اور
گوشت بکری کا کچھ ہندو کھاتے ہین اور کل گوشت کو تمام ہندو نہین کھاتے
سلہ۳ سواے ہنددہ کے جو اپنے طریق کا ہوتا ہی غیر مذہب والے سے شادی
نہین کرتے سلہ۴ مردے کو آگ مین جلاتے یا دریا مین بہاتے ہین سلہ۵
ایک رشتہ یعنی زنار اکثر اور سر پر چوٹی کل ہندو رکھتے ہین سلہ۶ شوہر کی لاش
کے ساتھ عورت خوشی خوشی ستی یعنی جل جاتی ہی مگر یہ رسم سرکار نے بالکل
موقوف کروادی غرض ایسی ایسی بہت سی خصوصیتین رسمی و مذہبی ہین جنکے
وہ ایک طور پر پابند ہین یہان عام اہل ہنود کا ذکر ہین اونمین بعضے ایسے
بھی ہین جو بے نہائے کھانا کھاتے ہین اور راجہ کئی کئی شادی بھی کرتے
ہین اگرچہ اڑھائی ہزار برس پیشتر ہند مین ایک مذہب بدھ کا تھا
مگر یہ بھی مذہب ہنود سے تھا اور اب اس مذہب بودھ سے چین اور برہما
کا ملک آباد ہی اور خال خال ہندوستان مین بھی ہین لیکن وہ بودھ
نہین سراوگی و جینی بودھ مذہب ہی کے پیرو ہین اور اس مذہب والے
معتقد ۲۴ اوتار کے ہین اس زمانے کے ۱۲ اوتار کے قائل ہین جسمین سے
ایک اوتار کا کلنکی کہ جسکا سنبھل مراداباد مین قرار دیتے ہین ظہور باقی ہے



مدت ناتمام اور دنیا کی عمر کروڑون برس بتاتے ہین اور کسی نبی اور کتاب
آسمانی اور طوفان نوح کے قائل و مقر نہین لیکن چارون بید کتاب آسمانی
ہین فقط پرانے وقت کی رسم و راہ علم و ہنر مذہب کی پابندی کے عہدے
زیادہ تر میان دوآب یعنی گنگا جمنا کے درمیان ہین شمار ہو سکتے ہین

ہند کا حال

ہند دنیا کے ملک کا مجموعہ ہی پہاڑ سرد ہین میدان گرم ہی جانور چرند پرند بہت
مین پیدا ہوتے ہین میوے نباتات اور معدنیات طرح طرح کے بکثرت
ہین جنس غلہ ہر قسم کی پیدا ہوتی ہی اور ہر شی بہ نسبت اور ملکون کے ارزان
ہوتی ہی موسم جاڑا گرمی برسات مقرری ہی مگر کوہستان مین جاڑا اور
برسات بہت اور میدان مین خصوص دکھن مین پورب تک گرمی بشدت
امراض وبائی اور فصلی بخار و لرزہ اور ہیضہ برسات مین اور بخار وغیرہ موسم
گرما مین شائع ہوتا ہی مگر طبیب بھی ویسے ہی اور دوائین ہر قسم کی جابجا
ملکون مین مہیا ہین سرکار کے دار الشفا بھی موجود فقط اور دریاؤن کی
کثرت اور شادابی سے یہ سرزمین تمام دنیا مین باغ ہمیشہ بہار ہی۔

باشندہ

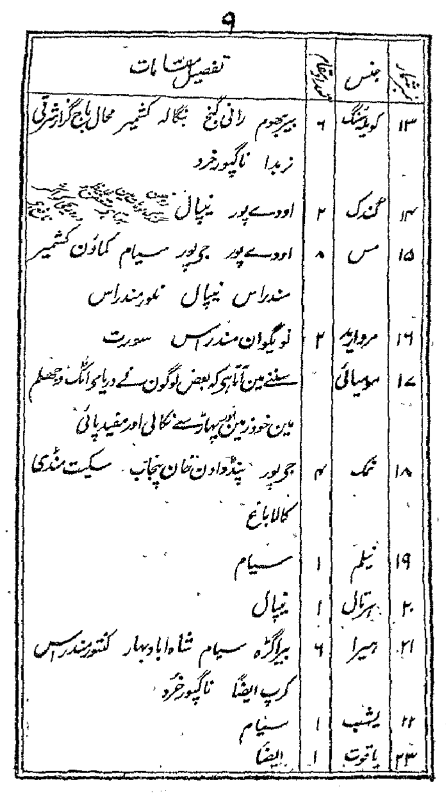
ہند کے باشندے ۱۳ کرور آرام طلب اور کاہل عیش دوست خود پسند

ہوتے ہین اور اس عادت کے سوا ے یہ بھی صفت ہی کہ مہمان نواز خلیق صالح
صاحب علم دبیر وستکار بھی اکثر ہوتے ہین مگر تمام ہندمین مدھ دیس
جو بنارس سے دہلی اور ہمالہ سے اگرہ تک ہی اسلئیے عمدہ مشہور ہی کہ
بہ نسبت اور ملک کے یہان علم و ہنر آدمیت رونق تکلفات زیادہ ہین
عموماً باشندے ہند کے راہ و رسم ملاقات اور احسان سے جلد آشنا
ہوجاتے ہین غربت اور انکسار بھی اونکی طبیعتون مین ہی یہان اون
حرامزادون اور بدذاتون کا ذکر نہین ہی کہ جنھون نے غدر مین اپنا منہ
کالا کیا ہی یا جو وحشی اور جنگل کے باشندے ہین اور ہند کے ہر خطے اور
ملک کی وضع لباس اور زبان ایسی جدا ہی کہ ایک دوسرے کی بولی اکثر
سمجھ نہین سکتے

جدول معدنیات ہند

نمبر	جنس	تعداد مقامات	تفصیل مقامات
۱	آہن مع فولاد	۲۳	آشام اسلام نگر اودے پور بیربھوم بہار بندیل کھنڈ نرمل علاقہ اندور دکن سندھ سلہٹ سکیت منڈی سیام

نمبر	جنس	[illegible]	تفصیل مقامات
			کہار کچھ کوٹ کھاری شملہ گوالیر محال باج گزار شرقی منی پور میسور مندراس ناگپور خرد ناگپور کلان نیپال
۲	ابرک	۳	بہار محال باج گزار شرقی ناگپور خرد
۳	بلور	۲	بہار کشمیر
۴	پھٹکری	۳	جے پور کالاباغ کچھ
۵	جست	۱	اودے پور
۶	رانگ	۲	سیام نیپال
۷	زبرجد	۲	نیپال ناگپور خرد
۸	سیسہ	۵	جودھپور سیام مارواڑ ناگپور خرد نیپال
۹	سرمہ	۲	گورتنی جہلم پنجاب ناگپور خرد
۱۰	شورہ	۴	اودے پور پٹیالہ ترہت سارن
۱۱	طلا	۹	آشام اٹک سیام کنک کوہ کماؤن محال باج گزار شرقی ناگپور خرد ناگپور کلان نیپال
۱۲	عقیق	۳	بہار برودہ علاقہ جمو



[illegible]	جنس	[illegible]	تفصیل مقامات
۱۳	کورنڈنگ	۶	بیربھوم رانی گنج بنگالہ کشمیر محال باج گزار شرقی زبدا ناگپور خرد
۱۴	گندک	۲	اودےپور نیپال
۱۵	مس	۸	اودےپور جےپور سیام کماؤن کشمیر مندراس نیپال نلور مندراس
۱۶	مروارید	۲	لوگوان مندراس سورت
۱۷	مومیائی		سننے مین آتا ہی کہ بعض لوگون نے دریاے اٹک وجھلم مین خود زمین اور پہاڑ سے نکالی اور مفید پائی
۱۸	نمک	۴	جےپور پنڈدادن خان پنجاب سکیت منڈی کالاباغ
۱۹	نیلم	۱	سیام
۲۰	ہرتال	۱	نیپال
۲۱	ہیرا	۶	بیراگڑہ سیام شاہ آباد بہار کنتور مندراس کرپ ایضاً ناگپور خرد
۲۲	یشب	۱	سیام
۲۳	یاقوت	۱	ایضاً

شاہان اسلام

ہند مین اول سکندر بادشاہ آیا پھر سنہ ۱۳ ہجری مین عمر خلیفہ دوم کا سردار
سندھ اگر پھر گیا اور بعضی تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ فتح کر کے چلا گیا
سنہ ۹۳ ہجری مین حجاز کا سردار آیا سنہ ۱۰۰۱ عیسوی سے محمود غزنوی نے
پچیس سال مین ۱۲ مرتبہ ہندوستان پر یورش کیا اکثر شہرون کو
تباہ اور تاراج کیا سنہ ۱۱۹۰ عیسوی سے قطب الدین غلام شاہ علاء الدین
غوری ہند پر مسلط ہوا اوسی سے سلطنت شاہان اسلام کی ہند مین
مستقل ہوئی قطب الدین سے ابراہیم لودی تک ۲۸ پادشاہ مختلف
ہوے اور ناصر الدین بیسوان پادشاہ تھا اوسکے ایام سلطنت مین
سنہ ۱۳۹۸ عیسوی مین امیر تیمور دہلی کو فتح اور غارت کر کے صوبہ چھوڑ کر پھر گیا
سنہ ۱۵۲۵ عیسوی مین بابر شاہ تیمور کے پروتے نے ابراہیم لودی پر فتحیاب
ہوکر ہند مین سلطنت کی بنیاد ڈالی فقط مسلمانون کی سلطنت مین یہ
خاندان تیموریہ سب سے پچھلا تھا امیر تیمور گورگان صاحب قران
ولد امیر طراغان نسل چنگیز خان سے تھے سنہ ۷۳۶ ہجری کو شہر
مردار ترکستان مین پیدا ہوے سنہ ۷۷۱ ہجری مین بمقام بلخ تخت پر
بیٹھے ۳۵ برس ۱۰ مہینے ۲۵ دن ایران و خراسان و ترکستان و
بخارا و روم و شام و تاتار و ہندوستان مین تنہا شہنشاہی کر کے

۷۲ سال کی عمر مین وفات پاکے سمرقند مین دفن ہوسے بہادر شاہ پشت ۲۳ مین ۲۱ سال برائے نام تخت نشین رہکر با الزام غدر ۹۹ برس کی عمر مین مقام جزیرہ رنگون سرکار برطانیہ کی قید مین زندان ہستی سے نجات پائی عاقل اور خدا شناس کو یہ مقام عبرت کا ہی امیر تیمور سے بہادر شاہ تک ۲۳ پشت مین پورے پانچ سو برس سلطنت رہی ہندو راجاؤن مین جیسا بکرماجیت راجہ باہمہ صفت موصوف و نیکنام ہوا ہی ویسا ہی اس خاندان مین موافق زمانے کے اکبر بادشاہ بھی نہایت نیک و نامی ہوا اس بادشاہ کے فیلخانے مین پانچ ہزار ہاتھی اور اصطبل مین دس ہزار گھوڑے خاصے کے بندھتے تھے اور اوسکا ڈیرہ دوہرا کمخواب کے فرش اور موتی ٹکا ہوا پر دون کا سفر کے وقت اڑھائی کوس کے گھیرے مین کھڑا ہوتا تھا ہر سالگرہ کو سونے کا تلادان کرتا اور اوسوقت سونے کا بادام اپنے دربار مین لٹاتا جسپر بھی وہ حشمت کے ساتھ سیدھا سادہ تھا آٹھ پہر مین ایک وقت کھانا کھاتا گوشت سے پرہیز کرتا کسی جاندار کے آزار کا روادار نہین تھا صرف نام کو مسلمان تھا لیکن دل وجان سے وہ آفتاب کی پرستش کرتا تھا اتوار کے روز اوسکی ساری عملداری مین جانور کی جان مارنے کی مناہی تھی رعیت اوسکو اسقدر چاہتی تھی کہ لوگ جیتے جی اوسکی درگاہ مین منتین

لشکے اور نذرین چڑھاتے تھے انکی سلطنت مین ایک سن نامین سرکیھون کیا تھا
اور بر دست چودہ سیر مواس ریاست کا آخر زمانہ بہادر شاہ ابوظفر رہا تھا ہوا

قطعات تاریخ بہادر شاہ از محمد مردان علیخان صاحب رعنا اہلکار سرکار رامپور تعلقہ

بپرس احوال این دنیا کہ چون است — چہ آغازش دگر ہم دیگر انجام
کجا اسکندر و جمشید و ضحاک — کجا اسفندیار و رستم و سام
مگر از نیک و بد باقیست نامی — تو خواہی نیکنامی شو کہ بدنام
بچرخ نیلگون رنگ وفا نیست — مگر معکوس و خالی صورت جام
غنیمت دان دو روزہ عمر نادان — بسر گردد گرت با عیش و آرام
شہ تیمور چنگیزی ز ترکان — شنیدستی کہ بودش بخت و دوام
ہمہ در سایہ ہیبت جلالش — ز چین و ہند و فارس روم و شام
ہنودان ہندوش لوند و رامش — ہمہ ترسا و گبر و اہل اسلام
بترکستان ہم ہند شاہی او — نہ و در ہفصد و ہفتاد و دو گام
ز تیمور ابتدا بر بو ظفر ختم — بہفتاد شمار است و سہ نام
شمار سال عمر سلطنت گشت — ازین رو پنج صد ای نیک فرجام
ز ابراہیم لودی بابر چون کرد — ظہیر الدین بابر ہند با رام
ہزار و پانصد و بست و شش اہل — چہ سال از سال عیسی بود ہنگام
غرض سہ صد و سی یکسال از پنج — شمار کام رانی گشت ایام

بعهد شاه عالم عهد شاهی
هزار و یکصد و هفتاد و سه بود
ز تخت و تاج شاهی ماند تا هم
مگر چون صد فزود آخر شد آخر
۱۲۷۳
شد از آب جفا کشت غدر سبز
هزار و دو صد و هفتاد و سه بود
پس از یک سال شاه انگلستان
هنوز آن شاه شاهان حکمراست
بگیر آمد بهادر شه چو در رزم
دلاویزی که شد شوریده و شور
گرت وا گوش بشنو اچشم بیناست
شده طالع ز مغرب شد بمشرق
مقام ترس و عبرت خوف و بیم است
من و تو هر دو را کار از قضا هست
مگر مخروش ای رعنا که آمد
چه در رنگون شه بیکس قضا کرد

بعهد کمپنی چون کرد انعام
ز هر بادی سر خاص و هر عام
نشان نام باقی با صد اکرام
نشان شاهی هم از کمپنی نام
برنگ سبزه بیگانه تا کام
که گشته از بغاوت شاه بدنام
گرفت از کمپنی احکام حکام
که حکمش باد در هر ملک مادام
برنگون رفت آخر با صد آلام
شده آغاز شورش را چه انجام
شنو نظمم ببین احوال ناکام
شد این روز سیه را زود تر شام
که آغاز آن شد و این با شد انجام
وگر خواب و خیال فکر و اوهام
بگوش از سحر شورم شور کهرام
بهادر شاه غازی بو ظفر نام
۱۲۷۹

ایضاً

شاہ بیکس چو رفت از دنیا | بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دشت را خالی | گشت بشگفته غزال ارم
١٢٧٩

ایضا

بہادر شاہ چون سوی ارم رفت | کہ بروی نام شاہی گشت اتمام
چنین رعنا رقم زد سال فوتش | بہادر شاہ غازی سے خلد خدام
١٢٧٩

ایضا

چون ز دنیا رفت سوی خلد از حکم قضا | یادگار شاہ ترکان چغتا کج کلہ
کرد رعنا بہر تاریخ وفاتش این خطاب | بوظفر غازی بہادر شہ بہشت آرامگہ
١٢٧٩

ایضا

رفت از دہلی سوی رنگون چو شاہ بوظفر | شادمان گشتند بہر دعوتش ارباب خلد
رخت بست از ملک مشرق چون سوی جنت برین | گفت رعنا سال فوتش ربع مشرق با خلد
١٢٧٩

ایضا

رہی بست دو سال تک بادشاہی | گر وہ تھی کہ تھی وہ برات چغتہ
ہوا خاتمہ بوظفر پر تو گویا | ہوئی سلطنت سے نجات چغتہ
١٨٦٢ء

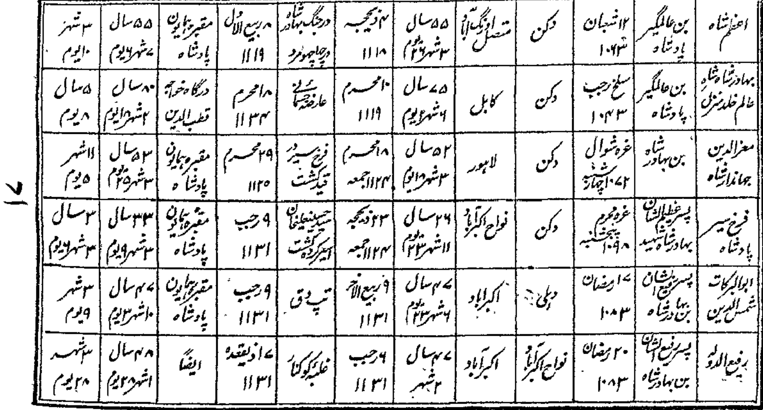
ایضا

دار فانی مقام عبرت ہے | کیا کوئی اوس سے آ دل کو لگائے
دیکھ رعنا سرای فانی سے | شاہ بیکس نے رخت باندھا ہے
١٢٧٩

جدول حال اورنگ نشینان از عهد تیمور تا بهادر شاه ظفر

نام پادشاه	ولدیت	تاریخ ولادت	محل ولادت	مقام جلوس	تعداد عمر وقت جلوس	تاریخ جلوس	مرض الموت	تاریخ وفات	محل دفن	مدت عمر	مدت سلطنت
امیر تیمور	ولد امیر طراغای اولاد چنگیز خان	۲۵ شعبان ۷۳۶ شنبه	شهر سبز دار خطکش نزد سمرقند	شهر بلخ	۳۵ سال ۲۷ یوم	۱۲ رمضان ۷۷۱ چهارشنبه	تپ محرقه هفت روز ماند	۱۷ شعبان ۸۰۷ شب چهارشنبه	سمرقند	۷۱ سال ۱۱ شهر ۲۰ یوم	۳۵ سال ۱۰ شهر ۲۵ یوم
جلال الدین میران شاه	ابن تیمور	۲۴ ربیع الآخر ۷۶۵ پنجشنبه	سمرقند	میان سمرقند آذربایجان	۴۰ سال ۸ شهر ۳ یوم	۱۷ شعبان ۸۰۷	در جنگ مرزا	۲۴ ذیقعده ۸۱۰	تبریز	۴۱ سال ۷ شهر ۱ یوم	۳ سال ۳ شهر ۷ یوم
سلطان محمد مرزا	ابن میران شاه	۳ ذی حجه ۸۰۰	نامعلوم	سمرقند	۹ سال ۲ شهر ۲۴ یوم	۲۴ ذیقعده ۸۱۰	عارضه جسمانی	۲۴ ذیحجه ۸۵۵	خطکش	۵۵ سال	۴۵ سال ۱ شهر ۵ یوم
سلطان ابو سعید مرزا	ابن سلطان محمد مرزا	۱۳ رجب ۸۳۰	سمرقند	غزنین	۲۵ سال	۲۴ ذیحجه ۸۵۵	در جنگ حسن بیگ شهید شد	۲۲ رجب ۸۷۳ شنبه	نواح سمرقند	۴۳ سال	۱۷ سال ۶ شهر ۱۲ یوم
عمر شیخ مرزا	خلف چهارم سلطان ابو سعید	۳ ذیحجه ۸۶۰	سمرقند	ولایت اندجان فرغانه	۱۲ سال ۶ شهر ۳ یوم	۱۲ رجب ۸۷۳ دوشنبه	از بام افتاد و مرد	۴ رمضان ۸۹۹ دوشنبه	سمرقند	۳۸ سال ۸ شهر ۲۴ یوم	۲۶ سال ۱ شهر ۲۲ یوم

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	ابن سلطان عمر شیخ مرزا	۶ محرم ۸۸۸	در ولایت فرغانہ	خشکش	۱۱ سال ۰ شہر ۱۹ یوم	۲۵ رمضان ۸۹۹ سہ شنبہ	تپ	۶ جمادی الاول ۹۳۷	کابل	۴۹ سال ۱۰ شہر	۳۷ سال ۷ شہر ۱ یوم
نصیر الدین محمد ہمایون	ابن بابر شاہ جنت آشیانی	۴ ذیقعدہ ۹۰۳	در ارک شہر کابل	آگرہ	۲۳ سال ۴ شہر ۴ یوم	۶ جمادی الاول ۹۳۷	از بام افتاد	۱۳ ربیع الاول ۹۶۳	در مقبرہ ہمایون	۴۹ سال ۴ شہر ۹ یوم	۲۵ سال ۱۰ شہر ۵ یوم
ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر شاہ	ابن محمد ہمایون	۵ رجب ۹۴۹ یکشنبہ	در حصار امرکوٹ	کلانور	۱۳ سال ۹ شہر ۱۰ یوم	۲ ربیع الثانی ۹۶۳ جمعہ	عارضہ جسمانی	۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴	بمقبرہ سکندرہ	۶۳ سال ۱۱ شہر ۷ یوم	۵۱ سال ۲ شہر ۹ یوم
نور الدین محمد جہانگیر	ابن محمد اکبر شاہ	۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ چہارشنبہ	فتح پور سیکری	اکبر آباد	۳۷ سال ۲ شہر ۲ یوم	۲۰ جمادی الآخر ۱۰۱۴ پنجشنبہ	ضیق النفس	۲۸ صفر ۱۰۳۷ یکشنبہ	باغ نورجہان واقع لاہور	۵۹ سال ۱۱ شہر ۱۱ یوم	۲۲ سال ۰ شہر ۱۱ یوم
محمد شہاب الدین شاہجہان	ابن جہانگیر بادشاہ	سلخ ربیع الاول پنجشنبہ	لاہور	لاہور	۳۷ سال ۲ شہر ۲۲ یوم	۲۲ جمادی الاول ۱۰۳۷ دوشنبہ	درد گردہ و تپ محرقہ	۲۶ رجب ۱۰۷۶ دوشنبہ	اکبر آباد روضہ تاج گنج	۷۶ سال ۳ شہر ۷ یوم	۳۰ سال ۲ شہر ۲۰ یوم
محی الدین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ	ابن شاہجہان	۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ یکشنبہ	موضع دوحد صوبہ گجرات	نواح اکبر آباد	۴۰ سال ۶ شہر ۵ یوم	غرہ جمادی الاولی ۱۰۶۹	عارضہ جسمانی	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ جمعہ	مقبرہ زین الدین شاہ واقع اورنگ آباد	۹۰ سال ۳ یوم	۵۰ سال ۵ شہر ۲۸ یوم



اعظم شاه	بن عالمگیر بادشاه	۱۲ شعبان ۱۰۶۳	دکن	متصل اورنگ آباد	۵۵ سال ۳ شهر ۲۶ یوم	۴ ذیحجه ۱۱۱۸	درجنگ بهادر شاه درچاچو مرد	۸ ربیع الاول ۱۱۱۹	مقبره همایون پادشاه	۵۵ سال ۷ شهر ۶ یوم	۳ شهر ۱۰ یوم
بهادر شاه شاه عالم خلد منزل	بن عالمگیر پادشاه	سلخ رجب ۱۰۴۳	دکن	کابل	۶۵ سال ۶ شهر ۹ یوم	۱۰ محرم ۱۱۱۹	عارضه جسمانی	۸ محرم ۱۱۲۴	درگاه خواجه قطب الدین	۸۰ سال ۲ شهر ۱۱ یوم	۵ سال ۸ یوم
معز الدین جهاندار شاه	بن بهادر شاه	غره شوال ۱۰۷۲ چهار شنبه	دکن	لاهور	۵۲ سال ۳ شهر ۱۰ یوم	۱۸ محرم ۱۱۲۴ جمعه	فرخ سیر در قید کشت	۲۹ محرم ۱۱۲۵	مقبره همایون پادشاه	۵۳ سال ۳ شهر ۲۵ یوم	۱۱ شهر ۵ یوم
فرخ سیر پادشاه	پسر عظیم الشان بهادر شاه شهید	غره محرم پنجشنبه ۱۰۹۸	دکن	نواح اکبر آباد	۲۶ سال ۱۱ شهر ۲۳ یوم	۲۳ ذیحجه ۱۱۲۴ جمعه	سید عبدالله خان سید حسین علی خان اسیر کرده کشت	۹ رجب ۱۱۳۱	مقبره همایون پادشاه	۳۳ سال ۳ شهر ۹ یوم	۳ سال ۳ شهر ۶ یوم
ابوالبرکات شمس الدین	پسر رفیع الشان بن بهادر شاه	۱۷ رمضان ۱۰۸۳	دهلی	اکبر آباد	۴۷ سال ۶ شهر ۲۳ یوم	۹ ربیع الآخر ۱۱۳۱	تپ دق	۹ رجب ۱۱۳۱	مقبره همایون پادشاه	۴۷ سال ۱۰ شهر ۳ یوم	۳ شهر ۹ یوم
رفیع الدوله	پسر رفیع الشان بن بهادر شاه	۲۰ رمضان ۱۰۸۳	نواح اکبر آباد	اکبر آباد	۴۷ سال ۲ شهر	۲۰ رجب ۱۱۳۱	غلبه کوکنار	۱۷ ذیقعده ۱۱۳۱	ایضاً	۴۸ سال ۱ شهر ۲۸ یوم	۳ شهر ۲۸ یوم

روشن اختر محمد شاہ بادشاہ	بن جہاندار شاہ ابن بہادر شاہ	۲۴ ربیع الاول ۱۱۱۴	غزنین	کہراولی موسوم اکبرآباد [illegible]	۱۷ سال ۷ شہر ۲۳ یوم	۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱	عارضۂ جسمانی	۲۷ ربیع الآخر ۱۱۶۱	درگاہ حضرت نظام الدین	۴۷ سال ۱ شہر ۴ یوم	۲۹ سال ۵ شہر ۱ یوم
ابو النصر مجاہد الدین احمد شاہ	بن محمد شاہ بادشاہ	۱۷ ذی الحجہ ۱۱۳۸	شاہجہان آباد	پانی پت	۲۲ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	غرہ جمادی الاولی ۱۲۰۶	بسبب کشیدن میل در چشم	۱۰ شعبان ۱۱۶۷ روز سہ شنبہ	مقبرہ ہمایون بادشاہ	۲۸ سال ۲۳ یوم	۶ سال ۳ شہر ۱ یوم
محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی	بن معز الدین جہاندار شاہ	غرہ محرم ۱۰۹۹	صوبہ ملتان	دہلی	۵۶ سال ۷ شہر ۱۰ یوم	۱۰ شعبان ۱۱۶۷	از قلعہ فیروز آباد انداز	۱۸ ربیع الآخر ۱۱۷۳	ایضاً	۷۴ سال ۳ شہر ۷ یوم	۵ سال ۸ شہر ۸ یوم
علی گوہر شاہ عالم بادشاہ	بن عالمگیر ثانی	۳ جمادی الاولی ۱۱۳۱	دہلی	کھتولی متصل عظیم آباد	۴۲ سال ۳ یوم	۴ جمادی الاولی ۱۱۷۳	عارضۂ جسمانی	۷ رمضان	درگاہ خواجہ قطب الدین	۹۰ سال ۴ شہر ۶ یوم	۴۸ سال ۴ شہر ۴ یوم
ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ		۲۸ رجب ۱۱۷۳	ریان مکن پور	دار الخلافہ شاہجہان آباد	۴۸ سال ۱ شہر ۹ یوم	۷ رمضان ۱۲۲۱	اسہال و ورم	۲۷ جمادی الاخری ۱۲۵۳	ایضاً	۸۰ سال	۳۱ سال ۸ شہر ۲ یوم
ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ		۱۱۸۰	شاہجہان آباد	ایضاً	۷۳ سال	۱۲۵۳		۱۲۷۹	رنگون	۹۹ سال	۲۶ سال

خاتمہ بالخیر

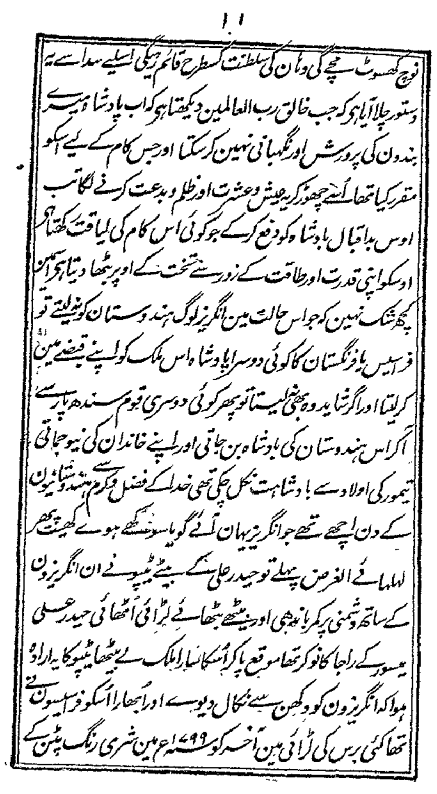
تسلط کا سرکار کمپنی انگلیسیہ بیان

زمانۂ اکبر شاہ مین یوروپ سے اس ملک مین پہلے پہل پرتگالی اور
فرانسس بطریق سوداگری آتے جاتے تھے انگریزون نے جب
دیکھا کہ پرتگال اور وسپیس وغیرہ فرنگستانی آدمی ہندوستان مین
جاتے ہین اور یہان کی تجارت سے بڑا فائدہ اوٹھاتے ہین تو پھر
ان آفت کے پرکالون سے کب چپ چاپ رہا جاسکتا تھا ان لوگون
نے بھی اپنے مال کے جہاز روانہ کیے اور ۱۵۹۹ء مین لندن شہر کے اندر
بہت سے انگریزون نے آپس کے ساجھے مین روپیہ اکٹھا کر کے
اس ملک مین سوداگری کرنے کیواسطے ایک کوٹھی مقرر کی اور دوسرے
ہی سال وہان کے بادشاہ سے کئی شرطون پر اس بات کی اپنے نام
سند لکھوالی کہ سوائے ہم ساجھیون کے دوسرا کوئی انگریز ہندوستان
مین جاکر سوداگری نہ کرنے پاوے لیکن جب اس ملک مین ان لوگون
نے اپنا عمل اور دخل کرنا شروع کیا تب ۱۸۱۳ء مین انکو تجارت کرنے
کی مناہی ہوئی بلکہ تجارت کا اذن عام ہوگیا روک ٹوک جاتی رہی اور
کمپنی ایک سرکار کہلانے لگی انگریزی زبان مین ساجھیون کو کمپنی
کہتے ہین اسلیے ان ساجھی سوداگرونکا نام بھی ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا گیا

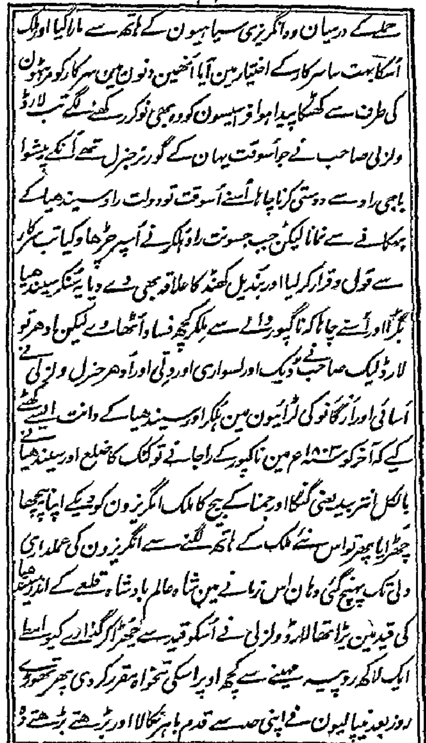
جب انگلستان مین یہ کمپنی کھڑی ہوئی تو اوسوقت یہان اکبر بادشاہ تخت
پر تھا ہندوستان مین پہلے پہل انگریزون کی کوٹھیان سنہ ۱۶۱۱ع
مین سورت احمدآباد کھمبات اور گھوگھے مین جاری ہوئین اور سنہ ۱۶۵۲ع
مین بنگالے کے اندر ہلیشور مین اور اوسکے دو برس کے بعد مندراج
مین بھی جاری ہوگئی سنہ ۱۶۶۴ع مین پرتگال کے بادشاہ سے بمبئی کا
ٹاپو لیا گیا اور سنہ ۱۷۰۰ع مین بنگالے کے صوبے دار نے کلکتہ گوبندپور
اور چھوتانٹی یہ تینون گانو انگریزون کو دیدیے اور کلکتے مین ایک قلعہ
بھی جسکا نام اب فورٹ ولیم ہی بنانے کی اجازت ملی اوس زمانے مین
یہ کلکتہ کل تشرچھونپڑونکا ایک گانو تھا سنہ ۱۷۵۶ع مین بنگالے کے
صوبے دار نواب سراج الدولہ نے اس بات پر کہ انگریزون نے
ہمارے ایک آدمی کو جو ڈھاکے سے کچھ خزانہ لیکر بھاگا تھا پناہ دی
ناخوش ہوکر کلکتہ چھین لیا اور ایک سو چھیالیس انگریز کو جو اوسوقت
وہان موجود تھے ایسی ایک تنگ و تاریک کوٹھری مین جسکی وسعت
بیس فٹ مربع سے زیادہ نہین تھی اور جسکو اب تک یہ لوگ بلیک ہول
یعنی کالی بل پکارتے ہین بند کردیا کہ دوسرے دن آن مین سے کل
تیئیس ۲۳ جیتے نکلے تب آخر کو یہ خبر سنتے ہی کرنل کلائو صاحب مندراج
سے نو سو گورے اور پندرہ سو تلنگے لیکر کلکتے مین آئے کلکتہ بھی لیا

اور پھر مرشدآباد پر چڑھا کر دیا تب ۱۷۵۷ء کی ۲۳ جون کو مقام پلاسی
کی لڑائی مین سراج الدولہ کی فوج نے جو ستر ہزار سے کم نہین تھی
شکست کھائی نواب بھاگا اور اُسی روز گویا ہندوستان مین انگریزی
عملداری کی نیو جم گئی پھر تھوڑے دن پیچھے ۱۷۶۵ء مین شاہ عالم بادشاہ
نے جو اُسوقت دلی کے تخت پر تھا صوبہ بہار بنگالا اور اُڑیسہ ان تینون
صوبون کی استمراری دیوانی کا پروانہ کمپنی کے نام لکھدیا کہ جس سے دو
کرور روپیہ سال کی آمدنی کا ٹھکانا ہوگیا اور وزیر اصف الدولہ نے رہیلون
کی لڑائی مین مدد لینے کیواسطے ۱۷۷۵ء مین بنارس کا علاقہ بالکل انکے
حوالے کیا اُس زمانے مین ہندوستان کی پادشاہت کا عجب حال تھا
آپس کی پھوٹ اور ہمیشہ کی لڑائی جھگڑائی کے باعث تیمور کا خاندان
تحس نحس ہورہا تھا پادشاہ شطرنج کے مُہرے کیطرح لوگون کے ہاتھ
مین ٹرکرمات ہوچکا تھا یہان تک کہ ۱۷۳۹ء مین ایران کے بادشاہ
نادرشاہ اور پھر تھوڑے روز بعد احمد شاہ دُرانی نے جو پہلے نادرشاہ کے
امیرون مین تھا ایسے ایسے سخت حملے اس ملک کے اوپر پے درپے کیے
کہ رہا سہا زور بھی دلی کے بادشاہ کا جاتا رہا سلطنت مین کچھ ذرہ دم نہین
باقی تھا صوبے دارون نے بادشاہ کی اطاعت بالکل چھوڑ دی سلطنت
اپنی آپھی جسکے باپ دادے نے کبھی چپا بھر زمین پر دخل نہ پایا تھا انہے بھی

ہندوستان کی بادشاہت پر دل دوڑایا الغرض ادھر تو دکھن کے
صوبے دار نظام الملک نے حیدرآباد مین اپنی حکومت جمائی اور ادھر
نواب وزیر نے اودھ کے صوبے کو اپنا ملک سمجھا آگرے تک مرہٹون
نے لوٹ مار مچا کر دھینگا دھینگی سے چوتھ لینا شروع کیا اور سکھون کا
حلا سرہند تک ہونے لگا بھرتپور کے جاٹ بھی ہیکڑ بنے ہوے تھے
رہیلکھنڈ کے رہیلے جدا خود مختار ہو گئے تھے بادشاہ اگرچہ برای نام دلی
کے قلعے مین پڑا تھا لیکن وہان بھی اُسے کوئی بیٹھنے نہین دیتا تھا
یعنی اُسکی یہ نوبت تھی کہ آج ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا کل کسی دوسرے
نے اُسکا سر کاٹ کر سکہ خطبہ اپنے نام جاری کر لیا ابھی تلوار کا لہو نہین
سوکھنے پایا کہ تیسرے نے اُسکو بھی موت کا جامہ پہنایا اور تاج بادشاہی
اپنے سر پر رکھا کبھی بادشاہ مرہٹون کی قید مین پڑ جاتا تھا اور کبھی رہیلون
کے پنجے مین گرفتار رہتا غرض ۱۷۰۷ع تک کہ جب اکبر کے پوتے کا بیٹا
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ مرا ۱۷۶۰ع تک یعنی شاہ عالم کے روز اول
جلوس تک ترپن برس کے اندر نادر شاہ اور احمد شاہ کو چھوڑ اُسکے چودہ بادشاہ
دلی کی تخت پر بیٹھے اور اگر انہین سے محمد شاہ کی سلطنت کے تیس برس
نکال ڈالو تو صرف تیئیس برس مین تیرہ بادشاہ گذر گئے پس اب سوچنا
چاہیے کہ جہان برائے نام تخت اور تاج کے لیے ایسی چھین جھپٹ اور



نوچ کھسوٹ سے بچے گی وہان کی سلطنت کسطرح قائم رہیگی اسلیے سدا سے یہ
دستور چلا آیا ہی کہ جب خالق رب العالمین دیکھتا ہی کہ اب بادشاہ میرے
بندون کی پرورش اور نگہبانی نہین کر سکتا اور جس کام کے لیے اسکو
مقرر کیا تھا اُسے چھوڑ کر یہ عیش و عشرت اور ظلم و بدعت کرنے لگا تب
اوس بداقبال بادشاہ کو دفع کرکے جو کوئی اس کام کی لیاقت رکھتا ہی
اوسکو اپنی قدرت اور طاقت کے زور سے تخت کے اوپر بٹھا دیتا ہی اسمین
کچھ شک نہین کہ جو اس حالت مین انگریز لوگ ہندوستان کو نہ لیتے تو
فرانسیس یا فرنگستان کا کوئی دوسرا بادشاہ اس ملک کو اپنے قبضے مین
کر لیتا اور اگر شاید وہ بھی نہ لیتا تو پھر کوئی دوسری قوم سندھ پار سے
آکر اس ہندوستان کی بادشاہ بن جاتی اور اپنے خاندان کی نیو جماتی
تیمور کی اولاد سے بادشاہت نکل چکی تھی خدا کے فضل و کرم سے ہندوستانیون
کے دن اچھے تھے جو انگریز یہان آگئے گویا سوکھے ہوے کھیت پھر
لہلہائے الغرض پہلے تو حیدر علی کے بیٹے ٹیپو نے ان انگریزون
کے ساتھ دشمنی پر کمر باندھی اور بیٹھے بٹھائے لڑائی اُٹھائی حیدر علی
میسور کے راجا کا نوکر تھا موقع پاکر اُسکا سارا ملک لے بیٹھا ٹیپو کا یہ ارادہ
ہوا کہ انگریزون کو دکھن سے نکال دیوے اور ابھارا اُسکو فرانسیسون نے
تھا کئی برس کی لڑائی مین آخر کو ۱۷۹۹ء مین شری رنگ پٹن کے



حملے کے درمیان وہ انگریزی سپاہیون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ملک
اُسکا بہت سا سرکار کے اختیار مین آیا انھین دنون مین سرکار کو مرہٹون
کی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا و سیسون کو وہ بھی نوکر رکھنے لگے تب لارڈ
ولزلی صاحب نے جو اُسوقت یہان کے گورنر جنرل تھے اُنکے پیشوا
باجی راو سے دوستی کرنا چاہا اُسنے اُسوقت تو دولت راو سیندھیا کے
بہکانے سے نمانا لیکن جب جسونت راو ہلکر نے اسپر چڑھاو کیا تب سرکار
سے قول و قرار کرلیا اور بندیل کھنڈ کا علاقہ بھی دے دیا سیندھیا
بگڑا اور اُسنے چاہا کہ ناگپور والے سے ملکر کچھ فساد اُٹھاوے لیکن ادھر تو
لارڈ لیک صاحب نے دیگ اور لسواری اور دلی اور اُدھر جنرل ولزلی نے
اسائی اور ارگانو کی لڑائیون مین ہلکر اور سیندھیا کے دانت ایسے کھٹے
کیے کہ آخر کو ۱۸۰۳ء مین ناگپور کے راجا نے تو کٹک کا ضلع اور سیندھیا نے
بالکل انتربید یعنی گنگا اور جمنا کے بیچ کا ملک انگریزون کو دیکے اپنا پیچھا
چھڑایا پھر تو اس نئے ملک کے ہاتھ لگنے سے انگریزون کی عملداری
دلی تک پہنچ گئی وہان اس زمانے مین شاہ عالم بادشاہ قلعے کے اندر سیندھیا
کی قید مین پڑا تھا لارڈ ولزلی نے اُسکو قید سے چھڑا کر گذارے کیواسطے
ایک لاکھ روپیہ مہینے سے کچھ اوپر اسکی تنخواہ مقرر کردی پھر تھوڑے
روز بعد نپولیون نے اپنی حد سے قدم باہر نکالا اور بڑھتے بڑھتے وہ

کانگڑے تک پہنچ گئے جب پہاڑ سے اُتر کر ترائی مین انگریزے رعیت کو
تنگ کرنے لگے تو سرکار نے اُنکو بھی نصیحت دینا مناسب سمجھا سنہ ۱۸۱۴ء
مین ملون کے قلعے پر اُنکی موج کو شکست دیکے کالی ندی کے پچھم طرف
کے پہاڑ تو اپنے دخل مین کرلیے اور پورب طرف کے اُنکے پاس رہنے دیے
اگرچہ باجی راو نے اپنی مصیبت کے وقت مین انگریزون سے قول قرار
کر لیا تھا لیکن دل مین اُنکے ساتھ دغا کی نرد کھیلا چاہتا تھا یہان تک کہ
اُسنے تاریخ ۶ نومبر سنہ ۱۸۱۷ء کو پونا کے درمیان رزیڈنٹی مین آگ لگا دی
اور انگریزی سپاہی جو تھوڑے سے وہان رہتے تھے اُنکا مقابلہ کیا
اور اودھر سے سیندھیا کا بھی ایک خط نیپال کے راجا کے نام آپ
پکڑا گیا کہ جس سے اوسکی جانی دشمنی انگریز کے ساتھ ثابت ہو گئی
پنڈارون نے بھی قریب پچیس ہزار سوار کے اکٹھا ہو کر سارے ملک
مین لوٹ مار مچا رکھی تھی ملک کے کاردار بھی سرکار کے مخالفون کی
طرفداری کرتے تھے امیر خان ٹونک والا اپنے پٹھانون کے ساتھ
راجپوتانے کو تباہ کر رہا تھا یہان دیکھا چاہیے خدا کی قدرت اور مرضی
کو کہ اگرچہ اسوقت مین ہر ایک طرف ہل چل پڑ گئی تھی اور سارے
ہندوستان مین فساد کی آگ بھڑک چلی تھی مگر لارڈ ہیسٹنگ صاحب
جو اُس زمانے مین گورنر جنرل تھے اُنھون نے اس ہوشیاری کے

ساتھ سبکا بندوبست کرلیا اور اپنی فوج کو چارون طرف اس ڈھب سے
دوڑا دیا کہ ادھر تو سیندھیا کو جو کچھ سرکار نے فرمایا سب مان کر راجپوتانے
سے اپنا اختیار بالکل اٹھا لینا پڑا اور اُدھر امیر خان نے اپنا توپخانہ
سرکار کے حوالے کر دیا باجی راو پیشوا نے بھی سرکاری خزانے سے
آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن لیکر بٹھور مین گنگا کو بسنا اختیار کیا اور ہلکر کی فوج نے
مہید پور مین شکست کھا کر سرکار کی اطاعت دل و جان سے قبول کی پھر تو
ناگپور کا راجا اپنے قصور کے ڈر کے مارے اپنا ہی ملک چھوڑ کر بھاگ گیا
چنانچہ سرکار نے اُسکا کچھ تھوڑا سا ملک لیکر باقی اسکے وارثون کو دے ڈالا
پنڈارے اسقدر قتل ہوے کہ نام کو بھی باقی نرہے جو کچھ جیتے بچے وہ لوٹ مار
چھوڑ کر کھیتی باڑی کرنے لگے الغرض سنہ ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی لڑائی بالکل
فتح کے ساتھ ختم ہوگئی اور سب طرف سے امن چین کی پچھلی کابل کی لڑائی
کے وقت سندھ کے امیرون نے کراچی اور ٹھٹھا سرکار کو دے ڈالا تھا
اور سندھ ندی کی راہ سے محصول اٹھا لینے کا اقرار کئی باتون کے
ساتھ سرکار سے کیا تھا لیکن دغا کر کے اپنے قول قرار سے پھر گئے تب
سنہ ۱۸۴۳ء مین سرکار نے انکو بھی اُس ملک سے خارج کر کے وہان بالکل اپنا
عمل دخل کر لیا بعد اسکے سنہ ۱۸۴۵ء کے اخیر مین سکھون نے ستلج پار اتر کر
سرکار پر چڑھائی کر دی لیکن آخر کو جیسا کیا ویسا پھل پایا پہلے تو سرکار نے

سنہ ۱۸۴۶ء انکا صرف جالندھر دواب اور ستلج کے اس پار کا ملک ضبط کر لیا تھا اور قصور معاف کرکے دلیپ سنگھ کو لاہور کی گدی پر بحال رکھا لیکن پھر بھی جب یہ لوگ لڑائی جھگڑائی سے باز نہین آئے اور بہت عرصے تک لڑتے رہے تب سنہ ۱۸۴۹ء مین سرکار نے بالکل انکا ملک ضبط کرکے اپنی عملداری مین شامل کر لیا اور دلیپ سنگھ کو پنجاب سے نکالکر گذارے کے لیے دس ہزار روپیہ مہینا اوسکا مقرر کر دیا اب اس دم اٹک سے کٹک تک بالکل انگریزی عملداری ہی اور ہمالیہ سے سمندر تک انھین کا ڈنکا بجی ہی بلکہ پورب اور پچھم مین ہندوستان کی اصلی سرحد سے بھی زیادہ انکی عملداری بڑھتی چلی

غدر کا حال

سبب برپا ہونے غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے بہت کچھ صاحبان انگریز بہادر نے لکھے ہین اور خلاف آن باتفاق انکے اہل ہند نے بھی اسباب اسکے تحریر کیے ہین غرض تقدیر الٰہی ہونہار بات تھی جو ہوئی مگر غدر مین تین قسم کے لوگ تھے ۱ عام لوگ بانی غدر کے اور باغی سرکاری فوج کے تھے ۲ سرداران باغی مثل شاہ دہلی اور بیگم اودھ اور نانا پیشوا مع لواحقین وغیرہ کے جو اپنے اسلاف کے ملک و مملکت سے محروم اور اسکے مدعی تھے ۳ بیکار اور نوکری پیشہ اوباش اور وہ لوگ جنکا پیشہ رہزنی تھا فقط

لیکن سرکار کی قدرت اور نیت نے اس مواد فاسد کو جڑ سے ایسا دفع کیا کہ اب ہندوستان مین اسکا اثر باقی نہین ہی

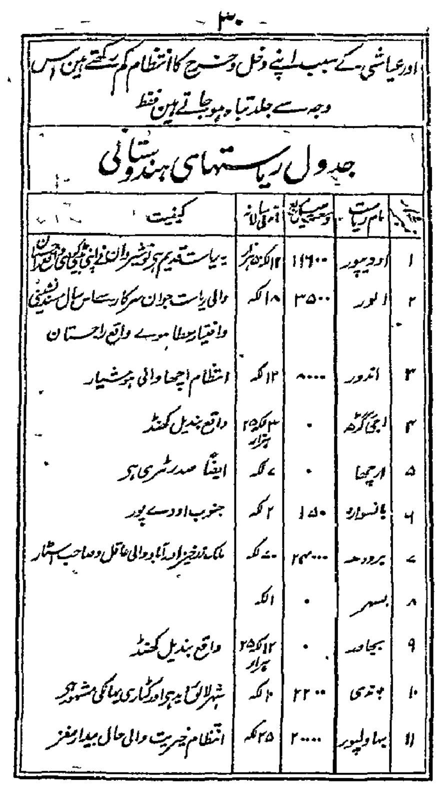
ذکر عہد دولت ملکہ معظمہ شہنشاہ انگلند و ہند خلد اللہ ملکہا

سنہ ۱۸۵۸ء مین ملکہ معظمہ یعنی کوئین وکٹوریا نے اس ملک کا انتظام کمپنی سے لیکر اپنے ایک وزیر کے سپرد کر دیا اور اُنکے مدد کیواسطے بارہ صاحبان جلیل الشان کی ایک کونسل بھی مقرر کر دی اسی وزیر کا لقب سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا ہی سارا انتظام وزیر کے اختیار مین ہی وہی صاحبون کو اس ملک کے عہدون پر مقرر کرکے وہان سے بھیجتا ہی اور یہان پر گورنر جنرل کو باتفاق اپنی کونسل اختیار دے رکھا ہی گورنر جنرل کے تحت مین مندراج و بمبئی کے گورنر اپنی اپنی کونسل سمیت اور اگرہ او پنجاب کے لفٹنٹ گورنر اور بنگالے کے ڈپٹی گورنر اور اودھ اور ناگپور کے چیف کمشنر مقرر ہین اور پھر سواے پنجاب کے چارون گورنرون کے زیر حکم چار چار صدر دیوانی اور صدر نظامت عدالت اور چار بورڈ ریونیو اور اُنکے تابع ہر ایک ضلع مین کمشنر و جج مجسٹریٹ کلکٹر وغیرہ اپنا اپنا کام کرتے ہین پنجاب اور اودھ ناگپور سیو ٹین صدر دیوانی و نظامت کی جگہ جوڈیشل کمشنر اور بورڈ کی جگہ فنانشل کمشنر مقرر ہو

اور کمشنر کے نیچے اکثر ضلعون مین حاکم ضلع ڈپٹی کمشنر کہلاتے ہین کلکتہ
مندراج بمبئی مین انگریزون پر نالشات سننے کے واسطے عدالت
سپریم کورٹ مقرر ہی کلکتہ مندراج بمبئی ان تین احاطون کیواسطے کمانڈر انچیف
ولایت سے مقرر ہوکر آتے ہین لیکن کلکتہ والا کمانڈر انچیف دونون پر غالب
ہی اسوقت ہندوستان مین فوج گورہ اسّی ہزار سے کم نہین ہی فقط

رونق تازہ

سرکار کے عمل سے جابجا سڑک اور ریل اور تار برقی اور چوکی تھانہ اور ضلعبندی
اور آمدورفت بلا مزاحمت اور اجرائے کشتی و جہاز و نہر اور انتظام ملک
کے این اور دار الشفا و مطابع اور اخبار اردو زبان اور انگریزی اور
مدرسہ اور ڈاک اور معافی محصولات اکثر اشیا سے اب ہندمین
رونق اور امن و آسایش بدرجہ ہا زیادہ ہی زراعت کی بھی ترقی ہی مگریہ
کیفیت سرکاری علاقون تک ہی رجواڑون کا حال کم کم بدلا ہی اور آن
روز بروز بدلتا جاتا ہی چونکہ اکثر تجارت اہل یورپ کے ہاتھ مین ہی اور
اشیای ولایتی کے آگے اشیای ہند بیقدر ہوگیٔن سوائے اسکے ہند
مین نوکری پیشہ بہت لوگ ہین جو اکثر بیکار ہین اسی وجہ سے تمام باشندے
ہند کے صورت آسودگی کا حقہ نہین رکھتے مالدار اور امرا لوگ تن پروری اپنی



اور عیاشی کے سبب اپنے دخل و خرچ کا انتظام کم رکھتے ہیں اس وجہ سے جلد تباہ ہو جاتے ہیں فقط

جدول ریاستہای ہندوستانی

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۱	اودیپور	۱۱۶۰۰	۱۲ لاکھ ۵ ہزار	یہ ریاست قدیم ہے نوشیروان کی نواسی کی اولاد سے ہیں
۲	الور	۳۵۰۰	۱۸ لاکھ	والی ریاست جوان سرکار سے اس سال مسند نشینی و اختیار عطا ہوئے واقع راجستان
۳	اندور	۸۰۰۰	۱۲ لاکھ	انتظام اچھا والی ہوشیار
۴	اجی گڑھ	•	۳ لاکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۵	ارچھا	•	۷ لاکھ	ایضاً صدر ٹہری ہے
۶	بانسواڑہ	۱۵۰۰	۲ لاکھ	جنوب اودے پور
۷	بڑودہ	۲۴۰۰۰	۷۰ لاکھ	ملک زرخیز اور آباد والی عاقل و صاحب اختیار
۸	بسہر	•	۱ لاکھ	
۹	بجاور	•	۱۲ لاکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۱۰	بوندی	۲۲۰۰	۱۰ لاکھ	شہر لاکھیری اور کٹاری بنانے کی مشہور ہے
۱۱	بہاولپور	۲۰۰۰۰	۲۵ لاکھ	انتظام خیریت والی حال بیدار مغز

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۱۲	بھوپال	۷۰۰۰	۲۵ لکھ	والیہ بڑی عاقل و ہوشیار انتظام قابل تعریف
۱۳	بھرت پور	۲۰۰۰	۲۰ لکھ	ملک آباد والی صغیر سن
۱۴	بیکانیر	۱۷۰۰۰	۲۰ لکھ	والی مہذب اور لائق و نام آور
۱۵	پٹیالا	۵۰۰۰	۲۵ لکھ	ملک آباد رعیت آسودہ اہلکار بڑے لائق والی ہوشیار
۱۶	پنا	۰	۴ لکھ	ہیرے کی عمدہ کان یہین ہی
۱۷	پرتاب گڑھ	۱۵۰۰	۲ لکھ	شجر کمیاب آب سراب
۱۸	تربوانکوڑہ	۵۰۰۰	۴ لکھ	ملک سیر حاصل زرریز ہی
۱۹	ٹونک	۱۸۰۰	۱۰ لکھ	حاکم حال بہت ویندار و متشرع
۲۰	جودھپور	۳۵۰۰۰	۱۷ لکھ	باشندے یہان کے افیونی اور والی شوقین خوش اوقات انتظام و اہلکار رسمی
۲۱	جی پور	۱۵۰۰۰	۸۵ لکھ	والی عاقل بیدار مغز اہلکار لائق انتظام غنیمت
۲۲	جیسلمیر	۱۲۰۰۰	۱ لکھ	شہر اُجاڑ باشندے کم
۲۳	جیند	۰	۵ لکھ	والی مدبر و منتظم اہلکار اچھے
۲۴	چارکھاری	۰	۴ لکھ	عرف چرکھڑی والی صغیر سن
۲۵	چھتر پور	۰	۳ لکھ	
۲۶	چمبا سکیت منڈی	۰	۵ لکھ	آب و ہوا اصل علی

نمبر شمار	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۲۷	دتیا	۰۰	۱۰ لکھ	واقع بندیل کھنڈ
۲۸	دھار	۱۰۰۰	۴ لکھ ۶۰ ہزار	والی کا گوتہ راجا ہے جو باجی راو پیشوا والی پونا
۲۹	دھولپور	۱۶۲۵	۷ لکھ	انتظام راج کا رسمی والی ناقص ولیعہد قابل
۳۰	دیواس	۰۰	۴ لکھ	محلات قلعہ [illegible] تالاب مقبرہ حسین تا قابل دید
۳۱	ڈونگرپور	۱۰۰۰	۴ لکھ	جھیل پر بند سنگ مرمر قابل دید
۳۲	ریوان	۱۰۰۰	۲۰ لکھ	انتظام غنیمت اہلکار کم والی عالی نش معاون
۳۳	رامپور	۷۰۰	۱۱ لکھ	ملک سیراب سیر حاصل انتظام چست والی قابل [illegible]
۳۴	ساونت واڑی	۱۰۰۰	۲ لکھ	ملک کوہ و جنگل [illegible] تسلط سرکار راجا کو بعد منہائی صرف کے باقی ملتا ہے
۳۵	سروہی	۳۰۰۰	۱ لکھ	سروہی کی تلوار مشہور ہے
۳۶	استھر	۰	۴ لکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۳۷	سکم	۱۶۰۰	۰	کوہ دارجلنگ مشہور ہے سب بدھ آدمی [illegible]
۳۸	فرید کوٹ	۰	۴ لکھ	قریب فیروزپور پنجاب [illegible]
۳۹	قرولی	۱۹۰۰	۵۰۰۰۰	والی صاحب حوصلہ
۴۰	کھلوار	۱۶۰۰	۱ لکھ	صدر بلاسپور علاقہ پنجاب کوہ [illegible] دو [illegible]
۴۱	کپورتھلہ	۰	۱۰ لکھ	ملک آباد جمعیت شائستہ اہلکار [illegible]

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۴۲	کچھی	۲۰۰۰	۸ لکہ	جنگل و جھیل آب شور برسات عالم آب عجیب تماشا
۴۳	کشمیر جمو	۲۵۰۰۰	۵۰ لکہ	والی عاقل الکار سرکار خیرخواہ ملک آباد دریا بسیار
۴۴	کشن گڑھ	۷۰۰	۳ لکہ	
۴۵	کوٹا	۶۵۰۰	۳۵ لکہ	تمت اولاد ظالم سنگھ کو جسنے نابالغی راجا مین کام کیا سرکار نے دلا دیا وہ جھالرا پاٹن مین ہین
۴۶	کوچی	۲۰۰۰	۵ لکہ	عرف کوچین اب تحت سرکار ریہ شہر اور کوٹا کے محلات عمدہ
۴۷	کولاپور	۳۵۰۰	۵ لکہ	کوہستان مین لب دریا ہی
۴۸	گوالیر	۳۳۰۰۰	۸۰ لکہ	علاوہ جاگیرات کے مالوہ زیر ہمالیا آسودہ ملک آباد جنگل بھی ہی والی مدبر جاہ ارشم الالم صاحب افوج جشیل الکا نواق
۴۹	گڑھوال	۴۵۰۰	۱ لکہ	ملحقہ بار و کوہستان
۵۰	مالیر کوٹھ		۳ لکہ	قدیم خاندان ہی
۵۱	منی پور	۷۵۰۰	۱ لکہ	باشندہ معتقد دیوی برہنہ و جنگلی کوہ کثیر تسلط سرکار
۵۲	میسور	۲۷۰۰۰	۷۰ لکہ	تسلط سرکار
۵۳	نابھہ	۵۵۰۰	۷ لکہ	والی عاقل بہ راج پنجاب ملین ہی
۵۴	نیپال	۸۰۰۰۰	۳۲ لکہ	سرکار سے عہدنامہ و آشتی ہی

اودہ

تواریخہاے ہندو عموماً کتب سنسکرت سے مستنبط ہے کہ قدیمی نام اسکا اودہ
کوشل ہے اور ابتداے آبادی منوجی موجد اصول دہرم شاستر سے تبائی ہین
اور دفترشاہی اور انگریزی مین صوبہ اودہ لکہا جاتا ہے اور قدیم سے اودہ یعنی
مقام اجودہیا دار الامارۃ وحاکم نشین رہا اور ہندو لوگ مولد و دار السلطنت
مہاراجہ رام چندرجی سے خاص اودہ اور اسکے مضافات کو ایک مہاتیرت
جانتے ہین عہد سلطنت مہاراجہ رام چندر مین اودہ کا دار السلطنت اجودہیا
تہا کہ جسکا طول ایک سو اڑتالیس کوس اور عرض چہتیس کوس تہا یہ ملک بسبب کثرت دریا
اور ندیون کے ہندوستان کا گویا ایک باغ تہا کثرت آبادی و زراعت
و مردم شماری و پیداوار و آمدنی مین ہندوستان کی اور بلاد سے
جو اکثر مقابلہ ہوا سب باتون مین صوبہ اودہ کو ترجیح رہی یہان بالکل نہین
زمین ہموار اس ملک مین لاجوردی کی کان ہے اور یہان کا لاجورد نہایت
عمدہ اور صاف ہے۔

زراعت یہانکی نیشکر چانول افیون تو مشہور ہے باقی ہر قسم کی پیداوار
اور پہول پہل افزون اور زمانہ اب انگریزی زمانے مین نیل روئی افیون
کی زراعت کثرت سے ہو چلی ہے قبل تسلط اہل اسلام لیطور خود یہانکے
لوگ اپنا گذران قناعت سے کرتے تہے انقلاب عملداریون سے

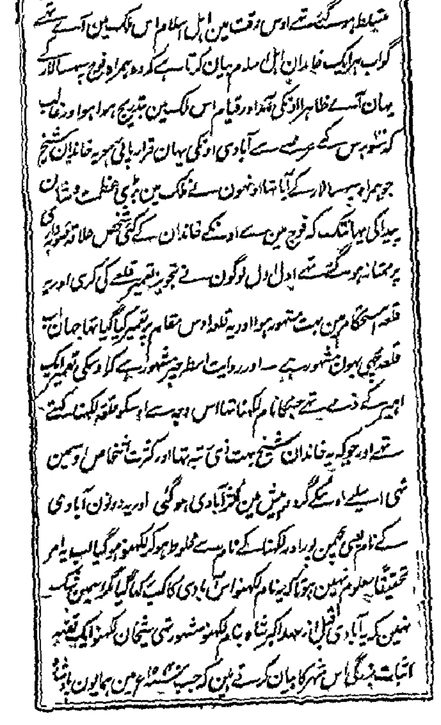
کچھ نہ کچھ ہلچل ہوتی رہی علی الخصوص اخیر زمانہ تیموریہ مین بہت بڑا نشیب و فراز
ہوا جو تواریخون سے خود معلوم ہوگا اب عہد انگریزی مین ہر ضلع تعلقہ داری
مین ایسا بندوبست ہوگیا ہے کہ سرکار کو اب کسی نوع کا دغدغہ نہین اور
ہمیشہ سے اس ملک مین معافی اور شکلب بھی بہت ہے کہ اوس سے
گذارہ یہانکی خلائق کا ہوتا تھا دعاگو حاکم وقت رہتے تھے اور اپنی قسم
کے کمالات حاصل کرتے تھے اب اکثر معافیان اور جاگیرین حین حیات
ہین بڑے دریا و ندیان اس ملک کے بیشمار کیے گئے ہین گنگا گھاگرا
گومتی راپتی سرجو و چوکا اور بھی بعض ندیان ہین جو بارہون مہینے رواں
رہتی ہین مالگزاری کا بندوبست عہد شاہی مین اور اس زمانے مین
بھی نصفی کا ہے اور اب بندوبست پختہ بھی کئی ضلعون مین ہوگیا ہے بہی
قریب قریب ہے بندوبست بحال ہے رعایا اور ملک کی آبادی
اور بہتری ملائم بندوبست کے سبب سے متصور ہے۔ محاصل یہانکا
اگرچہ پختہ ڈیڑھ کرور کا عہد شاہی مین مشہور ہے مگر کبھی ایک کرور بھی داخل
خزانہ نہوا اگر اب جو مالگزاری کا بندوبست سرسری کیا گیا ہے البتہ قریب
ایک کرور ۳۰ لاکھ ہے سوا اسکے اور آمدنی ملاکر کل مبلغ یک کرور ۲۵ لاکھ
اسقدر ہین اس ملک مین اب سرکاری فوج بھی اکثر ہے اور پولیس کے
بندوبست سے جنگی سپاہ کو زیادہ تر امداد اور کام کے دینے کی ضرورت

نہین ہوتی ۔ اس زمانے مین دارالحکومت لکھنؤ کی حدود یہ ہین اوتر کی طرف نیپال کی ترائی ہے اور دکن گنگا دریا اور کانپور کا ضلع جانب شرق گورکھپور اور جونپور اور غرب فرخ اباد اور شاہجہان پور ۔ اس ملک مین قبل ۱۸۷۷ء چار کمشنری تہین اب صرف تین کمشنری رہ گئین لکھنؤ خیرآباد فیض اباد ان تینون کمشنری کے ضلع ضلع کی مختصر یہہ کیفیت ہے قسمت لکھنؤ کا پہلا ضلع

لکھنؤ

یہہ ضلع دارالحکومت اس صوبے کا ہے یہ شہر لب گومتی دکن رویہ آباد ہے گومتی کی دونون طرف آبادی ہے تخمیناً تین لاکھ آدمی کی بستی ہے ۲۶ درجہ ۵۱ دقیقے اتر عرض ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ پورب طول مین دارالامارۃ کلکتے سے گوشہ شمال اور مغرب کی طرف بسا ہوا ہے ۔ اصل نام اسکا لکھن ناوتی بتلاتے ہین ۔ اور بعضے لوگ ایسا ہی کہتے ہین کہ زمیندارن جہان سوت جی بیاسؔ ہزار منیون یعنی زاہدون کے ساتھہ جلسے مین پران سناتے تھے اسی مقام پر تہا اصلی نام اسکا لکشمن ناوتی ہے ۔ اور بعضے لچھمن پور کہتے ہین اصل دونون کی ایک ہی ہے یعنی مہاراج لچھمن برادر خرد راجہ رام چندر جی نے بسایا شہر لکھنؤ کی دارالحکومت ہونیکا دعوی ہر چند جلوس نواب آصف الدولہ سے ہے جسکو عرصہ اسی برسکا

ہوا ہے مگر مدت مدید سے یہ شہر از بس معظم اور مشہور شہر ہا سے اودہ سے
تھا قی زمانا جہان شہر لکھنو آباد ہے اوس مقام پر ۱۴ دیہات آباد تھے
جنکے نام اسماسے محلات سے جو اونکی جگہہ آباد ہین معلوم ہوتے ہین
اور باقی دیہات کے نام و نشان مفقود ہو گئے ہین اور بعض کتب قدیمہ
اور کسی علامت سے اونکے نام دریافت ہو نہین سکتے تاف شہر لکھنو وہ
بلند مقام متصل پل پختہ کے ہے جہان ایک مسجد نامزد شاہ پیر محمد صاحب
موجود ہے اور جسکو بنام لچھمن ٹیلہ مشہور کرتے ہین اس جانب یعنی بجانب
ٹیلہ مذکور کے ایک گانون تہا نام لچھمن پور آباد تہا اور اوسی گانون کے
نام سے یہ شہر لکھنو مشہور ہوا۔ ایک قدیم روایت ہے کہ شہر اجودہیا
جبکہ خاندان راجپوتان سورج بنسی اس شہر مین حکمران تہے ایسا بڑا
وسیع شہر تہا کہ آبادی شہر اجودہیا سے جو اب آباد ہے شہر لکھنو تک
بلا فاصلہ آباد تہا۔ یہ روایت اس وجہ سے قرین قیاس ہو سکتی ہے
کہ لچھمن جی جو آباد کنندہ لچھمن پور کے تہے بہائی سری رام چند کے تہے
جنہون نے اجودہیا کو آباد کیا تہا اور یہ دونون بہائی کبہی جدا نہوتے
تہے اس نظر سے ظن غالب ہے کہ دونون نے آبادی اپنے اپنے
شہر کی بہی متصل ایک دوسرے کی ہو غالب ہے کہ آبادی لچھمن پور
کی برہمنون کی تہی اور چند خاندان شیخ جو سنہ ۱۰۶ء مین ہمراہ فوج سالار



غازی میان برادرزادہ محمود غزنوی لوگون کو مغلوب کرکے خود اونکے ملک پر
مسلط ہوگئے تھے اوس وقت مین اہل اسلام اس ملک مین آئے تھے
گو اب ہر ایک خاندان اہل اسلام بیان کرتا ہے کہ وہ ہمراہ فوج سپہ سالار کے
یہان آئے ظاہرا اونکی آمد اور قیام اس ملک مین بتدریج ہوا ہوا ور غالب
کہ نوسو برس کے عرصے سے آبادی اونکی یہان قرار پائی ہو یہ خاندان شیخ
جو ہمراہ سپہ سالار کے آیا تھا اونھون نے ملک مین بڑی عظمت و شان
پیدا کی یہانتک کہ فوج مین سے اونکے خاندان کے کئی شخص علاقہ صوبہ داری
پر ممتاز ہوگئے تھے اول اول لوگون نے تجویز تعمیر قلعے کی کری اور یہ
قلعہ استحکام مین بہت مشہور ہوا اور یہ قلعہ اوس مقام پر تعمیر کیا گیا تھا جہان اب
قلعہ مچھی بہون مشہور ہے - اور روایت اسطرح پر مشہور ہے کہ اوسکی تعمیر ایک
امیر کے ذمے تھی جسکا نام لکہنا تھا اس وجہ سے اسکو قلعہ لکہنا کہتے
تھے اور چونکہ یہ خاندان شیخ بہت ذی رتبہ تھا اور کثرت اشخاص وسمین
تھی اسلیے اسکے گرد پیش مین کثرت آبادی ہوگئی اور یہ دونون آبادی
کے نام یعنی لچھمن پور اور لکہنا کے نام سے مخلوط ہوکر لکھنو ہوگیا البتہ یہ امر
تحقیقاً معلوم نہین ہوتا کہ یہ نام لکھنو اس آبادی کا کب کہا گیا مگر اسمین شک
نہین کہ یہ آبادی قبل از عہد اکبر شاہ بنام لکھنو مشہور تھی جیسا کہ لکہنو ایک قصبہ
اتنا بات ہنگی اس شہر کا بیان کرتے ہین کہ جب ۱۵۴۰ء مین ہمایون بادشاہ

واسطے جنگ شیر شاہ بادشاہ جونپور کے جو بعد ازان شہنشاہ دہلی ہوگیا روانہ ہوے
اور اثناے راہ مین بمقام لکھنو چار گھنٹے استراحت فرمائی تھی باوجود اسکے کہ
فوج شکست خوردہ و دل شکستہ تھی اور ایسے وقت مین رعایا بھی فرمانبردار نہین
رہتی مگر تاہم اس عرصے قلیل مین فوج مذکور نے واسطے شہنشاہ کے دس ہزار
روپیہ اور پچاس راس اسپ بہم پہنچاے تھے اس قصے مین ہر چند مبالغہ ہو
مگر یہ بات ظاہر ہے کہ اوس زمانے مین بھی شہر لکھنو آباد و مالدار رہتا غرض کہ
زمانہ آصف الدولہ سے تا عہد واجد علی شاہ آبادی بڑہتی گئی بلکہ کسی زمانے
مین آدمیون کا بن مشہور تھا اور عہد سلطنت مین پانچ لاکھہ سے زیادہ سکونت
بتاتے ہین اس شہر مین کتنی سرزمین بہت سے کھنڈرے اور ٹوٹے اور
محلے آباد ہین جس محلے مین شیخ مینا صاحب کی درگاہ تھی اب وہ محلہ تو مسمار
ہوگیا لیکن درگاہ موجود ہے اکثر لوگ پنجشنبے کو فاتحہ کے واسطے وہان جاتی ہین
سوا اسکے اور بھی زیارت گاہ اہل ہنود و اہل سلام کی ہین جنکی تفصیل طول ہے
- باغات اس شہر مین اکثر اور میوجات ہر قسم کے نہایت تحفہ انبہ و خربزہ
اور کوسے مشہور ہین - کوچے یہان کے تنگ اور غلیظ مگر اب صفائی
شہر کے لیے کمیٹی سے تدارک ہوتا جاتا ہے اور اب سڑکین بھی وسیع اور
فراخ نکلی ہین اور نکلتی جاتی ہین اور اب بھی اس ٹوٹی پھوٹی حالت پر شہر کو
کسی بلند مقام سے دیکھا جاے تو جہانتک نظر جاے وہانتک درخت

باغ مینا گنبد اور عالی شان مکانات اور بعض جگہہ چمکتی ہوئی سنہری کلسیان
نظر پڑتی ہین۔ حسین آباد اور چوک مین اچھی رونق ہوتی ہے۔ عہد
شاہی مین حماموں تک کے بدن پر دو شالے اور حلال خوروں کے
بازون مین ماش پاتی جوڑی موجود تھی جسکے گھر مین چوہے لیے پر تو ابھی نہتا وہ
بھی بازار مین سونے سیر رتی تھے لفافہ تو اب شہر کا مشہور اور ابھی تک
یہان کے امرا اور روسا اور اہل وثاقت سے شہر کی شان و شوکت کچھہ
مشیے نمونہ اخیر وارث سے باقی ہے شہر قسم تجارت کی جنس موجود انگریزی
عملداری سے پہلے بادشاہی مکانات کے بڑی طیاریان رہتی تھین
زینت اور سجاوٹ دیکھکر انسان کی عقل دنگ ہو جاتی تھی جہاڑ کنول شیشے
اور دیگر تکلفات کا کیا بیان ہو قصر جمشید ہی کی شان و شوکت یاد سے
عیان ہو فرح بخش مبارک منزل تاج محل موتی محل قیصر محل حسین آباد
کتب خانے لائق دید تھے اب بھی جو کچھہ مسماری و شہدمی سے محفوظ ہین
جسکا بیان آخر مین زیر کیفیت مکانات کے درج ہوگا قابل دید ہین
محرم یہان کا مشہور عالم ہے امام باڑے ایام محرم مین نور کے تختے نظر
آتے ہین خصوصاً حسین آباد لوگ لکھنؤ کے تراش و خراش بول چال
مین و نیز شہرون کی زبان کو اپنے برابر نہین جانتے بلکہ عموماً اتفاق ہے
کہ جیسا یورپ مین فرنچ ویسا ہی ہند مین لکھنؤ ہے۔ میلے بھی بہت کثرت

سے ہوتے ہین مثل عرس باغ اٹھونگا میلہ سورج کنڈ تو چندی لیہ باقی حال
باشندون کا آخر مین لکھا جائیگا اس ضلع مین اگرچہ چھوٹے چھوٹے
قصبے بہت ہین مگر کاکوری کرسی ملیح آباد کاکوری کے مسلمان رئیس
بڑے نامور خدمات سرکاری پراکثر جگہہ ممتاز اور عموماً اس قصبے کے
لوگ فارسی عربی مین مہارت کمال رکھتے ہین نواح شہر کی زمینداری مین
البتہ فائدہ آمدنی ترکاری و سبزی کی بہت زیادہ اور ہر موسم کی چیزین
فصل سے آگے اس شہر مین اکر فروخت ہوتی ہین دار الحکومت عمل
انگریزی مین بدستور لکھنؤ ہی قرار پایا صاحب چیف کمشنر بہادر اسی
جگہہ تشریف رکھتے ہین اس ضلع کے تعلقہ دار بہی اکثر شہر کی نزدیکی کے
سبب سے خوش وضع و پرتکلف ہین ــــ زمین اس ضلع کی اوسط
درجے کی ہے ــ حضور تحصیل لکھنؤ کرسی موہن لال گنج ملیح آباد

یہ چار تحصیل ہین ــ

دوسرا ضلع دریاباد

اسکا صدر مقام لکھنؤ سے ۲۴ میل نواب گنج بارہ بنکی مین ہے یہ ایک قصبہ
مختصر سا ہے اب ایک سراے پختہ نئی زیر اہتمام اہلکاران سرکار کے تعمیر
ہوگئی ہے آب و ہوا اس ضلع کی بہت اچھی زراعت پر فلاحت ہے
تعلقدار بھی اس ضلع کے نامی گرامی رعایا خوش اور اکثر تعلقہ دار
اہل اسلام سے ہین جنگل کم ندیان اور جھیل سے سارا ضلع سیراب
اور مقام سترکھ مین ایک میلہ بھی ہر سال ہوتا ہے اور اب لکھنؤ سے
نواب گنج ہوتے ہوے فیض آباد تک سڑک پختہ طیار ہوگئی ہے اور
ایک اسکول بھی زیر اہتمام ضلع کے جاری ہے اور اس ضلع مین
تحصیل ہاے مفصلہ ذیل یہ ہین نواب گنج خاص تحصیل ردولی
دریاباد رام نگر +

تیسرا ضلع راے بریلی

یہ مقام لکھنؤ سے ۵۴ میل جانب مشرق مائل جنوب واقع ہے قصبہ
پرانا ہے مکانات کہنہ اور چند سال قبل از تجویز جدید مقام کمشنری بیسواڑہ
بھی رہا زمین عموماً اچھی اور ہر طرح کی قابلیت زراعت اور تعلقہ دار
بڑے بڑے ہین اور آسودہ اور مرفہ الحال ہین لیکن ہندو خصوص

راجپوت کثرت سے ہین شاہزادہ سہدیو سنگہ خلف سردار شیر سنگہ
مہاراجہ پنجاب کو اس ضلع مین جاگیر عطا ہوئی ہے اسلیے وہ بھی
یہان رہتے ہین اور بعض بعض انگریز جو اس ضلع مین تعلقدار
ہین اونھون نے نیل اور پنبہ کی زراعت مین توجہ کی ہے
رائے بریلی ڈلمؤ سہار حیدرگڑہ یہ چار تحصیل ہین +

چوتھا اونام

لکھنؤ سے ۴۰ میل جنوب اسکے گنگا اسکے پار کانپور ہے
صدر مقام اسکا اونام ہے بندوبست پختہ سے رفاہ رعایا برایا
ہوا ہے تعلقہ داری بہت کم ہندو مسلمانکی آبادی ہے برہمن اور
راجپوت زیادہ ہین عموماً اوسط درجہ کی زمین خاص مقام اونام
شیخون کا آباد کیا ہے شاید یہ پرانے خاندان شیخون سے ہین اور
اب بھی اونکے خاندان سے لوگ موجود ہین اس ضلع کا انتظام
بہت اچھا اور رعایا کمال خوش حضور تحصیل اونام نوابگنج
پوروا صفی پور یہ چار تحصیل ہین +

قسمت خیرآباد

ضلع ہردوئی

مقام ضلع کا جامس ہردوئی لکھنؤ سے ۰۰ میل ہے یہ ضلع بہت وسیع ہے حد مغربی متصل ہے فرخ آباد اور جنوبی حد گنگا سے ملتی ہے اس ضلع کی زمین متوسط آدمی بھی عموماً اچھے اور بانگر جہان کے چور مشہور ہین اسی ضلع مین واقع ہے اس ضلع مین اچھے اچھے قصبے بلکہ بطور شہر آباد ہین سندیلہ بلگرام شاہ آباد گوپامو کنیاری لیکن ضلع کا دارالحکومتہ بہت خراب موقع پر آباد ہے اہل معاملہ کو بوجہ نہ ہونے گھرون کے تکلیف ہوتی ہے لیکن اب آباد ہوتا جاتا ہے جنگل بھی اکثر واقع ہین اور بہت کچھ نیلام بھی ہو گئے اور اونمین آبادی ہوتی جاتی ہے ہندو مسلمان دونون مذہب کے رئیس اعظم تعلقہ دار ہین چودہری حشمت علی رئیس سندیلہ اور راجہ ہردیو بخش کٹیاری کے بڑے عالی نژاد اور نامور ہین سوا انکے اور اور بھی رئیس تعلقہ دار خصوصاً اہل اسلام سے زیادہ تر با وضع اور پر تکلف ہین اب اس ضلع مین مدرسہ حاکم ضلع کے اہتمام سے اجرا ہے اور ترقی پر ہے ہیڈ ماسٹر اور مدرسون کی لیاقت قابل تعریف ہردوئی حضور تحصیل شاہ آباد سندیلہ بلگرام یہ چار تحصیل ہین +

دوسرا سیتاپور

مقام دار الحکومتہ کمشنری وضلع کا ہے خیرآباد سے جانب شمالی ۷ میل لکھنؤ سے ۶۰ میل ہے حکام کی نیک نیتی سے اس ضلع مین یوماً فیوماً برکت ہے تعلقدار اور رئیس قدیمی سے یہ ضلع گلزار ہے زمین بہت اچھی گنجایشی کئی قصبہ نامی مثل خیرآباد باڑی لسبدان رامپور اور ضلع کے صدر مقام سے کچھ فاصلے پر مصرکھہ اور اوسکے قریب نیمسار مین یہ دونون مقام متبرک اور پرانے ہین اور نیمسارن وہ مقام ہے جہان سوت جی نے پوران سنایا گومتی اوسکے تلے بہتی ہے اسکے نزدیک ایک حوض برہماورت نام کا ہے اسکا پانی اندرہی اندر جوش کھاکر ایساچکر کھاتا ہے کہ آدمی کو مقدور نہین کہ اوسمین غوطہ لگاسکے یہی وہ مقام منہود سکے نزدیک ہے کہ انقلابات زمانہ سے جب بید اور پوتہیان علوم وفنون کی جو ضائع ہوگئین تھین اس مقام پر اونکی از سر نو ایجاد ہوئی اور حضرات رضیات کیش پاک باطنون کی رہنمائی سے پھر علوم اور پرانی سنسکرت کی پوتھیون کا ظہور ہوگیا اوسکے قریب ایک سرچشمہ ہے کہ وہ گومتی مین ملتا ہے ایک گز چوڑا اور چار انگل گہرا ہے جب برہمن پوجا کرتے جانو

ارکیوں کا سامان ادسمین چھوڑتے ہین اوسکا لشان نہین ملتا
اور بھی اکثر عقائد مذہبی کی وجہ سے باتین مشہور ہین میسارن
مصر کھہ کا ہر سال ہین جب کوئی پرب ہوا میلہ ہوتا ہے اور
معمولی میلہ ہر سال بڑی دھوم سے ہوتا ہے کئی سال سے
حاکم ضلع اور صاحب کمشنر کی عنایت سے خیرآباد کے مقام پر ایک
میلہ ہوتا ہے اس مین گھوڑے اور مویشی کثرت سے بکنے کو
آتے ہین اور یہ قصبہ خیرآباد بہت قدیمی اور اکثر رئیس یہانکے
نامور اور سرکاری خدمتون پر مامور ہین مکا خیابادکا امام باڑہ
مشہور ہے نیشکر کی زراعت بہت اور کئی مقامون پر کھنڈسال
بھی ہے بسوان مین قالین بنائے جاتے ہین اور تمباکو بھی اچھا
ہوتا ہے اور محمود آباد کی ریاست اس ضلع مین بڑی ہے یہ
چار تحصیل کے مقام ہین حضور تحصیل سیتاپور بسوان
باڑی مصر کھہ ؂

تسمیہ الکھیم پور

لکھنؤ سے فاصلہ تخمیناً ۶۰ میل سیتاپور کے اور ۴۲ میل پر
دارالحکومتہ ضلع سے شمال اور غرب مین بہت بڑی حد ہے اسکی
پیلی بھیت اور شاہجہان پور اور بریلی اور مشرق مین بہرایچ

اور دریا باد کا ضلع ہے تعلقدار اور راجہ بہت پرانے پرانے ہین
زمین متوسط جنگل بکثرت اور شکاری جانور اس جنگل مین بہت
اور جانب شمالی ضلع مین بیماری ہمیشہ رہتی ہے اور گوکرناتہ
مہادیو کا مقام اس ضلع مین بہت متبرک گنا جاتا ہے دو میلے بھی ایک
سال مین ہوتے ہین اور معتقد صدہا کوس سے آتے ہین
حضور تحصیل لکھیم پور علی گنج محمدی یہ تین تحصیل ہین +

چوتھا بہرائچ

لکھنؤ سے بفاصلہ ۷۰ میل اوتر کی جانب ہے اس ضلع مین
بڑا علاقہ تعلقداری راجہ کپورتھلہ یعنی علاقہ بونڈی و درگاپور
اور بھی بڑے بڑے تعلقدار ہین حد شمالی اس ضلع کی نیپال سے
ملتی ہوئی ہین یہ ضلع گھاگھرا اور راپتی ندیون کی وجہ سے
بالکل سیراب جنگل کی کثرت و گرمنٹ بھی بہت ہے اور پیداوار
سب قسم کی ہے لیکن دھان بکثرت پیدا ہوتا ہے سرجو
اس ضلع کے تلے بہتی ہے سید سالار مسعود غازی کی درگاہ اور
رجب سالار کا مقبرہ اسی جگہ ہے سنتے ہین کہ رجب سالار
تغلق شاہ کے بھائی تھے اور سید سالار مسعود غازی کے حال مین اختلاف
ہے صحیح قول یہ ہے کہ قوم کے سید لیکن سلطان محمود غزنوی سے

بھی قرابت رکھتے تھے اور بعض کا یہ قول ہے کہ پٹھان تھے لیکن شہید ہوئے غرض درگاہ اونکی اہل عالم کی زیارت گاہ ہے سال مین ایک بڑا میلا ہوتا ہے دور دور سے لوگ میلانی کے ہمراہ آتے ہین کتنے ہی تیاح بیوپاری بھی آتے ہین اقوام ارذال لال لال نیزون کے ساتھ ہزارہا قوالی گاتے بجاتے ساتھ لیکر اپنی اپنی بستیون سے نکلتے ہین غرض جیٹھ کا پہلا اتوار اس میلے کا دن ہے عقائد مذہبی رجحان سے معتقدین انواع واقسام کی حرکات سے اس میلے مین شریک ہوتے ہین صدر تحصیل بہرایچ حسام پور نان پارہ تین مقام ہین +

تیسری کمشنری فیض آباد

پہلا گونڈہ

دار الحکومت ضلع کا ہے لکھنؤ سے فاصلہ ۶۰ میل فیض آباد سے ۲۸ میل شمالی ہے ۔ گھاگرا کے کنارے کنارے یہ ضلع گورکھپور تک آباد ہے پیداوار ہر قسم روئی ونیل کی زراعت کے لائق زمین بہت ہے مہاراجہ درگبجے سنگہ صاحب بہادر بلرام پور کا تعلقہ اسی ضلع مین اور ایک حصہ تعلقداری مہاراجہ مانسنگہ جناب بہادر قائم جنگ یعنی علاقہ تلسی پور بھی ہے ۔ جنگل افتادہ بھی ہے

بڑے بڑے تعلقہ سواے مہاراجہ بلرام پور و مہاراجہ مانسنگہ صاحب
بہادر کے بہت کم ہین آب وہوا اچھی و مفرح ہے - یہ مقامات
تحصیل ہین حضور تحصیل گونڈہ اوترولہ سعداللہ نگر طرہگنج

فیض آباد

لکھنؤ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ضلع کا دارالحکومتہ لب گھاگھرا
واقع ہے پرانا شہر دارالامارۃ اودہ مقام بنگلہ کے نام سے
۳ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے یہ مقام ہندؤن کے عقائد مین
بڑا متبرک ہے دیس ودیس کے مذہبی معتقد اس مقام پر آتے
ہین کیونکہ مولد و دارالحکومتہ مہاراجہ رام چندجی کا ہے مرتاضون
کی اب بھی کثرت ہے ہنومان گڑھی اسی مقام پر ہے اب سرکار
سے مذہبی امور مین مراعات ہین ہر سال رام نومی یعنی چیت
کی نومی کو بڑا بھی میلا ہوتا ہے مہاراجہ مانسنگہ صاحب بہادر قائم جنگ
اور اونکے خاندان سے اکثر مقامات گھاٹ اور دیو استھان
یادگار ہے انھون بھی مہاراجہ صاحب کی اعانت سے اسکول
اور ایک مدرسہ آموزش مذہبی فرائض کا جاری ہے جسکا مصارف
ہزار روپیہ ماہواری مہاراجہ موصوف نے اپنی ہمت عالی پر لیا ہے
فیض آباد کے قریب دو بڑی قبرین ہین طویل اونکا سات سات

آٹھ آٹھ گز سے کم نہین عوام اونکو حضرت شیث اور حضرت نوح سے منسوب کرتے ہین اور ہر پنجشنبہ کو اکثر لوگ وہان جاکر فاتحہ پڑہتے ہین - اور بعضون کے نزدیک رتن پور مین کبیر جولاہے کی قبر ہے یہ شخص سلطان سکندر لودہی کے عہد مین تھا بنارس کے مقام مین عقائد ہنود مین عبادت کرتا رہا فقرا کے نزدیک صاحب کمال تھا چنانچہ اوسکے طبزاد اکثر دوہرے اہل مذاق کے وردزبان ہین - شجاع الدولہ کے عہد کی آبادی بہت بتاتے ہین اور اب لکھنؤ سے اوتر کر صوبہ اودہ مین شہر ہے ملک سیراب اور ہر قسم کی پیداواری وزراعت ہوتی ہے مہاراجہ مان سنگہ بہادر کا صدر علاقہ اس ضلع مین ہے اور یہ چار مقامات تحصیل ہین فیض آباد اکبرپور دوستپور بیرتی پور +

سلطان پور

یہ ضلع شرقی وجنوبی حد فیض آباد سے بفاصلہ ۴۰ میل اور لکھنؤ سے بہ فاصلہ ۸۰ میل واقع ہے متوسط کیفیت ضلع ہے اور اشخاص ورعایا اچھے اور بڑے تعلقدار اس ضلع کے راجہ مادھو سنگہ صاحب بہادر گڑہ امیٹھی کے ہین زمین بہت اچھی قابلیت ہر قسم کی گومتی اور کئی ندیان اس ضلع مین ہین اور مقامات تحصیل

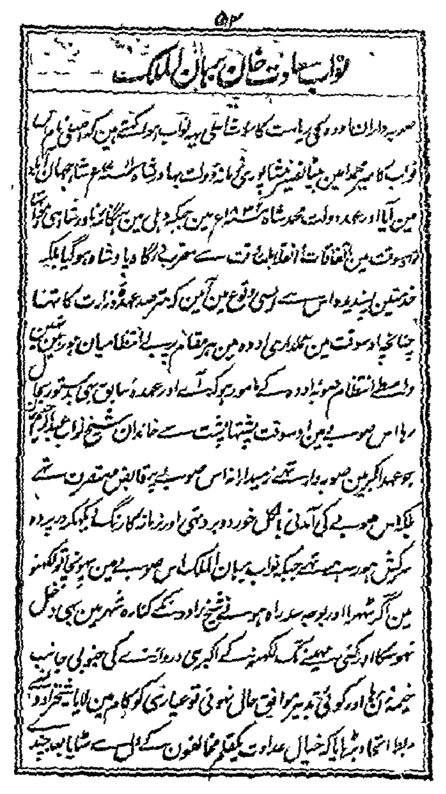
یہ ہین حضور تحصیل سلطان پور امیٹھی انھونا موہن گنج

پرتاب گڑھ

یہ ضلع لکھنؤ سے بفاصلہ ۱۲۰ میل واقع ہے ضلع کا دار الحکومت بیلا گھاٹ ہے جنوب الہ آباد شرق جونپور حد اوسکا بلکہ صوبہ اودہ کی شرقی حد اس ضلع کی حدودن پر ختم ہے یہ ضلع سب طرح سے اچھا رعایا آباد تعلقدار شریف و خوش اور بندوبست پختہ ہوتا جاتا ہے اور یہ مقامات تحصیل ہین حضور تحصیل بیلا گھاٹ پٹی بلکھر بہار سلون ٭

انتباہ

یہ کیفیت نہایت ہی مختصر ہے دوسری کتاب مفصل حالات ملک اودہ مین عنقریب طبع ہونے والی ہے اوس سے مشرح معلوم ہوگا — عہد شاہی مین یہ انتظام اضلاع نتھا صرف سرسری طور پر نظامت کبھی چار کبھی پانچ اور اون کے نیچے سے چکلہ دار ہوتے رہے اور مالگذاری کا انتظام تو کبھی نتھا اب سرکاری عملداری مین ہر جگہ آبادی و زراعت کی کثرت اور فضل الٰہی سے تولید و تناسل حضرت بنی آدم کی بھی افزائش اللھم زد فزد مزید ٭



نواب سعادت خان برہان الملک

صوبہ داران اودھ کی ریاست کا اثبات انھی سے ہے نواب مرحوم کہتے ہیں کہ اصلی نام ان کا
نواب کا میر محمد امین تھا نیشاپور کی خانہ دولت بہادر شاہ ۱۱۲۸ء شاہجہان آباد
میں آیا اور عہد دولت محمد شاہ ۱۱۳۳ء میں جبکہ دہلی میں ہنگامہ بادشاہی گرم تھا
اس وقت میں اتفاقات انقلابات سے مقرب درگاہ بادشاہ ہو گیا بلکہ
خدمتیں پسندیدہ اس سے ایسی وقوع میں آئیں کہ مترصد عہدۂ وزارت کا تھا
چنانچہ اس وقت میں ملکداری اودھ میں ہر مقام پر سبب بے انتظامیوں کے شورشیں تھیں
واسطے انتظام صوبۂ اودھ کے مامور ہو کر آئے اور عہدۂ سابق بھی بدستور بحال
رہا اس صوبے میں اس وقت پشتہاپشت سے خاندان شیخ زادہ عبدالرحیم
جو عہد اکبری میں صوبہ دار تھے رسیدار اس صوبے پر قابض متصرف تھے
بلکہ اس صوبے کی آمدنی بالکل خورد برد تھی اور زمانہ کا رنگ دیکھ کر درپردہ
سرکش ہو رہے تھے جبکہ نواب برہان الملک اس صوبے میں پہونچے تو لکھنو
میں آکر ٹھہرا اور بوجہ سد راہ ہونے شیخ زادوں کے کنارہ شہر میں بھی دخل
نہو سکا اور کئی مہینے تک لکھنو کے اکبری دروازے کی جنوبی جانب
خیمہ زن رہے اور کوئی تدبیر موافق حال نہوئی تو عیاری کو کام میں لایا شیخ زادوں سے
مبلغ اتحاد بڑھا کر خیال عداوت بکلی ان کے دل سے مٹایا بعد چند



سعادت خان برہان الملک

ایک جشن مین شہزادونکی دعوت کا اذن عام دیا چنانچہ وہ جمعیت کثیر سے سات
ہزار آدمیون کے ساتہ مہمان ہوے یہ موقع اور قابو پاکر کمین گاہ سے معہ
افواج سوارون کے حملہ آور ہوا اور ساری جماعت کو مع اونکے سردارون کے
اوسی جگہہ ہنگامے لگایا اور پہر سارے صوبے مین قابض ہوکر انتظام مہمات
مین نام آور ہوا۔ ایک روایت ہے کہ شیخون نے واپ حکومت اور سیاست
دکہلانیکے واسطے محلہ مین دروازے پر شمشیر برہنہ لگا دی تہی کہ جب بادشاہ دہلی
کا صوبہ دار یا حاکم صوبہ داری اودہ پر مختار و مامور ہوکر آتا تہا تو اپنی دلیری اور
شجاعت سے اوسکو تنگ کرتے تہے اور اوس سے اوس تلوار کا
سلام لیا کرتے تہے ٭

٭ جب برہان الملک کا قبضہ اور تصرف شہر مین کما حقہ ہوا فوراً اوس تلوار
کو پہکوا دیا اور بعد اوسکے بے کہٹکے اس صوبے پر مسلط رہا اوس زمانے
مین پچاس لاکہہ روپیہ محاصل صوبہ تہا اور عہد برہان الملک مین صوبے کی
یہہ حدین تہین ۔ دکہن گنگا ۔ شمال دریاے ریتی و ترائی نیپال
٭ مشرقی ملحق عظیم اباد ۔ مغربی شاہ اباد ملحقہ فرخ اباد ۱۱۵۱ ہجری مین
شاہ جہان اباد دہلی جبکہ بعد ہنگامہ نادر شاہ وفات پائی اور شاہجہان اباد
٭ شیخ محلہ یہہ مکان لکہنو مین شیخزادونکی حکومت گاہ تہی شاید مچھی بہون کے متصل
واقع تہا اب نہ نام ہے نہ نشان ۔۔۔

مین دفن اور راجہ جی سنگہ اسکے زمانے مین کارپرداز تہا

قطعہ تاریخ

ہوئی بسدم کتاب الحید عمر   ادیب مرگ کے ہاتہون ابتر
ز تاریخ کی جو فکر شایان   ہو سال ہجری آوے کی اظہر
قلم ذوالفطوطی کی بہ امداد   کہی اسم سعادتخان سے ہاے

مرزا محمد مقیم ملقب بلقب نواب صفدر جنگ

باپ اس نواب کا نواب جعفر علی خان داماد ہمشیرزادہ نواب برہان الملک کا تہا نواب برہان الملک کی صوبہ داری نسبت اور صوبہ دارون کے اودہ مین زیادہ استحکام سے رہی اسواسطے اونکے خاندان مین اس صوبے نے زیادہ تر قیام پکڑا اور اپنا نقشہ جما لیا بعد انتقال برہان الملک کے ۱۱۵۱ ہجری مین نواب صفدر جنگ قائم مقام برہان الملک کے حضور بہادر شاہ شاہجہان آباد سے ہوا اور وزارت کا منصب بہی حاصل کیا یہ نواب بڑا ہی دلیر اور صاحب تدبیر تہا اور مقرب بادشاہ دہلی رہا جب احمد خان ابدالی کی شورش ہندوستان مین ہوئی اور مثل نادر شاہ کے ہندوستان مین آکر ایک تہلکہ ڈال دیا تہا ہمراہ لشکر شاہی برفاقت شاہزادہ احمد صفدر جنگ نے وہ داد شجاعت دی کہ اور بہی مقرب درگاہ ہوا اور بعد فتح پانیکے شاہزادہ موصوف معہ صفدر جنگ دہلی کی جانب روانہ ہوا کہ راستے مین خبر وفات محمد شاہ کی معلوم ہوئی یہ خبر افسانہ ہوئی تہی کہ صفدر جنگ نے چتر شاہی احمد شاہ کے سر پر پہرایا مع

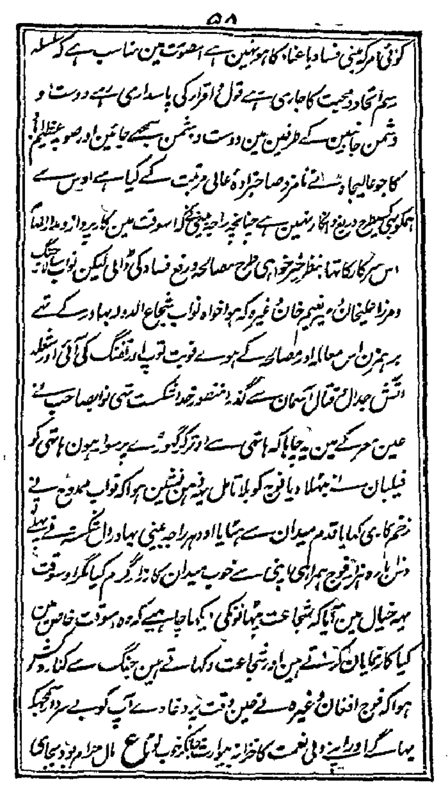

نواب منصور علیخان صفدر جنگ

سے ارکین درگاہ جوہمرکاب شاہزادہ ستہے سبہون نے نذرین تخت وتاج کی دین
کہ اس جلدو مین عہدۂ وزارت حاصل ہوالیکن اکثر امرا وارکین سلطنت کہ جو
پشتہا پشت سے مقرب درگاہ ستہے اس خدمت وزارت صفدر جنگ سے
ناخوش ہوئے اور دربی استیصال صفدر جنگ ستہے لیکن صفدر جنگ کا
عروج تہا کسی دشمن کی پیش نگئی بلکہ ۱۱۶۱ سنہ ہجری مین کمال اولوالعزمی سے
مخالفان پٹہانونکو فریب سے قتل کرا اپنا قبضہ اور دخل کرلیا راجہ نول رائے کو
اپنا نائب مقرر کرکے اس جگہہ پر چہوڑکر خود صفدر جنگ وانہ شاہجہان اباد
ہوا چند روز کے بعد پٹہانون نے یورش کی اور راجہ نولراے اوسی
ہنگامے مین کام آئے اور یورش کی خبر پاتے ہی صفدر جنگ نے
باعانت سورج مل جاٹ راجہ بہرتپور و مرہٹہ وغیرہ کی جمعیت کثیر کے ساتہہ
پہر مقابلہ پٹہانون کا کیا پٹہانون کے افسر احمد خان ورستم خان برادر
قائم جنگ کے تہے اس ہنگامے مین لاکہون آدمی کا کشت وخون ہوا
اور رستم خان مارا گیا اور صفدر جنگ سلامت کو جاکر شاہجہان اباد کو پہر گیا
اور بقیہ فوج مشکل سے جانبر ہوکر روانہ الہ اباد ہوئی پہر اودہ اور فرخ اباد ان
دونون صوبون مین روہیلہ گردی سے روز حشر نمودار تہا سارا ملک تاراج
ہوگیا شہر بنارس بچ گیا وہان کے مہاجنون نے شہر کی حفاظت
اور بچانیکے واسطے دو کرور روپیہ پیشکش کیا کہ روہیلون کی بدانتظامی اور

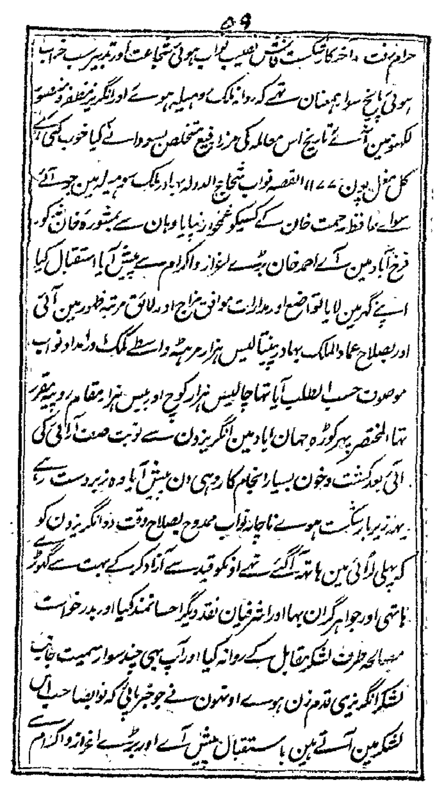
طمع نفس سے لکھنو کا انتظام جاتا رہا اور شیخ معز الدین نے اپنے قبضے اور تصرف مین کرلیا
ساکنان لکھنو اور نواح اوسکے سے آکر پٹھانون کو تہ تیغ کیا اور علاقجات پر بخوبی
مسلط ہوگئے اور صفدر جنگ کو اطلاع دی کہ یہ وقت ہے کہ روہیلون سے
عوض لیجے چنانچہ صفدر جنگ نے راجہ جی بہادر و ملہار راؤ کو جمعیت کثیر اسّی ہزار اٹاوہ
مین تھی اونکی معیت سے احمد خان وغیرہ روہیلون فرخ آباد کے اس پار گنگا پار اتر کر
خوب ہی جنگ کی اور مرہٹون سے کہ معاون صفدر جنگ تھے اور واسطے صلح کرا دینے
احمد خان روہیلے کے صفدر جنگ سے دونون طرف سے دو کروڑ روپیے نقد پاے اور زرِ
ملک کو لوٹ گئے اور اللہ آباد اور اودہ کے صوبے کا انتظام و تسلط خاطر خواہ کرکے صفدر جنگ
پھر شاہجہان آباد کو لوٹ گیا بسکہ ارکین سلطنت و امراے حضوری بادشاہ نے صفدر جنگ
کیطرف سے بادشاہ کو آشفتہ کر رکھا تھا صفدر جنگ تنگ ہو کر اپنے ملک مقبوضہ مین چلا آیا
اور دو برس تک اس صوبہ اودہ و مقام فیض آباد دار الحکومت کی سیر کی سنہ ۱۱۶۷ھ مین
وفات پائی اور فیض آباد مین لاش اوسکی سپرد زمین ہوئی اوسکے بعد شاہجہان آباد مین نزد
درگاہ شاہ مردان کربلا کے دفن کی گئی اور استخوان اوسکی کربلا بھجوا دی گئی باب نوالٰہی تاریخ
وفات منصور علیخان آہ ای مدت یافت بیس برس **تنبیہ** صفدر جنگ کے
زمانے مین سلطنت اسلام ہند کا زور ہر سو زر گھٹتا گیا ہر ایک صوبہ دار بجاے خود حاکم
و نواب بن بیٹھا مرہٹون و جاٹون اور سکھون نے جدا جدا شورشین کین تمام ہندوستان
پامال بے انتظامی ہوگیا اودھ مین لکھنو کے بنگالی نیم اکثر خون ہوا اتفاقاً تب سے تیغ کھائی تھی

بیان جنگ میر قاسم خان ناظم بنگالہ با انگریزان

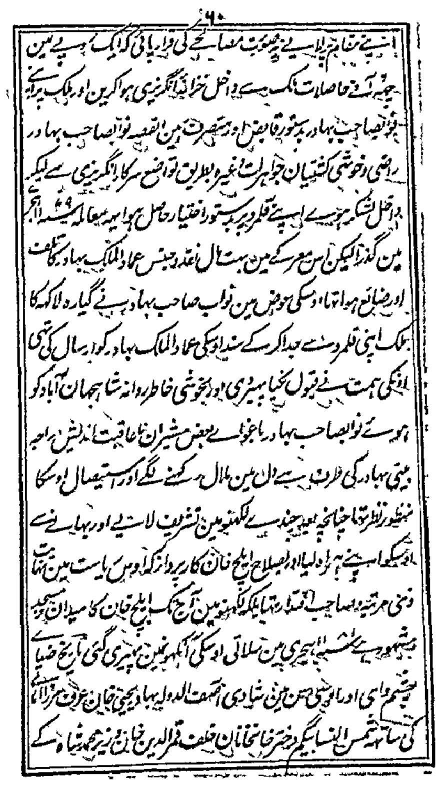
نواب شجاع الدولہ بہادر کو جو سرکوبی سرکشان بندیل کھنڈ تلوون سے لگی ہوئی
تہی اس مرتبہ باحسن الوجوہ عمل مین آئی یعنی وہ نذر کو پہونچے اسوقت ناگاہ
میر قاسم خان ناظم بنگالہ نے کہ انگریز کے ہاتھون سے شکست پائی تہی اونے
نواب شجاع الدولہ بہادر کو اپنا مددگار اسطرح سے بنا لیا کہ اگر آپ میری دستگیری
کرین لاکہہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دونگا اور بعد فتح کے یہہ مستزاد جو صوبہ بہار
تہا کہ صوبہ عظیم آباد کہ ۹۰ لاکہہ کی جگہہ ہے مع ایک کرور روپیہ نقد تو انعام مین صاحب الدولہ
بہادر تمہارے فرزند کی نخوشی ہوگا نواب صاحب بہی اس معاملے پر راضی ہو کر مستعد
و شریک حال ہوئے حاصل مدعا تو درکنار تمامی سرمایہ اور جواہرات نقد و جنس کرورہا
روپے کے نواب صاحب کے تصرف مین آئی اور میر محمد قاسم خان اونکی سختیون
سے یہانتک تنگ ہوئے کہ حصول مدعا اور مال متاع سے دست بردار ہو
اور بواسطہ فتح علیخان اپنی گلو خلاصی کرکے پریشان روزگار روہیلے کے ملک
مین چلے گئے نواب شجاع الدولہ نے اوسوقت چاہا کہ ملک بنگالہ اپنے قبضہ
تصرف مین آجاوے فوج بہی کثیر ہمرکاب تہی شجاعت نے ہاتہہ پاؤن نکالے
انگریزون نے بصلاح وقت نواب ممدوح سے پیغام صلح کا دیا کہ عالیجاہ بنیاد
آویزش و فساد کا تہا درمیان سے گیا تمہارے اور ہمارے درمیان خلل انگیختہ



کوئی امر کہ مبنی فساد یا عناد کا ہو نہین ہے اسصورت مین مناسب ہے کہ سلسلہ
سیمم اتحاد و محبت کا جاری ہے قول و اقرار کی پاسداری رہے دوست و
دشمن جانبین کے طرفین مین دوست و دشمن سمجھے جاوین اور صوبہ عظیم آباد
کا جو عالیجاہ نے نامزد صاحبزادہ عالی مرتبت کے کیا ہے اوس سے
ہمکو بھی کسیطرح دریغ و انکار نہین ہے چنانچہ راجہ بینی بہادر کہ اسوقت مین کارپرداز و مدار المہام
اس سرکار کا تہا بنظر خیر خواہی طرح مصالحہ و رفع فساد کی ڈالی لیکن نواب تاجنگ
و مرزا علیخان و منیر خان وغیرہ کہ ہواخواہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے تہے
برہمزن اس معاملہ اور مصالحہ کے ہوئے نوبت توپ و تفنگ کی آئی اور شعلہ
آتش جدال و قتال آسمان سے گذرہ منصور جد شکست تہی نوابصاحب نے
عین معرکے مین یہہ چاہا کہ ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہون ہاتھی کو
فیلبان نے بٹھلا دیا فوج کو بلا تامل یہہ ذہن نشین ہوا کہ نواب ممدوح نے
زخم کاری کہایا قدم میدان سے ہٹایا اودھر راجہ بینی بہادر وا شکستہ نے پہلے
دنبالہ رو ہزار فوج ہمراہی اپنی سے خوب میدان کارزار گرم کیا مگر اوسوقت
یہہ خیال مین آیا کہ شجاعت پٹہانونکی دیکہا چاہیے کہ وہ اسوقت خاص مین
کیا کارنمایان کرتے ہین اور شجاعت دکہاتے ہین جنگ سے کنارہ کش
ہوا کہ فوج افغان وغیرہ نے عین وقت پر دغا دے آپکو بے سردار سمجھکر
بہاگ گئے اور اپنے ولی نعمت کا خزانہ بیوارث تہا خوب لوٹا ع مال حرام بود بجای



حرام نمک دا خرکار شکست فاش نصیب نواب ہوئی شجاعت اور تدبیر سب خراب
ہوئی پانچ سوار ہمراہ سے تھے کہ روانا کٹ و ہیلہ ہوئے اور انگریز مظفر و منصور
لکھنؤ مین آئے تاریخ اس معاملہ کی مرزا رفیع متخلص بسودا نے کیا خوب کہی ہے
کل مغل پٹہن ۱۱۷۷ القصہ نواب شجاع الدولہ بہادر ناکٹ و ہیلہ مین جسے آئے
سوائے حافظ رحمت خان کے کسیکو ہمراہ نہ پایا وہان سے بمشورہ خان کے
فرخ آباد مین گئے احمد خان بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا استقبال کیا
اپنے گہر مین لایا تواضع اور مدارات موافق مزاج اور لائق مرتبہ ظہور مین آئی
اور بصلاح عماد الملک بہادر بیتالیس ہزار مرہٹہ واسطے کمک و امداد نواب
موصوف حسب الطلب آیا تہا چالیس ہزار کوچ اور بیس ہزار مقام روپیہ مقرر
تہا المختصر پہر کوڑہ جہان آباد مین انگریزون سے نوبت صف آرائی کی
آئی بعد کشت و خون بسیار انجام کار یہی دن پیش آیا وہ زبردست رہے
یہہ زیر بار شکست ہوئے ناچار نواب ممدوح بصلاح وقت دو انگریزون کو
کہ پہلی لڑائی مین ہاتھ آگئے تہے اونکو قید سے آزاد کرکے بہت سے گہوڑے
ہاتھی اور جواہر گران بہا اور اشرفیان نقد دیگر احسانمند کیا اور بدرخواست
مصالحہ طرف لشکر مقابل کے روانہ کیا اور آپ بہی چند سوار ہمیت جانب
لشکر انگریزی قدم زن ہوئے اونہون نے جو خبر پائی کہ نواب صاحب
لشکر مین آتے ہین باستقبال پیش آئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے



اسنے مقام ٹہرایا ہے پھوبت مصالحے کی قرار پائی کہ ایک کروڑ روپے مین
جسمین آدھے حاصلات ملک سے داخل خزانۂ انگریزی ہوا کرین اور ملک برابر
نوابصاحب بہادر بدستور قابض اور متصرف رہین القصہ نوابصاحب بہادر
راضی وخوشی کشتیان جواہرات وغیرہ بطریق تواضع سرکار انگریزی سے لیکے
داخل لشکر ہوے اپنے قلمرو پر بدستور اختیار حاصل ہوا یہ معاملہ سنہ ۷۹ ہجری
مین گذرا لیکن اس معرکے مین بہت مال اعدد جنس عماد الملک بہادر کا تلف
اور ضائع ہوا تہا اوسکی عوض مین نواب صاحب بہادر نے گیارہ لاکہہ کا
ملک اپنی قلمرو سے جدا کر کے سند اوسکی عماد الملک بہادر کو ارسال کی تہی
اونکی ہمت نے قبول نکیا پہیر دی اور بخوشی خاطر روانہ شاہجہان آباد کو
ہوئے نوابصاحب بہادر باغواے بعض مشیران ناعاقبت اندیش راجہ
بینی بہادر کی طرف سے دل مین ملال رکہنے لگے اور استیصال اوسکا
منظور نظر تہا چنانچہ بعد چندے لکہنؤ مین تشریف لاتے ہے اور یہان سے
اوسکو اپنے ہمراہ لیا اور بصلاح ایلچ خان کاربرداز کہ اوس ریاست مین نہایت
ذی مرتبہ مصاحب معتمد رہتا بلکہ لکہنؤ مین آج تک ایلچ خان کا میدان مسجد
مشہور ہے لکشمی پہیری مین سلائی اوسکی آنکہون مین پہیری گئی تاریخ ضیاے
چشم رای اور اوسی سن مین شادی آصف الدولہ بہادر یحیی خان عرف میرزا امانی
کی ساتہہ شمس النسا بیگم دختر خانخانان خلف قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کے

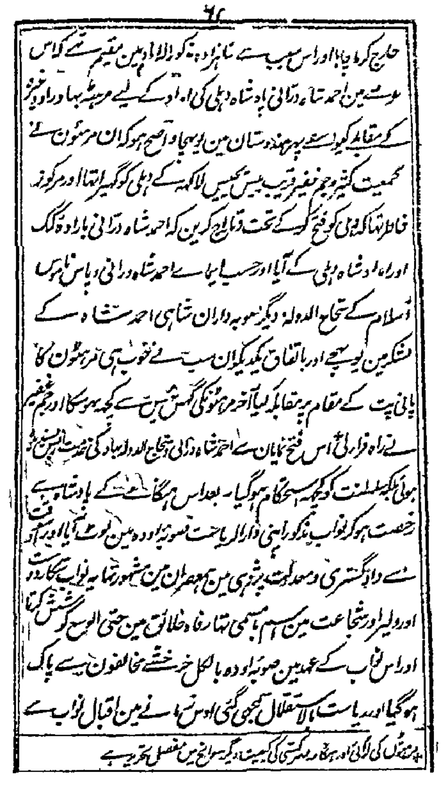
نواب شجاع الدولہ بہادر



ہوئی جو بسبب اکے کہ روپیہ اس شادی میں صرف ہوا تھا۔

نواب شجاع الدولہ بہادر

مخاطب جلال الدین محمد شجاع الدولہ بہادر ابو المنصور خان اسد جنگ فدوی
احمد شاہ بادشاہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری میں ۲۶ برس کی عمر میں مسند نشین صوبہ اودہ مقام
فیض آباد میں ہوئے مادہ تاریخ مسند نشینی — رونق مسند اودہ وزارت
اسی نواب کے زمانے میں انگریزونکی قدرت و اقتدار نے ترقی پائی
جوانی عمر و نشہ حکومت کے تقاضے سے ابتدا میں عیاشی و تن پروری
میں مشغول تہا اور اسی سبب سے بعض عمائد و ارکین کی یہہ مشورت
ٹہہری کہ اس نواب کو حکومت سے خارج کرکے نواب محمد قلیخان برادر زادۂ
صفدر جنگ کو کہ الہ آباد میں مقیم تہا بلاکر مسند حکومت پر نصب کریں نواب
بہو بیگم صاحبہ نے کہ اونکا اقتدار بہت تہا اس ارادہ بیجا سے ارکین
ریاست کو باز رکہا اور اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ نے آئین
ریاست داری کو کار فرمایا اور پردہ غفلت کا گوش ہوش سے اوٹہایا
اور اسی زمانے میں سلطنت دہلی میں فتور پر فتور برپا ہوتے جاتے تہے
ملازمان درگاہ اور ارکین سلطنت نے نالائقی سے سلطنت کو ایک کہیل
بنا رکہا تہا جسکا ذرا بہی قابو ہوا بادشاہ کو نیچا دکہایا چنانچہ عماد الملک
و دیگر وزرائے سلطنت وغیرہ نے شاہزادۂ علی گوہر شاہ عالم کو عداوت سے



خارج کرادیا اور اس سبب سے شاہزادہ کو الہ آباد میں مقیم رہتے تھے کہ اس
عرصے میں احمد شاہ درانی بادشاہ دہلی کی امداد کے لیے مرہٹہ بہاو و داد وغیرہ
کے مقابلے کے واسطے پھر ہندوستان میں آپہنچا اور واضح ہو کہ ان مرہٹون نے
بجمعیت کثیر و جم غفیر قریب بیس پچیس لاکھ کے دہلی کو گھیر لیا تھا اور مرکوز
خاطر تھا کہ دہلی کو فتح کر کے تخت و تاج کریں کہ احمد شاہ درانی باراده کمک
اور امداد شاہ دہلی کے آیا اور حسب ایماے احمد شاہ درانی رئیس ناموس
اسلام کے شجاع الدولہ و دیگر صوبہ داران شاہی احمد شاہ کے
لشکر میں پہنچے اور باتفاق یکدیگر ان سب نے خوب ہی مرہٹون کا
پانی پت کے مقام پر مقابلہ کیا آخر مرہٹونکی کوشش سے کچھ نہ ہوسکا اور جم غفیر
نے راہ فرار لی اس فتح نمایان سے احمد شاہ درانی و شجاع الدولہ بہادر کی [illegible]
ہوئی بلکہ سلطنت کو کچھ استحکام ہو گیا۔ بعد اس ہنگامے کے بادشاہ سے
رخصت ہو کر نواب مذکور اپنی دارالریاست صوبہ اودھ میں لوٹ آیا اور بروقت
سے دادگستری و معدلت پروری میں ہمعصران میں مشہور تھا یہ نواب نکار دوست
اور دلیر اور شجاعت میں رستم ہم باسمی تھا رفاہ خلائق میں حتی الوسع کوشش کرتا
اور اس نواب کے عہد میں صوبہ اودھ بالکل خرخشے مخالفون سے پاک
ہو گیا اور ریاست بالاستقلال سمجھی گئی اوس زمانے میں اقبال نواب سے

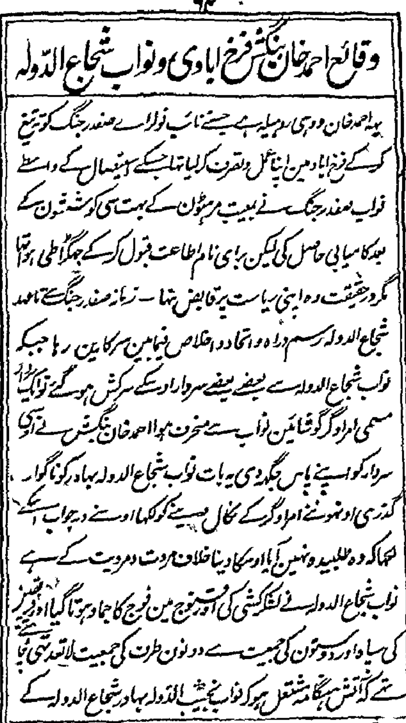
مرہٹون کی لڑائی اور ہنگامہ بیدادگستری کی کیفیت دیگر سوانح میں مفصل تحریر ہے

اس صوبے کی حد زیادہ بڑھ گئی غرب اٹاوہ و شرق مین مرزاپور اور الہ آباد کا صوبہ بھی شامل صوبۂ اودہ ہو گیا اس نواب کے عہد ریاست مین چند نمک حرامیان و فتوحات تازہ بربوبی کار آئی جس سے ریاست مین روز بروز زوال و تنزل ہوتا گیا اور یہی سبب ہوا کہ ریاست جدید تھی جسقدر محفوظ رہی غنیمت سمجھتے رہے لیکن اسمین شک نہین کہ یہ نواب دلیر و باہمت اور اولو العزم ملنے کا مدبر سمجھا گیا تھا

ریاستہای بندیل کھنڈ کی شورشین

اس صوبے کی چھوٹی چھوٹی ریاستین تھین زمانہ کا رنگ دیکھکر ہر ایک رئیس خود سر ہو گیا سارے صوبے مین غدر ہو گیا اور بعضے بعضے رئیسو نے خود لشکر نواب شجاع الدولہ سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا کہین سے فتح اور کہین شکست ہوئی لیکن انتظام قرار واقعی نہو سکا اس لیے راجہ ہمت بہادر گوسائین کو مع سرداران دیگر اصلاح بغاوت بندیل کھنڈ کیواسطے معین کیا بعد کشت و خون بسیار نواب کی فوج کو ہزیمت ہوئی اور بہت سے سردار کام مین آئے اور ہمت بہادر شکست کہا کر اودہ مین لوٹ آیا یہ معرکہ [illegible] ہجری مین ہوا اور اس سے کسی قدر اقتدار نواب کا کم ہوتا گیا

٭ یہہ شخص مشہور رئیسون اور ارکان شاہی سے تہا



وقائع احمد خان بنگش فرخ ابادی و نواب شجاع الدولہ

یہہ احمد خان وہی روہیلہ ہے جسنے نائب نواب صفدر جنگ کو تیغ
کرکے فرخ اباد مین اپنا عمل و تصرف کرلیا تہا جسکے استیصال کے واسطے
نواب صفدر جنگ نے بمعیت مرہٹون کے بہت سی کوششون کے
بعد کامیابی حاصل کی لیکن براے نام اطاعت قبول کرکے جہگڑا طے ہوا تہا
مگر درحقیقت وہ اپنی ریاست پر قابض تہا - زمانہ صفدر جنگ سے تا عہد
شجاع الدولہ رسم و راہ و اتحاد و اخلاص فیمابین سرکارین رہا جبکہ
نواب شجاع الدولہ سے بعضے بعضے سردار اوسکے سرکش ہوگئے تو ایک سردار
مسمی امراو گر گوشائین نواب سے منحرف ہوا احمد خان بنگش نے اوس
سردار کو اپنے پاس جگہ دی یہ بات نواب شجاع الدولہ بہادر کو ناگوار
گذری اونہونے امراو گر کے نکال دینے کو لکہا اوسنے یہ جواب اوسکے
لکہا کہ وہ طلبید و نہین آیا اوسکا دینا خلاف مروت و مروت کے ہے
نواب شجاع الدولہ نے لشکرکشی کی اور قنوج مین فوج کا جماؤ ہوتا گیا اور فریقین
کی سپاہ اور دوستون کی جمعیت سے دونون طرف کی جمعیت لاتعد تہی قریب تہا
کہ آتش ہنگامہ مشتعل ہوکر نواب نجیب الدولہ* بہادر شجاع الدولہ کے

---

* یہہ شخص وزیر شاہ دہلی تہا -

لشکر کا ممد و معاون ہوا اور اس عزیمت جنگ ور جہالت بیجا کو اسطرح
فرو کر دیا کہ امراؤ گڑھ فرخ اباد سے آگے بڑھا دیا اور جو جو سردار افاغنہ رامپور
وغیرہ سے واسطے کمک احمد خان بنگش کی آئی تہی اونکو اپنی اپنی ریاست
پر رخصت کرا دیا اور لشکر نواب شجاع الدولہ خیریت سے اپنی دار الریاست
اودہ کو پہر آیا ؎ رسیدہ بود بلائی ولی بخیر گذشت ایسے ایسے
بہت سے ہنگامہ ہوے اور کئی مرتبہ انگریزون سے بہی شکست
پائی آخر کو حسب قرارداد جو آپنے انگریزون کو دیتے تہے اور باقی
نوابصاحب کا حصہ رہا اور روہیلون سے بہی ہمیشہ تا حین حیات نوابصاحب
کی نوک جہوک ہوتی رہی اور اکثر لڑائیون مین انگریزی سپاہ نے مدد
دی چنانچہ حافظ رحمت خان کی لڑائی مشہور ہے ۱۱۸۸ہجری مین
انگریزون کی مدد سے فتح پائی اور حافظ رحمت خان کا سر کاٹا گیا او
اوسی سال مین غازی الدین حیدر تولد ہوے ـ
اس نواب کے عہد حکومت مین سپاہ کا انتظام اچہا نہ تہا اور سردار بہی
بعض بعض بدل ہو گئے مگر ماتحت شاہ دہلی کے سارے صوبہ مین
مشہور تہا اور ہر ایک ارکین اور سردارون خود سر سے میل ملاپ بہی رہا
یوم مسند نشینی سے ایسے جہگڑے اور خرخشے رہے کہ ایکدن بہی آسائش
نپائی انگریزون کے مددگار ہونے سے اودہ کی ریاست کمزور ہوتا گیا

بلکہ موروثی اور خود اختیاری ہو گئی اور دشمنان اندرونی و بیرونی سے
نجات پائی سپاہ مین اکثر سپہ سالار خواجہ سرا ہوے کہان شجاعت
اور کہان فسری خواجہ سرا ذنکی اور اوسی عہد سے عیاشی کی کثرت
اس ریاست اور اراکان مین ہو گئی آخر زمانہ شجاع الدولہ مین انہار
ہزار سوار با فسری شیخ احسان علی خان ہیبج و خواجہ اسد خان آغسی و یوسف علی خان
قندہاری آہو کر آئے نی اس صوبہ کی بیب کسی وقت مین فرخ اباد بہی صوبہ
صوبہ اودہ کے شریک تہا دو کرور ستر لاکہہ کی تہی جسمین تراسی لاکہہ روپیہ
بابت جہت آمدنے سے کے سرکار انگریزی مین جاتا تہا - نواب شجاع الدولہ کے
عہد ریاست تک بیچ محلے کا کرایہ شیخون کو دیا جاتا تہا شاید دو سو روپیہ ماہوار
تہا ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری مین وفات پائی مدت ریاست ۱۹ سال راجہ
بینی بہادر کارپرداز تہا اور بعدہ یحیی خان -

مدت ریاست نواب آصف الدولہ بہادر

۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری مین نواب آصف الدولہ فرزند شجاع الدولہ بہادر بہر جنگ
بمقام فیض آباد مین ۲۷ برس کی عمر مین مسند نشین صوبہ اودہ ہوا قطعہ تاریخ جلوس
گشت از پاے آصف الدولہ + رونق مسند وزارت ہند + اسی نواب کے عہد
حکومت مین دار الحکومت لکہنؤ قرار دیا گیا فیاضی اس نواب کی مشہور و

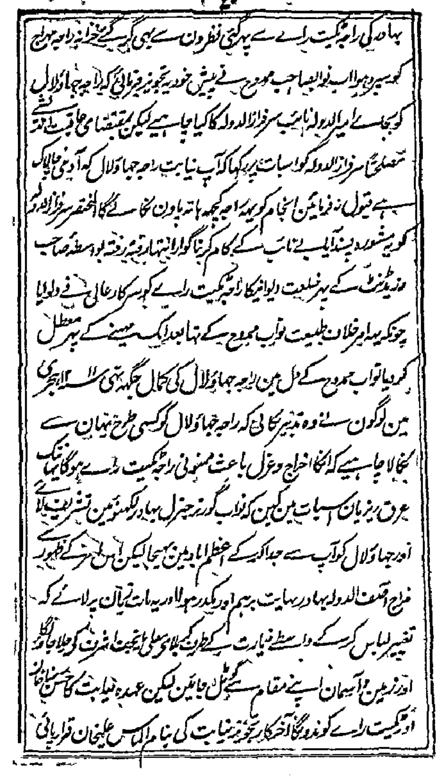
نواب آصف الدوله بهادر



ومعروف سے ہے جسکو دسے مولی او سکو دسے آصف الدولہ اب تک لوگونکی
زبان پر جاری ہے نواب آصف الدولہ کی حکومت اطمینان سے کے ساتہہ کی
اور کوئی مخالف اور کار زبردست خلل انداز ریاست نہ تہا لکہنو کی آبادی اور فیاضی
وسخاوت زبان زد خلایق ہے عزل ونصب نوابون کا انگریزی کا اقتدار ہونا
بنارس وغیرہ کا ملک صاحبان انگریز کے قبض وتصرف مین آیا - اما مباڑہ
رومی دروازہ کی بنا ۱۱۹۹ ہجری مین دریای گومتی کا پل باندہنا شہزادہ
مین مرزا وزیر علیخان کی شادی کا ہونا یہ شادی اوس طرح مین ایسی کی
کہ شاید ہندوستان مین کسی نے نہین کی ہوگی تفصیل سراجمال کی یہہ ہے
کہ اگرچہ قبل از دار الحکومت ہونیکے لکہنو ایک اوسط قصبہ تہا لیکن
نواب آصف الدولہ کے عہد حکومت مین از بس فیاضی وفیض رسانی کا آوازہ
بلند ہوا ہر ملک سے سوداگر عالم فاضل پیشہ ور امیدوار اس شہر مین
کثرت سے آتے جانے لگے چونکہ وہ زمانہ تنزل وانقلاب خاندان
تیموریہ کا تہا روزگار ومعاش کی قلت سے ہندوستان پر اسر آگئی چہا گئی
تہی اور ادہر دکہن مین چڑہائی ہنگامہ مرہٹون اور ٹیپو سلطان کا تہا
راجستان مین ہلکر اور نواب ٹونک نے زلزلہ ڈال رکہا تہا پنجاب مین
سکہونکی شورشون سے تعصب مذہبی کا جوش تہا اس تحریری اودہ مین
کچہہ عافیت اور امن تہی ادہر نواب آصف الدولہ کی فیاضی اور فیض رسانی

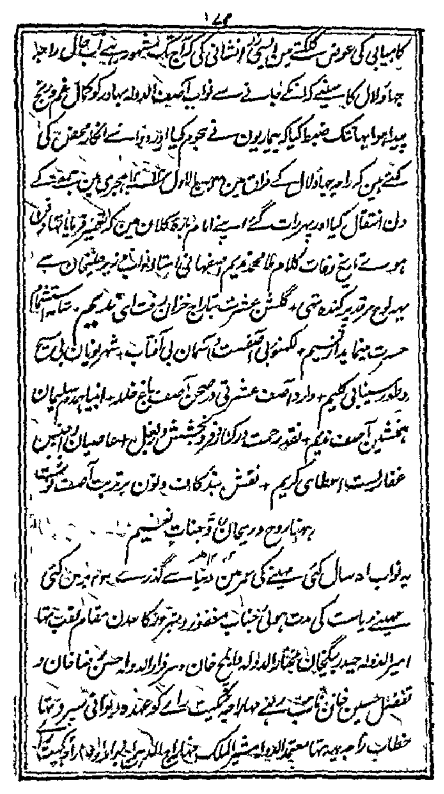
اور شہر کی آبادی اسقدر جلد بڑہی کہ اتنا بڑا شہر ابتک سب ہندوستان مین نظیر
نہین رکہتا ۔ رومی دروازہ و امامباڑہ آصف الدولہ کا بنایا ہوا لائق دیکہنے اور تعریف
کے ہین جنکا ذکر خود تذکرہ عمارات مین آئیگا ۔ پل ابتک یادگار ہے آصف الدولہ
کے زمانہ مین سردار ہمت بہادر گوسائین کے حوالے میان دوآبہ کا ملک تہا
اسکی رانی ابتک بندرابن ضلع متہرا مین موجود ہے ۔ اگرچہ آصف الدولہ کی
مسندنشینی کے ذریعے سے مختار الدولہ نائب تہا اور اس وجہ سے نہ خود نواب صاحب
کی اور دیگر ارکان سلطنت کی وقعت اوسکے مزاج مین تہی آخر الامر ارکان سلطنت
باہم سازش کرکے سعادت علیخان کو مسند وزارت پر بٹہانا چاہتے تہے خصوصاً
بسنت علیخان کا دلی ارادہ یہی تہا کہ سعادت علیخان مسند وزارت پر بیٹہے
لیکن مختار الدولہ کے غرور و تکبر سے ہر ایک سردار ناراض تہا اور بسنت علیخان
تو بدل اوس سے ناراض تہا آخر الامر قابو پاکر بسنت علیخان نے جبکہ لشکر
نواب آصف الدولہ کا اناؤہ مین تہا مختار الدولہ کا کام تمام کیا اور ارادہ تہا کہ
اوسیدن نواب آصف الدولہ بہادر کا بہی کام تمام کرے لیکن انکا قابو ہوا خواہون کے
خبر لینے سے بچ گئے ۔ نواب آصف الدولہ کو اوس سے بدگمان تہا اوسکے
قتل کا حکم دیا راجہ نوازسنگہ نے فوراً ہاتہ صاف کیا اور مقام جہان بسنت
خواجہ سرا قتل کیا گیا سعادت علیخان ہی تہے شاید اونسے بہی نواب آصف الدولہ بدگمان ہوے
اس وجہ سے سعادت علیخان عہد نواب ممدوح مین کبہی بنارس اور کبہی آگرہ

اور کبھی کلکتے مین رہتے اور اسی فکر مین تھے کہ موقع پاکر خود ہی وارث ریاست
ہوبیٹھیے لیکن نواب آصف الدولہ کی زندگی تک کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی ۔
بعد انتقال نواب تہور جنگ آگرے سے سعادت علیخان کا ستایا ہوا لکھنؤ مین
پہونچا خلعت نیابت ملا لیکن زندگی نے وفا نکی سات دن کے بعد مر گیا پہر نیابت
کا مشورہ رہا ابو طالبخان لندنی اسمعیل بیگ خان اور مرزا جعفر یہ تین آدمی تجویز
ہوئے تھے لیکن تقدیر کی ستم ظریفی کہ حیدر بیگ خان کہ نہایت افلاس زدہ تھا
متوقع نوکری سو پچاس روپے کا رزیڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت مین
جایا کرتا تھا اونکی عنایت سے خلعت نائب حاصل ہوا اور خطاب اوسکا
نواب امیر الدولہ بہادر ہوا دیوانی کی خدمت راجہ ٹکیت رای کو مفوض ہوئی
اس شخص کا اقتدار اور نام اب تک مشہور ہے تالاب ٹکیت رائے پر اب بھی
ہر سال میلہ ہوتا ہے اور جنرل مارٹین صاحب نے سنہیس صاحب عمارت عجیبہ اور
رفیعہ رزیڈنسی سپہر سلر صاحب کی تہی ایک نیکنامی اونکی مشہور ہے عہد آصفی
مین انکا بہی مسکن لکھنؤ مین تہا امیر الدولہ سے بہت موافق تھے عہد و پیمان
معاملہ دوستی و اتحاد نے فیمابین مین استحکام پایا یہاں اوسی وجہ سے عزل
و نصب رزیڈنٹ کا حسب استدعای امیر الدولہ ظہور مین آتا تہا ان دنون مین
امیر الدولہ کا اقتدار فرمایشات و کارگزاری چمکی ہوئی تہی اگرچہ راجہ ٹکیت رای دانشمند تھے
لیکن ایک معاملہ خفیف مین دشمنون سے مل گئے اسی سبب سے ظالبیت نہ نصیب



بہادر کی راجہ ٹکیت رائے سے پہلے ہی نظروں سے بھی گر گئے تھے خزانہ راجہ مہراج
کو سپرد ہوا اب نواب صاحب ممدوح نے بیشتر خود یہ تجویز فرمائی کہ راجہ جہاؤلال
کو بجائے امیر الدولہ نائب سرفراز الدولہ کا کیا جائے لیکن بمقتضائے عاقبت اندیشی
مصلحتاً سرفراز الدولہ کو اس بات پر کہا کہ آپ نیابت راجہ جہاؤلال کہ آدمی چالاک
ہے قبول نہ فرمائیں انجام کو یہ راجہ کچھ ہاتھ پاؤں نکالنے لگیگا الغرض سرفراز الدولہ
کو یہ مشورہ پسند آیا بے تامل اسکے کام کرنا گوارا نہ ہوا رفتہ رفتہ بواسطہ صاحب
رزیڈنٹ کے پھر خلعت دلوانیکا راجہ ٹکیت رائے کو سرکار عالی نے دلوایا
چونکہ یہ امر خلاف طبیعت نواب ممدوح کے تھا بعد ایک مہینے کے پھر معطل
کر دیا نواب ممدوح کے دل میں راجہ جہاؤلال کی کمال جگہ تھی سنہ ۱۲۱۱ ہجری
میں لوگوں نے وہ تدبیر نکالی کہ راجہ جہاؤلال کو کسی طرح یہاں سے
نکالا چاہیے کہ انکا اخراج و عزل باعث ممنونی راجہ ٹکیت رائے ہوگا یہاں تک
عرق ریزیاں اس بات میں کیں کہ نواب گورنر جنرل بہادر لکھنؤ میں تشریف لائے
اور جہاؤلال کو آپ سے جدا کر کے اعظم اباد میں بھیجا لیکن اس امر کے ظہور سے
مزاج آصف الدولہ بہادر نہایت برہم اور مکدر ہوا اور یہ بات زبان پر لائے کہ
تغییر لباس کر کے واسطے زیارت کے طرف کربلائے معلی یا نجف اشرف کو چلا جاؤنگا
اور زمین و آسمان اپنے مقام سے ٹل جائیں لیکن عہدہ نیابت کا حسن رضا خان
اور ٹکیت رائے کو نہ دونگا آخرکار تجویز نیابت کی بنام الماس علیخان قرار پائی

اونہی زمانے مین گورنر جنرل لکھنؤ مین تشریف فرما تھے کہ اور منقدی کی کوئی چٹھی
ملاحظہ فرماتے تھے کہ ایک چٹھی نواب گورنر جنرل مارکوئس کارنوالس بہادر
کی بمضمون عدم تفویض عہدہ نیابت الماس علیخان کو نکل آئی اس وجہ سے
وہ صورت جو کہ قرار پائی تھی ٹل گئی تفضل حسین خان نے خلعت نیابت پایا تواریخ
ذکر کرتے ہین کہ امیر الدولہ اس سرکار کا بڑا خیر خواہ تھا اتفاق لکھنؤ جانیکا ہوا
اہالی گورنمنٹ نے حال سبب برہمی مزاج آصف الدولہ کا استفسار فرمایا امیر الدولہ
نے بیان کیا کہ آمدنی کی صورت قلت پر ہے اور خرچ بکثرت تیئیس لاکھ روپیہ
بابت جمعہ آنکے سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے اور جو صاحبان انگریز بہادر نو وارد
رونق افزاے لکھنؤ ہوتے ہین انکی مہمانداری اور تواضع اور روشنی مین
لاکھون کا صرف ہوتا ہے اور انگریزی سوداگرون سے مال کا محصول نہین
لیا جاتا ہے ہزار ہا روپیہ کا اسمین بھی نقصان ہوتا ہے اور سوا اسکے جو سوداگر
مال ولایتی لاتے ہین نواب صاحب سے یہہ عرض کرتے ہین کہ یہ اشیاے
بے بہا خاص ولایت سے آپہی کیواسطے لائے ہین چار ناچار قبول لینا پڑتا ہے
قیمت بھی انکی خاطر خواہ دینی پڑتی ہے المختصر جبہ آنے سے دو آنے معاف
ہوئے اور انگریزی سوداگرون سے محصول لینے کی اجازت ہوئی اور یہہ
بھی حکم ریذیڈنٹ کا نافذ ہوا کہ کوئی انگریز بدون واسطے ریذیڈنٹ کے ملاقات
کو نواب آصف الدولہ کے پاس نہ جایا کرے چنانچہ امیر الدولہ نے اس بات کی



کامیابی کی عرض کلکتے میں ایسی زرافشانی کی کہ آج تک مشہور ہے اب حال راجہ
جہاؤلال کا سنیے کہ لکھنؤ کے جانے سے نواب آصف الدولہ بہادر کو کمال غم و رنج
پیدا ہوا یہانتک ضبط کیا کہ بیماریوں نے ہجوم کیا اور دوا سے انکا مرض کی
کہتے ہیں کہ راجہ جہاؤلال کے فراق میں ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری میں جمعہ کے
دن انتقال کیا اور بہرات گئے اپنے امام باڑہ کلاں میں کہ تعمیر فرمایا تھا دفن
ہوئے تاریخ وفات کلام ملا محمد مریم اصفہانی استاد نواب زبیر علیخان سے
یہہ لوح مرقد پر کندہ تھی ✦ گلشن عشرت باج خزان وفاتی ندیم ✦ ساقی اتمام
حسرت مینا پیدا ز نسیم ✦ لکھنؤ کی آفت آسمان کی آفتاب ✦ شہریار کی …
دلطور سینائی کلیم ✦ وارد آصف عشرتی در صحن آصف باغ خلد ✦ انبیاء ہمہ سلیمان
ہمنشین آصف ندیم ✦ نقد رحمت در کنار فرد بخشش و بذل ✦ … عاصیان …
غفار بست اعطای کریم ✦ نقش بند کائنات و لوح برتربت آصف نوشتہ

ہو تا روح و ریحان و جنات نعیم

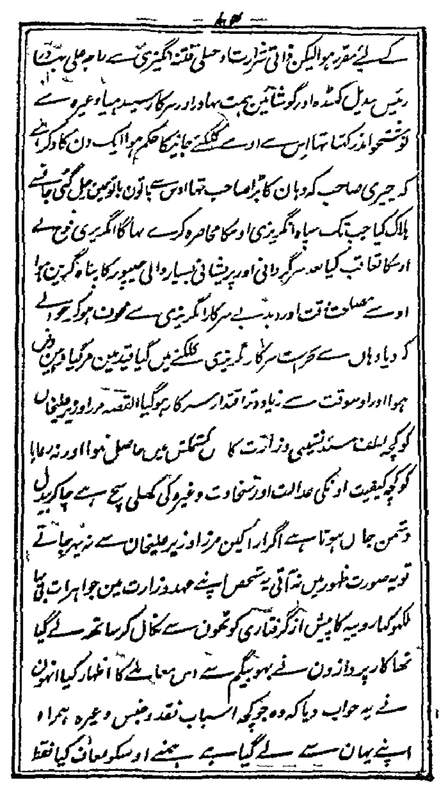
یہ نواب ۵۰ سال کئی مہینے کی عمر میں دنیا سے گذر گئے ۲۳ برس کئی
مہینے ریاست کی مدت ہوئی جناب مغفور و مبرور کا مدفن مقام لقب تھا
امیر الدولہ حیدر بیگخان مختار الدولہ ملیح خان و سرفراز الدولہ حسن رضا خان و
تفضل حسین خان نائب سے ہوئے مہاراجہ ٹکیت راے کو عہدہ دیوانی سپرد تھا
خطاب راجہ یہہ تھا معتمد الدولہ مشیر الملک جناب راجہ ٹکیت راے بہادر … راجہ ٹکیت راے



بہادر صلابت جنگ یہ نواب شاعر بہی ستہے آصف تخلص یہ رباعی یون کہی فکر
دل مین سمجہے سو لگی ہے + پر شہر مین یہی کہ اودہر لگی ہے + ملنے نہ ملنے کا
تو وہ مختار آپ ہے + پر تمکو چاہیئے کہ تک دو لگی ہی +

مرزا وزیر علیخان بہادر

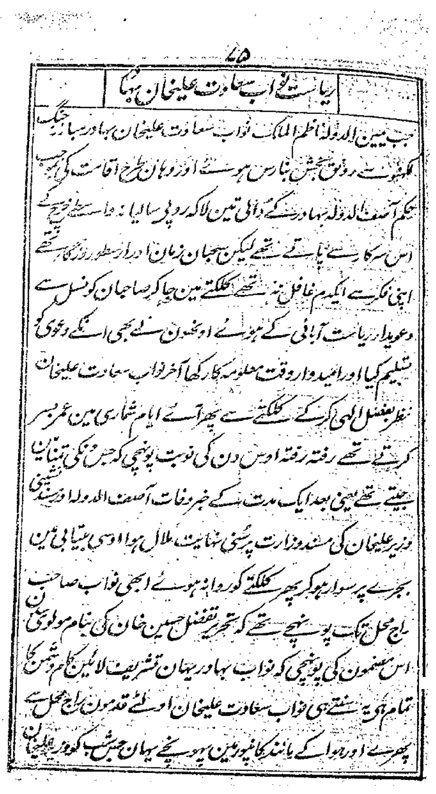
بعد وفات نواب آصف الدولہ بہادر مرزا وزیر علیخان ۵ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری
مین مسند نشین وزارت ہوے خصلتین اور عادتین بُری تہین تفضل حسین خان اور میان تحسین
علیخان وغیرہ کارندون سے صورت بگاڑ کی پیدا ہوئی یہ لوگ اپنی حفظ جان
اور آبرو کیواسطے دشمن وزیر علیخان کے بن گئے اودہر نواب سعادت علیخان
سے صاحبان صدر نے اقرار فرمایا تہا کہ بعد وفات نواب آصف الدولہ کے
مسند وزارت تمہارے نامزد ہوگی اودہر ارکین وزارت مرزا وزیر علیخان کے
دشمن ہی تہے درپے تخریب ہوے صورت ابطال فرزندی کی تجویز
نکالی یعنی محضر مواہیر بہو بیگم وارکان دولت وافسران فوج وغیرہ اس مضمون کا
تیار کروایا کہ مرزا وزیر علیخان فرزند نواب آصف الدولہ بہادر کا نہین ہے آخرکار
مسٹر جان شور صاحب نے حسب قاعدہ اونکو کوٹہی بیبیاپور مین دربار عام کرکے
نظربند کیا اور چند روز کے بعد اپنی ذاتی نقد وجنس کے ساتہہ بنارس کو روانہ
کیے گئی وہان بمطلق العنان رہے تین لاکہہ روپیہ اس سرکار سے اونکے مصارف



کے لیے مقرر ہوا لیکن ذاتی شرارت اور جبلی فتنہ انگیزی سے راجہ علی بہادر
رئیس سدیل کنڈہ اور گوشائین ہمت بہادر اور سرکار سیدہیا وغیرہ سے
ناخوش اور مکدر رہتا تھا اس سے اوسے کلکتے جانیکا حکم ہوا ایک دن کا ذکر ہے
کہ چیری صاحب کہ وہان کا بڑا صاحب تھا اوس نے باتون باتون میں جل گئی جاتے
ہلاک کیا جب تک سپاہ انگریزی اوسکا محاصرہ کرے بہاگا انگریزی فوج نے
اوسکا تعاقب کیا بعد سرگردانی اور پریشانی بسیار والی جیپور کا بناہ گزین ہوا
اوسنے مصلحت وقت اور دبدبے سرکار انگریزی سے مخوف ہوکر حوالے
کر دیا وہاں سے بحراست سرکار انگریزی کلکتے میں گیا قید میں مرگیا زمین دفن
ہوا اور اوس وقت سے زیادہ تر اقتدار سرکار کا ہوگیا القصہ مرزا وزیر علیخان
کو کچھ لطف مسند نشینی وزارت کا کشمکش میں حاصل ہوا اور نہ رعایا
کو کچھ کیفیت اونکی عدالت اور سخاوت وغیرہ کی کھلی سچ ہے جاکر بیدل
دشمن جاں ہوتا ہے اگر ارکین مرزا وزیر علیخان سے نہ پہرجاتے
تو یہ صورت ظہور میں نہ آتی یہ شخص اپنے عہد وزارت میں جواہرات بھی
لاکھوں کا روپیہ کا بیش از گرفتاری کو تھوں سے نکال کر ساتھ لے گیا
تھا کارپردازوں نے بہو بیگم سے اس معاملے کا اظہار کیا انہوں نے
نے یہ جواب دیا کہ وہ جو کچھ اسباب نقد و جنس وغیرہ ہمراہ
اپنے یہاں سے لے گیا ہے ہمنے اوسکو معاف کیا نقط

نواب سعادت علیخان بہادر





ریاست نواب سعادت علیخان بہا

جب یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ
لکھنؤ سے رونق بخش بنارس ہوئے اور وہان طرح اقامت کی ڈالی حسب
بحکم آصف الدولہ بہادر کے ذاتی تین لاکہ روپیہ سالیانہ واسطے خرچ کے
اس سرکار سے پاتے تھے لیکن بحبان زمان اور از سطور زندگی سے تھے
اپنی فکر سے ایکدم غافل نہ تھے کلکتے مین جاکر صاحبان کونسل سے
دعویدار ریاست آبائی کے ہوئے اونہون نے بھی انکے دعوی کو
تسلیم کیا اور امیدوار وقت معلومہ کا رکھا آخر نواب سعادت علیخان
نظر بفضل الہی کر کے کلکتے سے پھر آئے ایام شماری مین عمر بسر
کرتے تھے رفتہ رفتہ اوس دن کی نوبت پونہچی کہ جسکی تمنا مین
جیتے تھے یعنی بعد ایک مدت کے خبر وفات آصف الدولہ اور مسند نشینی
وزیر علیخان کی مسند وزارت پر سنی نہایت ملال ہوا اوسی بیتابی مین
بجرے پر سوار ہوکر پھر کلکتے کو روانہ ہوئے ابھی نواب صاحب
راج محل تک پونہچے تھے کہ تحریر تفضل حسین خان کی بنام مولوی
اس مضمون کی پونہچی کہ نواب بہادر یہان تشریف لائیں کام دشمن کا
تمام ہی یہ سنتے ہی نواب سعادت علیخان اولٹے قدمون راج محل سے
پھرے اور ہوا کے مانند کانپور مین پہونچے یہان حسب کو وزیر علیخان

گرفتار ہوئے اسکے دوسرے دن صبح کو یکم فوری ۱۷۹۸ء مطابق
سوم ماہ شعبان ۱۲۱۲ ہجری بسنت کے دن بڑے تجمل وشان سے
نواب سعادت علیخان داخل لکھنؤ ہوئے پہلے دولتخانہ مین تشریف
لائے بہو بیگم صاحبہ کو نذر دی پھر مسند وزارت پر بآئین مقرری بٹھائے گئے
تاریخ تشریف آوری بنارس سے لکھنؤ مین اور تاریخ جلوس مسند وزارتکی یہ ہین

بنارس سے آنا لکھنؤ مین

از بلدۂ بنارس باجاہ وکامرانی	در لکھنؤ چو ماہ برج وزارت آمد
تاریخ مقدمش را جستم ز پیر دانش	گفتا بگو سعادت با صد سعادت آمد ۱۲۱۲

جلوس فرمانا مسند وزارت پر

حمد خدا کہ امین الدولہ در دہر	حکومت را صد وسی سال باشد
خرد سال جلوس مسندش گفت	بجاہ وحشمت واقبال باشد ۱۲۱۲

صورت تقسیم ملک اودہ کہ انگریزون کو حسب اقرار نواب سعادت علیخان
نے مسند آرا ہونے کے بعد دیا اسطرح ہے

اول تفصیل ملک کہ انگریزون کی تقسیم مین ملا

چرخ آباد [illegible]	محالات [illegible]	چکلہ کوڑہ وکڑہ اناؤ [illegible]	کہیری گڈہ [illegible]
اعظم گڈہ [illegible]	[illegible]	گورکہپور [illegible]	صوبہ الہ آباد [illegible]

چکلہ بریلی [illegible] لک [illegible]	باندہ وغیرہ [illegible] لکہ [illegible]	بابل سرای متعلقہ ارہ [illegible] لکہ [illegible]	—

دوسری تفصیل ملک کہ بعد تقسیم اس سرکار مین باقی رہا

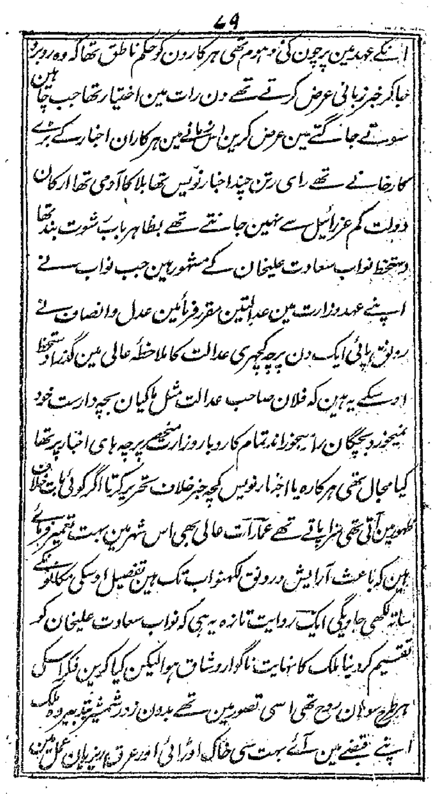
چکلہ گونڈہ [illegible] محال [illegible] لکہ [illegible]	چکلہ بیسواڑہ [illegible] محال [illegible] لکہ	چکلہ بانگرمو [illegible] محال [illegible] لک	چکلہ [illegible] [illegible] محال [illegible] لک
چکلہ جگدیس پور [illegible] محال [illegible] لک	چکلہ خیرآباد [illegible] لکہ [illegible]	دیوا [illegible] [illegible] محال [illegible] لک	دریاآباد وغیرہ [illegible] محال [illegible] لک
رام نگر [illegible] محال [illegible] لک	چکلہ محمدی [illegible] محال [illegible] لک	چکلہ سلطانپور [illegible] محال [illegible] لک	گوسائین گنج [illegible] محال [illegible] لک
[illegible] مع [illegible] وغیرہ صفدرپور [illegible] محال [illegible] لکہ	نانک پور بہار [illegible] محال [illegible] لک	املاک [illegible] صفدر جنگ و شاہجہان آباد [illegible]	املاک [illegible] جناب عالی [illegible]

حضور تحصیل تعلقات [illegible]

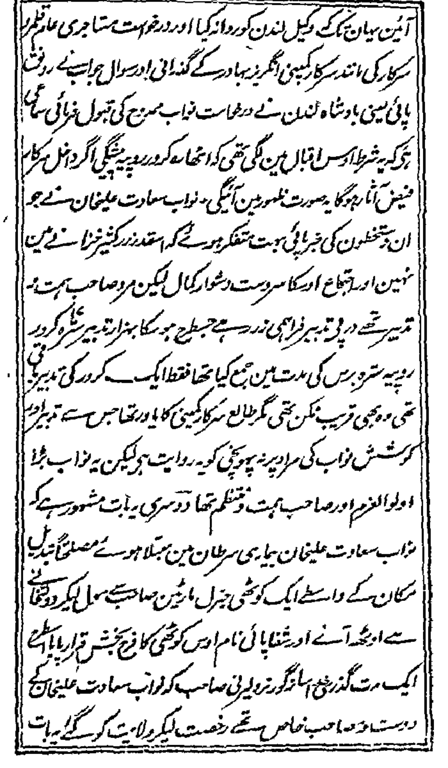
جب اس تقسیم ملک سے نواب صاحب نے فرصت پائی [illegible] تک کا
سن مبارک تھا ایک سال کامل ہر ایک شخص کی چال ڈھال دیکھتے رہے
کیونکہ بعد معزولی اپنے متقدم کے اہلکارون کو بڑی قدرت رہ گئی تھی
کسی اہلکار وغیرہ سے کسیطرح خبر نہوئے جو جسکا جی چاہتا تھا وہ کرتا تھا

مگر دوست دشمن کا خیال بکنون خاطر عالی تھا زبان پر نہیں لاتے تھے
کہ ایسا نہو وزیر علیخان کا سا معاملہ پیش آئے فراست و ردانائی مین ارسطوئے
وقت تھے نواب سعادت خان سے واجد علی شاہ تک ایسا بیدار مغز
عالی فہم عقیل کوئی صاحب مسند و تخت نشین ہوا جب سب طرف سے
طبیعت اونکی مطمئن ہوئے تفضل حسین خان کو بعہدہ وکالت کلکتہ ٹالا
اور اس انداز سے نکھراموں کو جسے دل کھٹکتا تھا آہستہ آہستہ سترا کو
پہونچایا نواب نصیر الدولہ بہادر جو ملقب بہ محمد علی شاہ ہوئے اور نواب
شمس الدولہ بہادر مرشد زادے کام نیابت کا کرتے تھے امیر الدولہ
بشراکت اجیت رائے کا رسرکار کو انتظام دیتے تھے اور نواب
سرفراز الدولہ برائے نام شریک ہوتے تھے خطاب ناظم الملک کہ
مہر مین کندہ تھا وہ بموجب حکم حضور پرنور با مختار الملک مبدل ہوا راجہ
رتن چند کہ ملازم قدیم تھا صورت انصرام جملہ امور کی اوسکے متعلق تھی
اوسی آدھے ملک سے جو انگریزوں کو دیا تھا یہ صورت قرار پائی

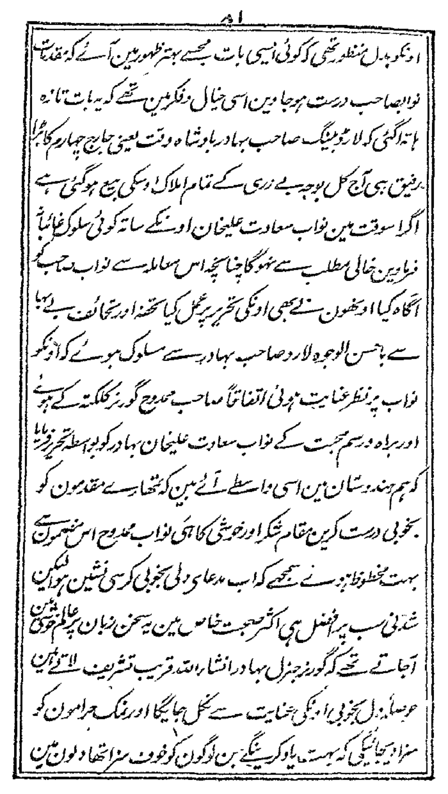
شاہزادہ بابر کی اولاد مقیم بنارس کی تنخواہ	حافظ رحمت خان کی اولاد کا سالیانہ	نواب مرتبت جنگ احمد خان بنگش کی اولاد	معافیداران جاگیرداران و روزینہ داران
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جاگیر نواب [illegible] الدولہ	جاگیر الماس علیخان	جاگیر تفضل حسین خان	اینطرح اختر علیخان وغیرہ کی جاگیرین مقرر کیا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	



اُنکے عہد مین پرچون کی دہوم تھی ہرکارون کو حکم ناطق تھا کہ وہ روبرو
جاکر خبر زبانی عرض کرتے تھے دن رات مین اختیار تھا جب چاہین
سوتے جاگتے مین عرض کرین اُس زمانے مین ہرکاران اخبار کے بڑے
کارخانے تھے رای رتن چند اخبار نویس تھا بلا کا آدمی تھا ارکان
دولت کم عزرائیل سے نہین جانتے تھے بظاہر بابت شورت بند تھا
دستخط نواب سعادت علیخان کے مشہور ہین جب نواب نے
اپنے عہد وزارت مین عدالتین مقرر فرمائین عدل وانصاف نے
رونق پائی ایک دن پرچہ کچہری عدالت کا ملاحظۂ عالی مین گذرا او دستخط
اوسکے یہ ہین کہ فلان صاحب عدالت مثل طفلان بچہ دارست خود
میخورد بچگان را نمیخوراند تمام کاروبار وزارت منحصر پرچہ ہای اخبار پر تھا
کیا مجال تھی ہرکارہ یا اخبار نویس کچہ خبر خلاف تحریر کرتا اگر کوئی بات خلاف
ظہور مین آتی تھی سزا پاتے تھے عمارات عالی بھی اس شہر مین بہت تعمیر فرمائے
ہین کہ باعث آرایش و رونق لکھنؤ اب تک ہین تفصیل اوسکی مکانون کے
ساتھ لکھی جاویگی ایک روایت تازہ یہ ہی کہ نواب سعادت علیخان کو
تقسیم کردینا ملک کا نہایت ناگوار و شاق ہوا لیکن کیا کرین فکر اسکی
ہرطرح سوہان روح تھی اسی تصور مین رہتے تھے بدون زور شمشیر بعید وہ ملک
اپنے قبضے مین آئے بہت سی خاک اوڑائی اور عرق ریزیان عمل مین



آئین بیان تک کہ وکیل لندن کو روانہ کیا اور درخواست مستاجری عام قلمرو
سرکار کی مانند سرکار کمپنی انگریز بہادر کے گذرانی اور سوال جواب نے رونق
پائی یعنی بادشاہ لندن نے درخواست نواب ممدوح کی قبول فرمائی مگر
ہی کہ یہ شرط اوس اقبال مین لگی تھی کہ اٹھارہ کرور روپیہ پیشگی اگر داخل سرکار
فیض آثار ہوگا یہ صورت ظہور مین آئیگی۔ نواب سعادت علیخان نے جو
ان دستخطون کی خبر پائی بہت متفکر ہوے کہ اسقدر زر کثیر خزانے مین
نہین اور اجتماع اوسکا سردست دشوار کمال لیکن مرد صاحب ہمت و
تدبیر تھے در پی تدبیر فراہمی زر ہے جسطرح ہو سکا بہزار تدبیر سترہ کرور
روپیہ سترہ برس کی مدت مین جمع کیا تھا فقط ایک کرور کی تدبیر باقی
تھی وہ بھی قریب ممکن تھی مگر طالع سرکار کمپنی کا یاور تھا جس سے تدبیر اور
کوشش نواب کی مراد پر نہ پہونچی گو یہ روایت ہی لیکن یہ نواب بڑا
اولوالعزم اور صاحب ہمت و منتظم تھا دوسری یہ بات مشہور ہے کہ
نواب سعادت علیخان بیماری سرطان مین مبتلا ہوے مصلحتاً تبدیل
مکان کے واسطے ایک کوٹھی جنرل مارٹین صاحب سے مول لیکر دو مہینے
سے اوسمین آنے اور شفا پائی نام اوس کوٹھی کا فرح بخش قرار پایا اسیطرح
ایک مدت گذر گئی اسّا گورنر ویلزلی صاحب کہ نواب سعادت علیخان کے
دوست و صاحب خاص تھے رخصت لیکر ولایت کو گئے یہ بات



اونکو بدل منظور تھی کہ کوئی ایسی بات مجھسے بہتر ظہور مین آئے کہ مقدمات
نوابصاحب درست ہوجاوین اسی خیال وفکر مین تھے کہ یہ بات تازہ
ہاتہ آگئی کہ لارڈ مینگ صاحب بہادر بادشاہ وقت یعنی جارج چہارم کا ٹرا
رفیق ہی آج کل بوجہ بے زری کے تمام املاک اوسکی بیع ہوگئی ہے
اگر اسوقت مین نواب سعادت علیخان اونکے ساتہ کوئی سلوک غائبانہ
فرماوین خالی مطلب سے نہوگا چنانچہ اس معاملہ سے نواب صاحب کو
آگاہ کیا اونھون نے بھی اونکی تحریر پر عمل کیا تحفہ اور تحائف بہیجے
سے باحسن الوجوہ لارڈ صاحب بہادر سے سلوک ہوئے کہ اونکو
نواب پر نظر عنایت ہوئی اتفاقاً صاحب ممدوح گورنر کلکتہ کے ہوئے
اور براہ رسم محبت کے نواب سعادت علیخان بہادر کو یہ اسطرح تحریر فرمایا
کہ ہم ہندوستان مین اسی واسطے آئے ہین کہ تمہارے مقدمون کو
بخوبی درست کرین مقام شکر اور خوشی کا ہی نواب ممدوح اس مضمون سے
بہت محظوظ ہوئے سمجھے کہ اب مدعای دلی بخوبی کرسی نشین ہوا لیکن
شدنی سب پر افضل ہی اکثر صحبت خاص مین یہ سخن زبان پر عالم خوشی مین
آجاتے تھے کہ گورنر جنرل بہادر انشاء اللہ قریب تشریف لاتے ہین
حوصلہ دل بخوبی اونکی عنایت سے نکل جائیگا اور نمک حرامون کو
سزا دیجائیگی کہ بہت یاد کرینگے بن لوگون کو خوف سزا تھا دلون مین

کھٹکے کہ اب آفت سر پر آئی نواب ممدوح کے دشمن جان ہو گئے ایکدن نواب صاحب تھوڑے مصاحبوں کے ساتھ بسواری ہوا دار (تامجان) دروازہ دلکشا تک ہوا کھانے گئے جا کر دولتخانہ مین پھر آئے پہر رات گذرے تک بخوبی عیش و عشرت کا جلسہ گرم رہا ناچ رنگ مین مصروف تھے جواہر علیخان خواجہ سرا یا رمضان علیخان اپنے سامنے سے آتے سے گوشت کی یخنی معمولی پی کر پلنگ پر آرام فرمایا ہنوز آنکھ خواب سے آشنا نہوئی تھی کہ یکبار کچھ چونک اٹھے تین بار حضرت عباس علمدار کا نام زبان مبارک پر آیا اور ایک بڑے مرزا یعنی ناصر الدین حیدر کو بھی پکارا بعد صورت حالت غیر تھی وہ یخنی مسموم کام تمام کر گئی اسمین روایتین بہت کچھ ہین مصلحت وقت سے زبان قلم پر نہین آسکتین واللہ اعلم بالصواب ۲۲ ماہ رجب سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۷ء کو منگل کے دن پہر رات گئے چراغ حیات کا گل ہوا ۴۳ برس کئی مہینے کی عمر تھی اور مکانین خلعت ارشد اپنے کے دفن ہوئے جنت آرامگاہ اوس دن سے لقب ہوا

قطعۂ تاریخ وفات جنت آرامگاہ

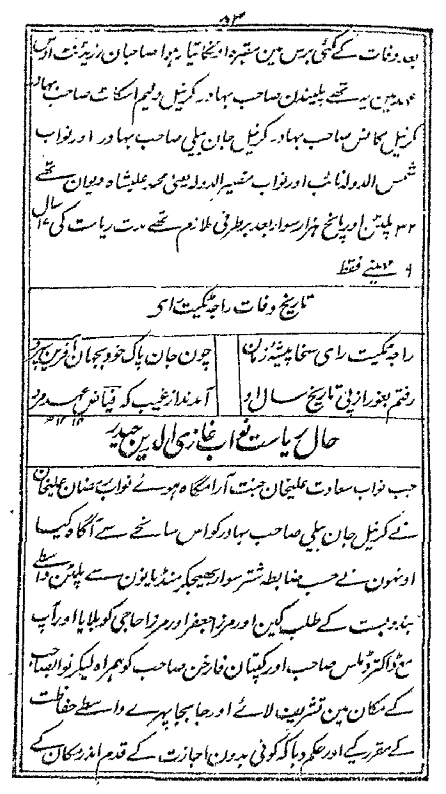
ناگہان رحلت ازین عالم نمود | زینت افزا شد بفردوس برین

من شنیدم سال تاریخش ز غیب | آہ شد گنج سعادت زیر زمین

۱۲۶۳



غازی الدین حیدر بادشاہ



بعد وفات کے کئی برس مین مقبرہ اونکا تیار ہوا صاحبان رزیڈنٹ انکے عہد مین یہ تھے بلیمدن صاحب بہادر کرنیل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر کرنیل کالنس صاحب بہادر کرنیل جان بیلی صاحب بہادر اور نواب شمس الدولہ نائب اور نواب منتظم الدولہ یعنی محمد علیشاہ دیوان تھے ۳۲ پلٹن اور پانچ ہزار سوار بعد بر طرفی ملازم تھے مدت ریاست کی ۱۷ سال ۱۰ مہینے فقط

تاریخ وفات راجہ ٹکیت رای

راجہ ٹکیت رای سخا پیشۂ زمان	چون جان پاک خود بجہان آفرین سپرد
رفتم بفکر از پی تاریخ سال او	آمد ندا ز غیب کہ فیاض عہد مرد

حال ریاست نواب غازی الدین حیدر

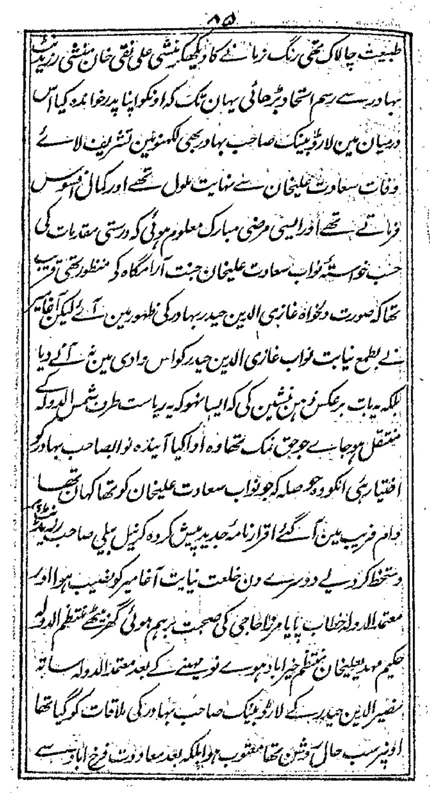
جب نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ ہوئے نواب عثمان علیخان نے کرنیل جان بیلی صاحب بہادر کو اس سانحے سے آگاہ کیا اونہون نے حسب ضابطہ شتر سوار بھیجکر منڈیاؤن سے پلٹن واسطے بندوبست کے طلب کین اور مرزا جعفر اور مرزا حاجی کو بلایا اور آپ مع ڈاکٹر ڈامس صاحب اور کپتان فارخن صاحب کو ہمراہ لیکر نواب صاحب کے مکان مین تشریف لائے اور جا بجا پہرے واسطے حفاظت کے مقرر کیے اور حکم دیا کہ کوئی بدون اجازت کے قدم اندر مکان کے

یہ کہتے نیاسے محمد غلام عباس سنے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر کو پہونچا۔
وہ بلباس فاخرہ ولایتی کمر مین لگائے نواب خاص محل کے مکان سے
بارہ دری مین داخل ہوئے آغا میر بھی کسیطرف سے راہ پیدا کر کے
پہونچا کرنیل صاحب بہادر نواب سعادت علیخان کے سرہانے آئے
دو شالہ کو اوپر پڑا تھا اوٹھایا اور نیلس صاحب سنے واسطے رنج شک
دونون کنپٹیون مین نشتر دیا ایک طرف سے تھوڑا خون اور دوسری
جانب سے اندر کے چربی نکلی بیان کیا تھا باقی طبیعت مطمئن ہوئی
گفتگو ولیعہد بنانے کے باب مین ہوئی شمس الدولہ کا بھی نام آیا تھا
لیکن غازی الدین حیدر بہادر کا طالع ور پر تھا اٹھ برس کی عمر مین کرنیل
بیلی صاحب بہادر انکو کمرۂ فرح بخش مین لائے اور مسند وزارت پر
حسب آئین بٹھا کر حکم شلک کا دیا ارکان دولت سنے نذرین گذرانین

تاریخ وزارت

وزیر غازی دوران و رستم آفاق نہی جلوس وزارت شود بادلش شاد
ندا رسید ز ہاتف بمن کہ تاریخش بگو سعید شود تا ابد وزارت باد

مرزا جعفر و مرزا حاجی کا بھی دور ہوا اب آغا میر کی نیابت اس عہد کی مشہور
آغا میر نواب غازی الدین حیدر خان بہادر کے خواصون مین منسلک تھا
رفتہ رفتہ قسمت سنے صورت ترقی کی دکھائی کاروبار خانگی متعلق ہوا



طبیعت چالاک تھی رنگ زمانے کا دیکھ کر منشی علی نقی خان منشی رزیڈنٹ
بہادر سے رسم اتحاد بڑھائی یہان تک کہ اونکو اپنا پدر خواندہ کیا اس
درمیان مین لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر بھی لکھنؤ مین تشریف لائے
وفات سعادت علیخان سے نہایت ملول تھے اور کمال افسوس
فرماتے تھے اور ایسی مرضی مبارک معلوم ہوئی کہ درستی مقدمات کی
حسب خواستہ نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ کی منظور تھی قریب
تھا کہ صورت دلخواہ غازی الدین حیدر بہادر کی ظہور مین آئے لیکن آغامیر
نے بطمع نیابت نواب غازی الدین حیدر کو اس وادی مین نہ آنے دیا
بلکہ یہ بات برعکس ذہن نشین کی کہ ایسا نہو کہ یہ ریاست طرف شمس الدولہ کے
منتقل ہوجائے جو حق نمک تھا وہ ادا کیا آیندہ نواب صاحب بہادر کو
اختیار ہی انکو وجہ صلہ کہ جو نواب سعادت علیخان کو تھا کہان تھا
دام فریب مین آگئے اقرار نامہ جدید پیش کردہ کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ
دستخط کردیے دوسرے دن خلعت نیابت آغامیر کو نصیب ہوا اور
معتمد الدولہ خطاب پایا مرزا حاجی کی صحبت برہم ہوئی گھر بیٹھے منتظم الدولہ
حکیم مہدی علیخان منتظم خیرآباد ہوے نو مہینے کے بعد معتمد الدولہ ساتھ
نصیر الدین حیدر کے لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر کی ملاقات کو گیا تھا
اونپر سب حال روشن تھا معتوب ہوا بلکہ بعد معاودت فرخ آباد سے

گرفتاری معتمد الدولہ کی ظہور مین آئی اتنے دنون کے بیچ مین مرزا جعفر مر گئے

قطعہ

میرزا جعفر کہ دائم از امام جعفرش	حب در دل بود این بہر عالم اظہار است
بہر تاریخ وفاتش چون تامل شد مرا	آمد از ہاتف ندا جعفر بنزد جعفر است

نواب غازی الدین حیدر خان بہادر نے پھر بنظر مہربانی مرزا حاجی کو بلا کر اپنا مقرب بنایا اور محمد آفرین علیخان خواجہ سرا کا بھی اس زمانے مین ستارہ چمکا بڑا درجہ ہوا میر خدا بخش انکا کارندہ تھا اوسنے کربلا بنائی بہت مشہور ہے۔

قطعہ

ہمہ ایام غازی دستور بمسند	کہ ہم نام حیدر بجود و عطاست
زہی رکن اقبال او ناظر است	جہان آفرین خوان او مدعاست
مدبار او سید باوفا	خدا بخش ہاشمی بفضل خداست
بنا کرد چون کربلا کربلا	بچشم جہان خاک او طوطیاست
زروی بشارت خرد سال او	بگفتا کہ این نقش کربلاست

القصہ مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان یہ دونون نواب غازی الدین حیدر کے شیر و شکر رہے کچھ دنون محبت نے رنگ کھایا چین سے گذری باہم شیر و شکر رہتے تھے یکایک سپہر نیلگون نے کروٹ لی نواب ممدوح نے

معتمد الدولہ کو بھی خلعت نیابت سے سرفراز فرمایا مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان خانہ نشین ہوے بعد کچھ زمانے کے محمد آفرین علیخان مر گئے تاریخ ان کی وفات کی زیب قلم ہوتی ہے۔

قطعہ

چون محمد آفرین رحلت ازین عالم نمود	مدفن او شد بخاک آستان شاہ دین
چون شدم فکر بہر سال تاریخ وفات	ہاتفی گفتا کہ ہی ہی کرد رحلت آفرین ۱۲۳۳ھ

میر خدا بخش کو معتمد الدولہ نے مقید کیا بیچارے نے بڑی مصیبتیں اٹھائیں مرزا حاجی جو مقید تھے مع گھر بار کانپور کو نکالے گئے۔

تاریخ

میرزا حاجی کہ آن از سالہا در قید بود	ناگہان او را برون از شہر کردہ این فلک
سال حال سرگذشتش چون ز ہاتف جستم	گفت مرزا حاجی بیچارہ رفتہ یک بیک

بسکہ مرکوز خاطر سرکار ہوا اور گورنر جنرل کو بھی منظور تھا کہ اودہ کی ریاست آباد و مرشاد ہو اسواسطے ارکان دولت انگلشیہ نے نواب غازی الدین حیدر کو تاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ ۱۲۳۳ھ ہجری مطابق ۱۸۱۹ء تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا بخطاب شاہ زمن شہرت پائی۔ تاریخ یہ ہے

بحمد للہ کہ با اقبال و دانش	بہ تخت شہ جلوس شاہ گردید
زمین و آسمان یکسر عیش ست	زماہی حسرمی تا ماہ گردید

مبارک باد ای آفاق و عالم	طلوع آفتاب جاہ گردید
ندا آمد بگوشم زود یا رب	کہ شاہ امروز شاہنشاہ گردید

اور سکہ اونکا یہ جاری ہوا

سکہ زد بر سیم و زر از فضل نور المن — غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن

اور نواب معتمد الدولہ کا خطاب وزیر اعظم ہوا تاریخ وزارت یہ ہے

چون شاہ زمن صاحب جود و احسان	شد بر اورنگ مرصع جالش
کرو ند فیر اعظمش ضنیم خبک	کو ہست بے شمار فراست فارس
از نصفت شاہ شد قوی ہر مظلوم	وز جنبہ وزیر شد غنی ہر مفلس
سا زو قدیم شاہ خسرو را یا قوت	وز خاک دید وزیر زر گردد مس
تاریخ سعید کرد نا سخ تحریر	شاہ اسکندر وزیر ارسطا طالس
	۱۲۳۳ھ

حکم اقتدار وزارت بڑھا اپنے پرائے حساد و راحد کو سمجھنے لگا کہ اشخاص مخالفان کو کانپور پہونچایا کہ ایک چھوٹی سی بات یہ ہے کہ بادشاہ بیگم اور ولیعہد کے بیچ مین بڑے بڑے فساد واسطے میر فضل علی داروغہ اور فیض النسا مغلانی کو سرکار بادشاہ بیگم سے نکلوایا بڑے ظلم و ستم ظہور مین آئے نوبت کشت و خون کی پہونچی تھی کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر واسطہ امن کے ہوئے اونکو فرخ آباد مین پہونچایا وہان جا کر منتظم الدولہ سے ملے رابطہ اتحاد کا پیدا کیا درمیان بادشاہ بیگم اور ولیعہد بہادر کے

میر فضل علی کی نسبت بادشاہ کی ناراضی اور ...

وہ آتش افروزیان کین کہ جسکا بجھانا آب تدبیر سے دشوار تر تھا بنّا جان جب
پیدا ہوے دھوبن کے شکم سے قرار دیا پادشاہ کے کئی بھائی اسی کے
ہاتھ سے غریب الوطن ہوئے بہت شہر مین نظر بند رہے اور یہ بھی بیان
ہو سکا ہی کہ معتمد الدولہ لیاقت اور مروت اور اور صفتون مین بی نظیر تھا
مگر ہر کسی کو اپنی اپنی زندگی اسکے وقت مین دو بھر تھی غریبون پر جو رفیق
اوسکے ظلم و ستم کرتے تھے وہ کسی کی فریاد نہین سنتا تھا مکانات
رعایا کے بجبر چھین لینا ایک بات تھی اور واسطے زمین جبریہ پر بڑے بڑے
وسیع وسیع مکان بنوائے مگر رہنا بھی نصیب نہوا غرض اس نائب کی
بیدار مغزی اور معاملہ فہمی کی تعریف ہی لیکن سلوک انکا چہ عام و چہ خاص
سے اچھا تھا اسکے عہد عنایت مین زمانہ اچھا عیش دوست رہا لکھنؤ مین
آبادی ہوتی گئی اور یہ شخص شعرا کا دوست تھا اب اسکے خاندان سے
کانپور مین کئی رئیس موجود اور وثیقہ دار سرکار ہین۔

تفضل حسین کہ بعہدۂ وکالت کلکتے مین تھا موقوف ہوا لیکن معتمد الدولہ
نے پھر عرق ریزی کر کے محمد خلیل الدین خان کو کہ مقبول سرکار تھا
وکیل کروایا تقریبا کرور روپیہ سرکار شاہی کا سرکار کمپنی انگریز بہادر مین بمنافع
فی ہزار پانچ روپیہ داخل کر کے وثیقہ کرا لیا جسکا سود لعہ سالانہ ۱۰ ہزار
حسب تفصیل ذیل وثیقہ جاری ہوا۔



نصیرالدین حیدر بادشاه

دیدہ ما شد بیادش نمناک	سینہ پر آہ و دردناک شدہ
رفت دامان صبر از دستم	جیب صبر و شکیب چاک شدہ
گشت تاریخ مصرع استاد	آہ آن آرزو کہ خاک شدہ

۱۲۴۳ ھ

کرنیل جان بیلی صاحب ۔ اسٹریچی صاحب ۔ جنرل ریپر صاحب ۔ میکن صاحب ۔ مارڈنٹ رکٹس صاحب اس عہد میں رزیڈنٹ رہے معتمد الدولہ نائب سردار قمر الدین احمد خان مرزا حاجی محمد آفرین کارپرداز تھے اسوقت میں سات ہزار سوار اور اکتالیس پلٹن تخمین ملک کی آمدنی ایک کرور اسی لاکھ مدت سلطنت قریب ۱۰ برس کے

بیان ریاست نصیر الدین حیدر بادشاہ

بعد خلد مکان کے ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ پچیس برس کے سن میں ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ہجری دیوالی کے دن تاج شاہی فرق کیا شاہ بتخت سلطنت ہوئے تاریخ اونکے جلوس کی یہ ہے۔

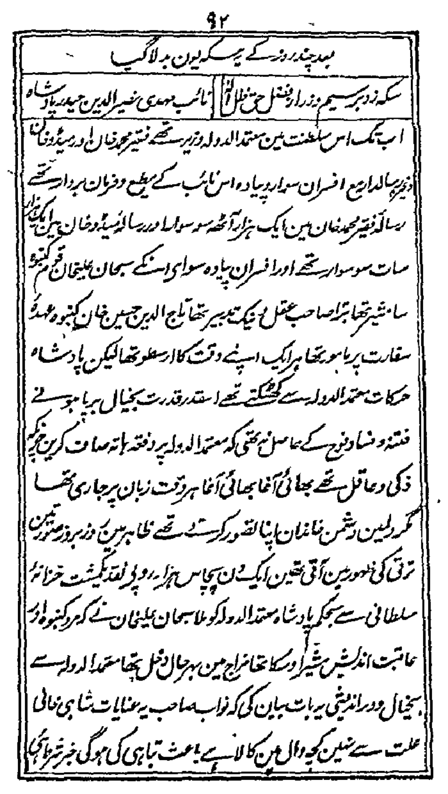
قطعہ

بر تو ای پادشہ فیض رسان عالم	تخت این مملکت ہند مبارک باشد
سال تاریخ جلوس طرب افزا بشنو	جاودان سلطنت ہند مبارک باشد

۱۲۴۳ ھ

اس بادشاہ کے وقت سکے جاری ہوئے پہلا سکہ یہ ہے۔

سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ	بزد بر سکہ شاہی زدہ ز لطف الٰہ

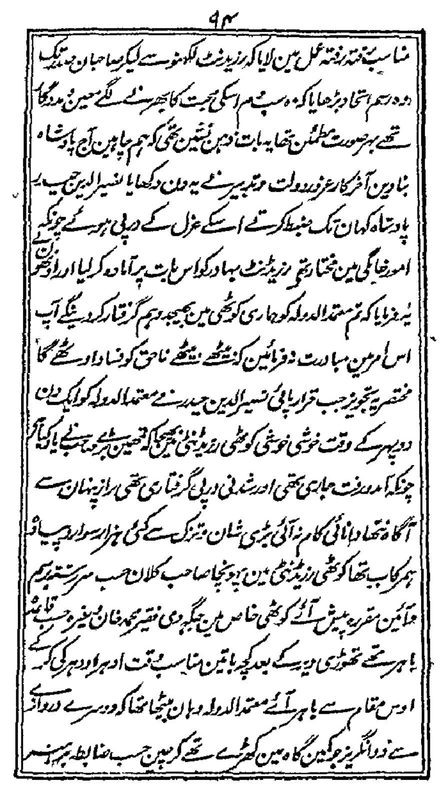


بعد چند روز کے یہ سکہ یون بدلا گیا

سکہ زد بر سیم و زر از فضل حق ظل اللہ | نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ

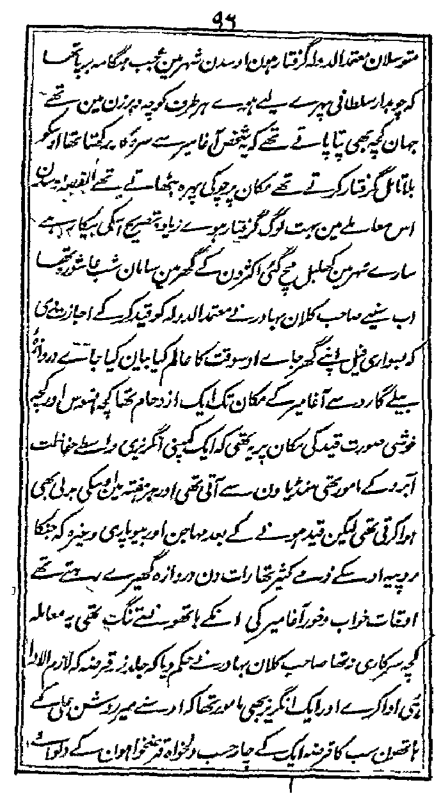
اب تک اس سلطنت مین معتمد الدولہ وزیر تھے فقیر محمد خان اور میڈو خان
ذخیرہ رسالداریع افسران سوار و پیادہ اس نائب کے مطیع و فرمان بردار تھے
رسالہ فقیر محمد خان مین ایک ہزار آٹھ سو سوار اور رسالہ میڈو خان مین ایک ہزار
سات سو سوار تھے اور افسران پیادہ سوای انکے سبحان علیخان قوم کنبوہ
سا شیر تھا بڑا صاحب عقل و نیک تدبیر تھا تاج الدین حسین خان کنبوہ عہدہ
سفارت پر مامور تھا ہر ایک اپنے وقت کا ارسطو تھا لیکن بادشاہ
حرکات معتمد الدولہ سے کھٹکتے تھے اسقدر قدرت بخیال برپا ہونے
فتنہ و فساد فوج کے حاصل نہ تھی کہ معتمد الدولہ پر دفعۃً ہاتھ صاف کرین جو کہ
ذکی و عاقل تھے بھائی آغا بھائی آغا ہر وقت زبان پر جاری تھا
مگر دلمین دشمن خاندان اپنا تصور کرتے تھے ظاہر مین وزیر روز بروز صورتین
ترقی کی ظہور مین آتی تھین ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ نقد کمیشت خزانہ
سلطانی سے بحکم بادشاہ معتمد الدولہ کو ملا سبحان علیخان نے کہ مرد کنبوہ اور
عاقبت اندیش مشیر اوسکا تھا مزاج مین بہر حال دخل تھا معتمد الدولہ سے
بخیال دور اندیشی یہ بات بیان کی کہ نواب صاحب یہ عنایات شاہی خالی
علت سے نہین کچھ دال مین کالا ہے باعث تباہی کی ہوگی خبر تر ہاگی

آپ دانا ہین دام عیاری سے دور رہنے کا قریب ہی کہ کوئی گل تازہ کھلے
ایسا نہو کہ ان روپیون کے لینے کے عوض دینے پڑجائین وہ لڑکا
قیامت کا ہی مجکو اوسکا کلام یاد ہی کہ ایکدن کہتا تھا کہ وزیر علیخان سے کچھ
کرتے نہین بڑا بہت جلدی گر گذرا آغا میر نے درجواب اوسکے بکشادہ پیشانی
یہ کہا کہ تم عبارت کا لکھنا خوب جانتے ہو اس مضمون سے خبر نہین ہم
خوب اس مطلب کو پہونچتے ہین بادشاہ کی اگر تدبیر اور چال چل گئی نوبت محاسبہ
حساب کی آویگی اسکے ستدباب ہین یہ روپیہ صرف کرونگا جہان
کرورونکا محاسبہ میرے ذمہ ہوگا یہ کون بگران ہی کہ نہ اوٹھے گا اور
اگر یہ گمان بد تمہارا ظہور مین نہ آیا در اصل بخوشی عنایات سلطانی سے
سرفراز ہوا ہون تیرہ یار ہی فکر بے سود سے دل کو پریشان کرنا بیفائدہ
ہی القصہ بادشاہ اور معتمد الدولہ بظاہر شیروشکر تھے ایکدن بے تکلف
بادشاہ نے وزیر سے قفلیان برف کی طلب فرمائین اس سخاوت پیشہ نے
پانچ چار حاضر کین مشہور ہی کہ بادشاہ دیجاہ اسکی سرد مہری سے اپنے
دلمین بہت گرم ہوئے اور طلب فرمائین ناظرین کیفیت ملاحظہ فرمائین
کہ کیا نشۂ شراب نخوت آنکھون مین چھا گیا تھا کہ عوض برف کے یہ حرف
زبان پر آیا کہ اسوقت اور قفلیان تیار نہین ہین واللہ اعلم بالصواب
یہ روایت سنی ہی اب آغا میر کی فراست اور دانائی دیکھیئے کہ وہ بیہ



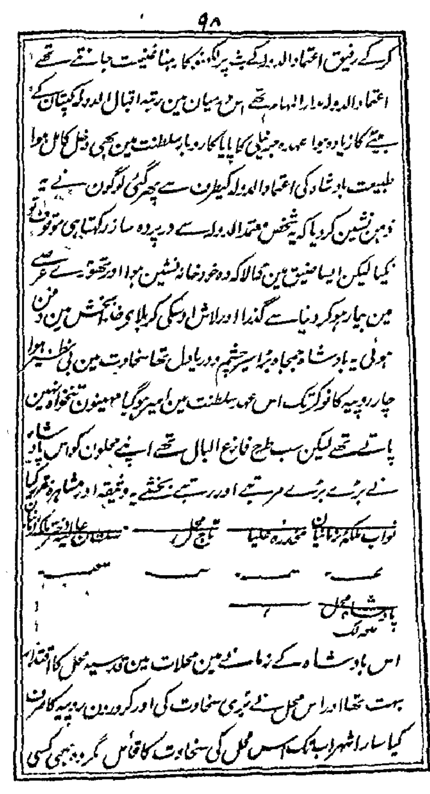
مناسب تمہ رفتہ عمل مین لایا کہ رزیڈنٹ لکھنؤ سے لیکر صاحبان جدید تک
وہ رسم اتحاد بڑھایا کہ وہ سب ہمراسکی محبت کا بھرنے لگے معین و مددگار
تھے بہرصورت مطمئن تھا یہ بات ذہن نشین تھی کہ ہم جاہین آج بادشاہ
بنا دین آخرکار عز و دولت و تدبیر نے یہ دن دکھایا نصیر الدین حیدر
بادشاہ کہان تک ضبط کرتے اسکے عزل کے درپی ہوگئے چونکہ
امور خانگی مین مختار تھے رزیڈنٹ بہادر کو اس بات پر آمادہ کرلیا اور اونھون نے
یہ فرمایا کہ تم معتمد الدولہ کو ہماری کوٹھی مین بھیجدو ہم گرفتار کرد ینگے آپ
اس امر مین مبادرت نہ فرمائین کہ نتیجے ناحق کو فساد اوٹھے گا
مختصر یہ تجویز جب قرار پائی نصیر الدین حیدر نے معتمد الدولہ کو ایک دن
دوپہر کے وقت خوشی خوشی کوٹھی رزیڈنٹی مین بھیجا کہ تمہین بہ صاحب نے بلایا کیا ہے
چونکہ آمد و رفت جاری تھی اور شدنی درپے گرفتاری تھی راز پنہان سے
آگاہ نتھا دانائی کام نہ آئی بڑی شان و تزک سے کئی ہزار سوار و پیادہ
ہمرکاب تھا کوٹھی رزیڈنٹی مین پہونچا صاحب کلان حسب سررشتہ رسم
و آئین مقررہ پیش آئے کوٹھی خاص مین جگہ دی فقیر محمد خان وغیرہ جو قائم
باہر تھے تھوڑی دیر کے بعد کچھ باتین مناسب وقت ادہر اودہر کی کرکے
اوس مقام سے باہر آگئے معتمد الدولہ وہان بیٹھا تھا کہ دوسرے دروازے
سے دو انگریز جو کمین گاہ مین کھڑے تھے کرمین حسب ضابطہ مہر بنسر

لیے ہوئے مانند عزرائیل کے اوسکے سر پر آپہونچے اور یہ حکم سنایا
کہ آپ بموجب حکم بادشاہ سلیمان جاہ کے قید ہوئے ہتھیار رکھدیجیے
یہ سنتے ہی چہرہ زرد ہوا روح قبض ہوئی بس کیا تھا قید ہوا کہ ایک ساعت
کے بعد صاحب کلان بہادر پھر تشریف لائے اور بہت تشفی اور دلداری
کی کہا کہ نواب صاحب یہ مقام شکر ہے آپ نے اضطراب نہ کیجیے ہمنے آج آپکی
عزت و آبرو بچائی کہ بادشاہ کے پنجہ قید و قہر سے چھوڑا کر اپنے پاس
رکھا ورنہ بادشاہ تمھارا دشمن تھا بہت بری طرح پیش آتا اب جو بات کہ
تمکو منظور ہو اور بہتر سمجھو وہ کہو کہ وہ صورت عمل میں آئے معتمد الدولہ اوسوقت
آنکھون مین آنسو بھر کے اسطرح بولا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب اس بات کا
میزان عدالت سے امیدوار ہون کہ بہ آبرو مین نہ آنے پائے صاحب کلان
بہادر نے بہت اطمینان فرمایا کہ خاطر جمع رکھو ایسا نہوگا اب رفیقون کا
حال سنیے جنکو دعوی تھا کہ جہان پسینا نواب صاحب کا گریگا وہان اپنا
خون گرائین گے ہر ایک باہر اپنے مقامون پر بیٹھے تھے کہ یہ حال اونپر
آشکارا ہوا نہایت دست و پا چہ ہوئے ادہر ادہر بغلین جھانکنے لگے
ساری رفاقت اور بہادری بھول گئے ہراسان اور پریشان اپنی اپنی جان
اور مال کی خیر مناتے تھے یہان تو یہ معاملہ گذرا وہان نصیر الدین حیدر
بادشاہ خوش کہ معتمد الدولہ گرفتار ہو گیا اوسیوقت یہ حکم جاری فرمایا ابھی



متوسلان معتمد الدولہ گرفتار ہوں اور سدن شہر میں عجب ہنگامہ برپا تھا
کہ چوبدار سلطانی پہرے لیے ہوے ہر طرف کوچہ و برزن میں تھے
جہاں کچھ بھی پتا پاتے تھے کہ یہ شخص آغا میر سے سروکار رکھتا تھا اوسکو
بلا تامل گرفتار کرتے تھے مکان پر چوکی پہرہ بٹھاتے تھے القصہ اسدن
اس معاملے میں بہت لوگ گرفتار ہوے زیادہ تصریح اسکی بیکار ہے
سارے شہر میں کھلبلی مچ گئی اکثروں کے گھر میں سامان شب عاشور تھا
اب سنیے صاحب کلان بہادر نے معتمد الدولہ کو قید کرکے اجازت دی
کہ بسواری فیل اپنے گھر جاوے اوسوقت کا عالم کیا بیان کیا جاتے دروازہ
بیلیے گارد سے آغا میر کے مکان تک ایک ازدحام تھا کچھ افسوس اور کچھ
خوشی صورت قید کی مکان پر یہ تھی کہ ایک کمپنی انگریزی واسطے حفاظت
آبرو کے مامور تھی منڈیاؤں سے آتی تھی اور ہر مہینہ ملازموں کی بدلی بھی
ہوا کرتی تھی لیکن قید ہونے کے بعد مہاجن اور بیوپاری وغیرہ کہ جنکا
روپیہ اوسکے ذمے کثیر تھا رات دن دروازہ گھیرے رہتے تھے
اوقات خراب مغرور آغا میر کی اونکے ہاتھوں نہایت تنگ تھی یہ معاملہ
کچھ سرکاری نہ تھا صاحب کلان بہادر نے حکم دیا کہ جلد قرضہ کہ لازم الادا
ہی ادا کرے اور ایک انگریز بھی مامور تھا کہ اوسنے میر روشن علی کے
ہاتھ سے سب کا قرضہ ایک کے جا حسب دلخواہ قرضخواہوں کے دلوائے

بعد عرصے کے آغا میر عزت و آبرو سمیت تعمد و صاحبان بہادر کے
مع زن و بچہ و مال و اسباب لکھنؤ سے کانپور کو گیا تیس لاکہ روپیہ بابت
ضمانت اور تنخواہ کے جو خزانہ رزیڈنٹی مین جمع تھے اور روپیہ جائداد املاک کا لکھنؤ مین
ہوا اوسکی محاسبہ شاہی مین محسوب ہوئی مگر یہ کہ کرنے بہی باتہ چپی راوی بیان
کرتے ہین کہ اسباب اور جواہرات وغیرہ کے سوای چالیس پینتالیس
چھکڑے فقط اشرفی اور روپیون کے یہان سے اپنے ساتہ لیگیا
چنانچہ کانپور پہونچتے پہونچتے ایک چھکڑہ اشرفیون کا اعظم علی داروغہ نے
راہ سے گم کیا اور اسیوجہ سے باہم صورت ملال کی پیش آئی خلاصہ
اس تحریر کا یہ ہی کہ باوجود اس خرابی اور بربادی کے آغا میر نے کانپور
جا کر پچیس ہزار روپیہ کا وثیقہ تازہ سرکار انگریزی سے اپنے نام کا جاری
کروایا وہ آج تک اوسکی اولاد کو ملتا ہے اور سنئے مکان میدان جو بیچ مین
تعمیر کروائے اب یہ روایت سنیے کہ جب آغا میر قید ہوا فیض النسا خانم
اور میر فضل علی جو فرخ آباد مین نکالے ہوے تھے خفیہ پھر اس شہر مین
آئے اور بواسطہ بادشاہ بیگم کے میر فضل علی نے وزارت پائی اور
اعتماد الدولہ خطاب ہوا منتظم الدولہ اور مرزا حاجی بھی بامید وزارت کانپور
سے شہر لکھنؤ مین آئے تھے لیکن منتظم الدولہ اور اعتماد الدولہ مین موافقت
نہوئی مایوس پھر گئے لیکن مرزا حاجی رفاقت منتظم الدولہ سے کنارہ



کر کے رفیق اعتماد الدولہ کے بڑے لڑکے کا بیٹا غنیمت جانتے تھے
اعتماد الدولہ اور الہام تھے اس درمیان مین رتبہ اقبال الدولہ کپتان کے
بیٹے کا زیادہ ہوا عہدہ جنیلی کا پایا کار و بار سلطنت مین بھی دخل کامل ہوا
طبیعت بادشاہ کی اعتماد الدولہ کیطرف سے پھر گئی لوگون نے یہ
ذہن نشین کردیا کہ یہ شخص معتمد الدولہ سے درپردہ ساز رکھتا ہی تو قید
کیا لیکن ایسا ضیق مین ڈالا کہ وہ خود خانہ نشین ہوا اور تھوڑے سے عرصے
مین بیمار ہوکر دنیا سے گذرا اور لاش اسکی کربلای خانبخش مین دفن
ہوئی یہ بادشاہ مجاہد بہاسہ چشم و دریادل تھا سخاوت مین بی نظیر ہوا
چار روپیہ کا نوکر تک اس عہد سلطنت مین امیر ہوگیا معیون تنخواہ نہین
پاتے تھے لیکن سب طرح فارغ البال تھے اپنے محلون کو اس بادشاہ
نے بڑے بڑے مرتبے اور رتبے بخشے یہ وثیقہ اور مشاہرہ مقرر کیا

نواب ملکہ زمانیان	مخدرہ علیا	تاج محل	سلطان عالیہ بیگم زمانہ
—	—	—	—

بادشاہ محل
معہ لک

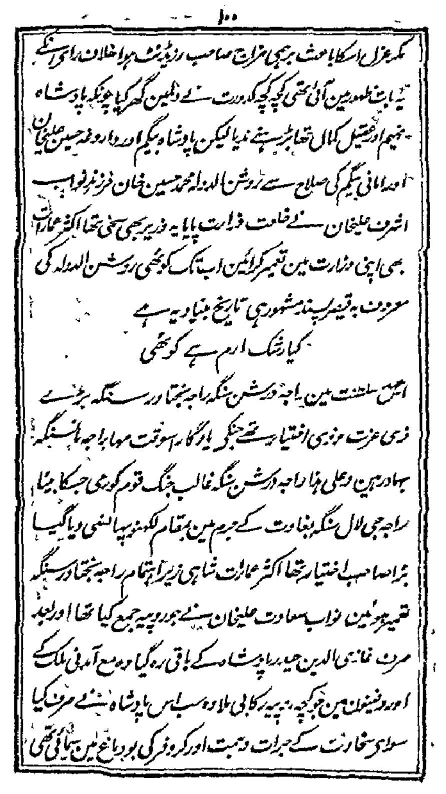
اس بادشاہ کے زمانے مین محلات مین قدسیہ محل کا اقتدار
بہت تھا اور اس محل نے بڑی سخاوت کی اور کروڑون روپیہ کا صرف
کیا سارا شہر اب تک اس محل کی سخاوت کا قائل مگر بدہ بھی کسی

وجہ سے آخر کو جیرا کھا کر قضا کر گئین ۔

اس زمانے مین منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کانپور سے بلا کر عہدہ وزارت پر سرفراز ہوے تھے نظم و نسق ملک سب و نکے متعلق قدر و منزلت کمال پیش نظر تھی حضور خطاب دیا یہ شخص منتظم اور معاملات مالی مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اور اسکی بہت سے لوگ دشمن تھے خصوص قدیمی خائن و بے ایمان اس شخص سے جلتے تھے یہ نائب منتظم اور کفایت شعار تھا خوب ہی انصرام خدمت نیابت کیا اور اسی عہد مین حضرات کنبوہ بھی بڑے معزز اور صاحب اقتدار تھے تاج الدین حسین کی لیاقت و سفاہت مشہور ہی لیکن تاج الدین حسین اسی فکر مین رہتا تھا کہ حکیم مہدیعلیخان منتظم الدولہ کو اس عہدہ وزارت سے گرا دے چنانچہ پادشاہ بیگم سے ملکہ پادشاہ کی خاطر مین حکیم صاحب کیطرف سے شک ڈالا اور آخر کار وہ معتوب و معزول ہوئے جسکی تاریخ معزولی شیخ امام بخش ناسخ سے یہ ہے

قطعۂ تاریخ

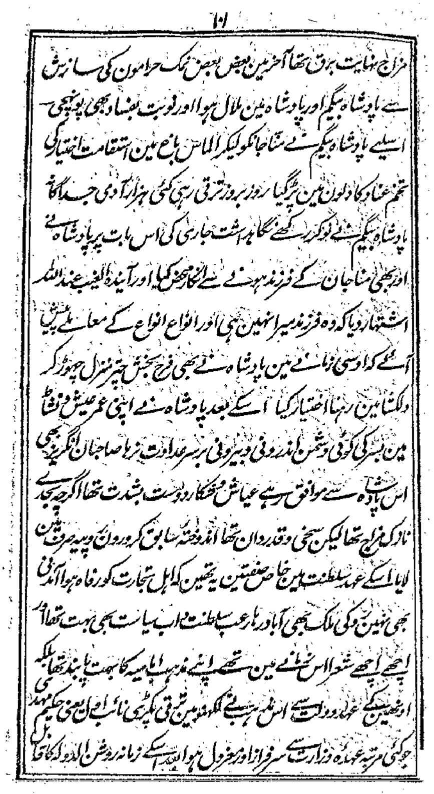
افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نو رقم کن
از جای حکیم ہشت برگیر	ستمہ مرتبہ نصف نصف کم کن



مگر عزل اسکا باعث بریمی مزاج صاحب رزیڈنٹ ہوا خلاف رای انکے
یہ بات ظہور مین آئی تھی کچھ کدورت سے دلمین گھر کیا چونکہ بادشاہ
فہیم اور عقیل کمال تھا بڑھنے نہ دیا لیکن بادشاہ بیگم اور داروغہ حسین علیخان
امدادانی بیگم کی صلاح سے روشن الدولہ محمد حسین خان فرزند نواب
اشرف علیخان نے خلعت وزارت پایا یہ وزیر بھی آخری تھا اکثر عمارات
بھی اپنی وزارت مین تعمیر کرائین اب تک کوٹھی روشن الدولہ کی
معروف بہ قیصر پسند مشہور ہی تاریخ بنیاد یہ ہے

کیا رشک ارم ہے کوٹھی

اسی سلطنت مین راجہ درشن سنگہ راجہ بختاور سنگہ بڑے
ذی عزت موذی اختیار تھے جنکی یادگار اسوقت مہاراجہ مانسنگہ
بہادر ہین دعلی ہذا راجہ درشن سنگہ غالب جنگ قوم کوری جسکا بیٹا
راجہ جی لال سنگہ بغاوت کے جرم مین بمقام لکھنو پہانسی دیا گیا
بڑا صاحب اختیار تھا اکثر عمارات شاہی زیر اہتمام راجہ بختاور سنگہ
تعمیر ہوئین نواب سعادت علیخان نے جو روپیہ جمع کیا تھا اور بعد
صرف غازی الدین حیدر بادشاہ کے باقی رہ گیا وہ مع آمدنی ملک کے
اور وثیقون مین جو کچھ روپیہ کابلی ملا وہ سب اس بادشاہ نے صرف کیا
سوای تجارت کے حیرات و مبت اور کرو فر کی بو دماغ مین سمائی تھی

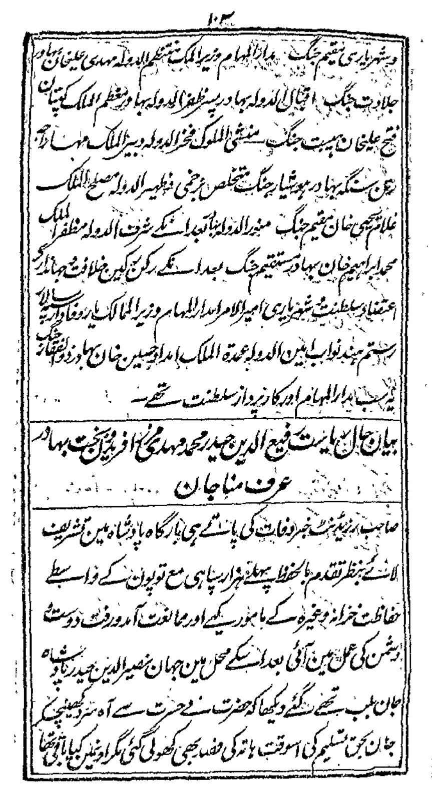


مزاج نہایت برق تھا آخر مین بعض بعض نمک حراموں کی سازش
سے پادشاہ بیگم اور پادشاہ مین ملال ہوا اور نوبت بفساد بھی پونہچی
اسلیے پادشاہ بیگم نے منا جانکو لیکر الماس باغ مین استقامت اختیار کی
تخم عناد کا دلون مین پڑگیا روز بروز ترقی رہی کبھی ہزار آدمی جداگانہ
پادشاہ بیگم نے نوکر رکھے نگاہداشت جاری کی اس بات پر پادشاہ نے
اور بھی منا جان کے فرزند ہونے سے انکار محض کیا اور آیندہ لغیب عند اللہ
اشتہار دیا کہ وہ فرزند میرا نہین ہی اور انواع انواع کے معاملے پیش
آئے کہ اوسی زمانے مین پادشاہ نے بھی فرح بخش چتر منزل چھوڑکر
دلکشا مین رہنا اختیار کیا اسکے بعد پادشاہ نے اپنی عمر عیش و نشاط
مین بسر کی کوئی دشمن اندرونی و بیرونی برسر عداوت نرہا صاحبان انگریز بھی
اس پادشاہ سے موافق رہے عیاش و شکار دوست بشدت تھا اگرچہ بجائے
نازک مزاج تھا لیکن سخی و قدردان تھا اندوختہ سابق کروڑ روپیہ صرف مین
لایا اسکے عہد سلطنت مین خاص صفتین یہ تھین کہ اہل تجارت کو رفاہ ہوا آمدنی
بھی نہین کمی ملک بھی آباد رہا رعب سلطنت و آب سیاست بھی بہت تھا اور
اچھے اچھے شعرا اس زمانے مین تھے اپنے مذہب امامیہ کا بہت پابند تھا بلکہ
اونہین کے عہد دولت سے اس مذہب نے لکھنؤ مین ترقی پکڑی نائب اول یعنی حکیم مہدی
جو کئی مرتبہ عہدہ وزارت سے سرفراز اور معزول ہوا اسکے زمانہ روشن الدولہ کا تھا

تعریف تھا اسی بادشاہ کے عہد مین کوٹھی بادشاہ نیز تعمیر ہوئی اور
اچھی اچھی اور عمدہ عمدہ عمارات طیار ہوئین اور صاحب ریزیڈنٹ سے
دوستی رہی گومتی کے کنارے بکثرت مکانات تعمیر ہوئے
اسوقت مین اکثر اوس سلطنت کے کارپرداز اور دیکھنے والے موجود
ہین اور بہت کچھ تفصیل ہمکو معلوم ہی لیکن اختصار مین گنجایش تفصیل
نہین آخر مین ملکہ زمانی نے اس شاہ جم جاہ کے ساتھ دغا کی زہر دلوا دیا اور یہ
بات بھی زبان زد خلائق ہی کہ دھنیا مہری نے زہر دیا اور بعضے کہتے ہین کہ عقل رای
لگاتی ہین کہ بعض حرکات اسکی ناپسند صاحب ریزیڈنٹ کو ہوئین اسواسطے اسکے
مارڈالنے مین شورہ ہوا العیب عند اللہ - ۳ ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء
جمعہ کے دن ۳۵ برس کے سن مین وفات پائی اپنی کربلا مین کہ اوسکو
دریای گومتی کے تعمیر کی تھی دفن ہوئے خلد منزل لقب مشہور ہے
مدت سلطنت ۱۰ برس ۵ یوم تاریخ وفات یہی

رفت شاہ جہان سلیمان جاہ ۔ سوی جنت ز بارگاہ اودہ
ہاتفے گفت از سر افسوس ۔ ہا رم رفت پادشاہ اودہ
۱۲۵۳ھ

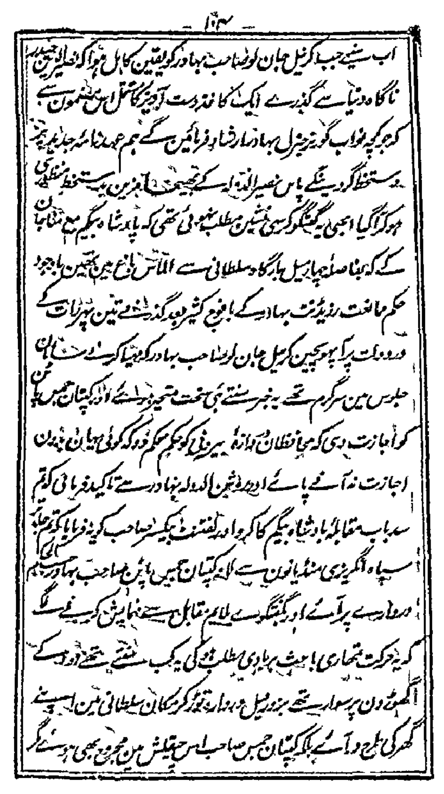
کرنیل جان لو صاحب بہادر ریزیڈنٹ تھے معتمد الدولہ اعتماد الدولہ
ضیاء الملک سید فضل علیخان بہادر سیادت جنگ روشن الدولہ نیر الملک
محمد حسین خان بہادر قائم جنگ رکن رکین خلافت مدار المہام سلطنت



وشہریاری مقیم جنگ مدار المہام وزیر الملک منتظم الدولہ مہدی علیخان بہادر
جلادت جنگ اقبال الدولہ بہادر مبارز ظفر الدولہ بہادر معظم الملک کپتان
فتح علیخان ہیبت جنگ منشی الملوک فخر الدولہ دبیر الملک مہاراجہ
رتن سنگھ بہادر ہوشیار جنگ متخلص بزخمی ظہیر الدولہ مصلح الملک
غلام یحیی خان مقیم جنگ منیر الدولہ بہادر بعد انکے شرف الدولہ مظفر الملک
محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ بعد انکے رکن رکین خلافت جہاندار
اعتضاد سلطنت شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک یار وفادار سپہ سالار
رستم ہند نواب امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ
یہ سب مدار المہام اور کارپرداز سلطنت تھے —

بیان حال بابت رفیع الدین حیدر محمد مہدی افریدون بخت بہادر عرف منا جان

صاحب رزیڈنٹ خبر وفات کی پاتے ہی بارگاہ پادشاہ مین تشریف
لائے بنظر تقدم بالحفظ پہلے ہزار سپاہی مع توپون کے واسطے
حفاظت خزانہ وغیرہ کے مامور کیے اور ممانعت آمد و رفت دوست
دشمن کی عمل مین آئی بعد اسکے محل مین جہان نصیر الدین حیدر بادشاہ
جان بلب تھے گئے دیکھا کہ حضرت نے حسرت سے آہ سرد کھینچکر
جان بحق تسلیم کی اسوقت ہاتھ کی مٹھی بھی کھولی گئی مگر اوسمین کیا باقی تھا



اب سنیے جب کرنیل جان لو صاحب بہادر کو یقین کامل ہوا کہ نصیر الدین حیدر
ناگاہ دنیا سے گذر گئے ایک کاغذ دست آویز کا مشتمل اس مضمون سے
کہ جو کچھ نواب گورنر جنرل بہادر ارشاد فرمائیں گے ہم عہد نامہ جدید پر
دستخط کر دینگے پاس نصیر الدولہ کے بھیجا آخر بن پر دستخط منظوری کی
ہو کر آگیا ابھی یہ گفتگو کرسی نشین مطلب نہوئی تھی کہ پادشاہ بیگم مع منا جان
کے کہ بفاصلہ چار میل بارگاہ سلطانی سے الماس باغ مین تھین باوجود
حکم ممانعت رزیڈنٹ بہادر کے با فوج کثیر بعد گذرنے تین پہر رات کے
دروولت پر آ پہونچین کرنیل جان لو صاحب بہادر کہ مہیا کرنے سامان
جلوس مین سرگرم تھے یہ خبر سنتے ہی سخت متحیر ہوئے اور کپتان جیمس پیٹن
کو اجازت دی کہ محافظان دروازہ بیرونی کو حکم کرو کہ کوئی یہان بدون
اجازت نہ آنے پائے اور روشن الدولہ بہادر سے تاکید فرمائی کہ تم
سد باب مقابلہ بادشاہ بیگم کا کرو اور لفٹنٹ بیکسر صاحب کو یہ فرمایا کہ تم جاکر
سپاہ انگریزی منڈیائون سے لاؤ کپتان جیمس پاٹن صاحب بہادر بسرعت تمام
دروازے پر آئے اور گفتگو سے ملائم مقابل سے نمایش کرنے لگے
کہ یہ حرکت تمہاری باعث بربادی سلطنت ہوگی یہ کب سنتے تھے اور کے
ہاتھیون پر سوار تھے بزور فیل دروازہ توڑ کر مکان سلطانی مین اپنے
گھر کی طرح در آئے بلکہ کپتان جیمس صاحب اس حالت مین مجروح بھی ہوئے مگر

بتیغ زبان وہ بھی کام کرتے رہے گفتگو سے نہ باز آئے کہ دیکھو انجام اس
آغاز کا بعد ازین پیش آئیگا بلکہ کیفیت یہ تو گرفتار ہوئے سپاہی بادشاہ بیگم
کے یک قلم شمشیرین کھینچے ہوئے اور توڑے بندوقون کے شیر اندرون
حجرے کے پہونچے کرنیل جان لو صاحب کو اپنے قبضے مین کیا اور
نصیر الدولہ اور امجد علیخان اونکا فرزند اور عظیم اللہ خان اور رفیق الدولہ
اور روشن الدولہ خیر ایک مکان مین نظر بند تھے اور یہ لوگ ایوان شاہی مین
ہر جانب پھرتے تھے اور ہتیارون کو بدلتے تھے قریب دو ہزار آدمی
کے تھے اس شور و غل سے بادشاہ بیگم نے مناجان کو لاکر تخت سلطنت پر
بٹھادیا اب ہر طرف ناچ رنگ کا ہنگامہ شروع ہوگیا سلامی توپون کی
حسب قاعدہ ظہور مین آئی اوس جگہ مشعلین بیشمار روشن تھین کشمکش
حد سے زیادہ تھی کرنیل جان لو صاحب بہادر پر ایک یورش کا ہنگامہ
نازل تھا یہ کہتے تھے کہ تم حسب آئین و ضابطہ کے اپنی زبان سے
مناجان کی سلطنت کا اقرار کرو مگر انکی زبان سے کب یہ کلمہ نکلتا تھا
ہرگز نہ کہا خداوند کریم نے اوسوقت صاحب بہادر کے حال پر رحم فرمایا
کہ اور لوگون نے آکر حسب الحکم بادشاہ بیگم کے اس گروہ کے پنجہ سے نجات
دلوائی اور سب مقید رہے اب جان لو صاحب بہادر جو اونکے ہاتھ سے
جانبر ہوئے بادشاہ بیگم سے سوال و جواب شروع ہوا کلمے صاحب بہادر کے

یہ سمجھے کہ اگر مرو ہمارے کہنے سے انکار کرو گی تو انجام نہایت برا
دیکھوگی اپنے ہاتھون آپ گرفتار غضب ہو گی یہ باتین تحقیق کر فوج
انگریزی طلب فرمودہ صاحب ممدوح کی منڈیاؤن سے آپہونچی ہنگامہ حرب
و ضرب گرم ہوا مگنس صاحب کہ سرکار شاہی کا ملازم تھا اسکے رسالے کی
توپین واسطے سلامی مبارکباد کے آئی تھین برعکس مین آئین بوچھار چھرّے کی
لال بارہ دری پر پڑنی شروع ہوئی دس آدمی بادشاہ بیگم کیطرف کے مجروح
اور مارے گئے اور تین سپاہی انگریزی زخمی ہوئے نظمیت الدولہ
غلام یحیی خان نے کہ اون دنون مین مقید تھے کیا جرات کی کہ اس معرکے
مین کوٹھی فرح بخش کی پشت سے لب دریا کود پڑے پاؤن مین چوٹ آئی
کشتی مین جا چھپے بادشاہ بیگم مع منا جان کہ ہاہر برس کا سن اسوقت مین تھا
مع امام بخش کارندہ کے گرفتار ہوئین جو ذلت کہ اونکے پیش آئی زبان پر
لانے مین غیرت اور شرم آتی ہی آخر کار چنار گڑھ مین آکر بحفاظت تمام مقید ہوئین
جسقدر اس بادشاہ نصیر الدین حیدر کے جوان مرنے اور حسرت سے
جان دینے کا بعد افسوس چرچا ہی اوسیقدر منا جان کی بدنصیبی کا اور
بادشاہ بیگم کی کم قسمتی کا بیان زبان خلائق پر ہی یعنی یہ فرزند بادشاہ کا
بخطاب فیع الدین حیدر محمد مہدی مرزا فریدون بخت بہادر جو خاص شاہزادہ
ہوتا ہی معروف تھا اور حیات بادشاہ کے بے سخن مراتب اور سیامان

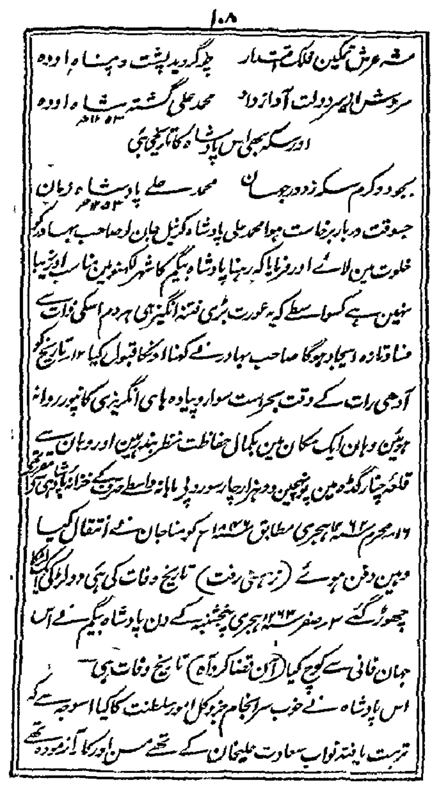


محمد علی شاه

رہتا تھا اور بوجہ اس بات کے کہ پادشاہ کو اُنسے ملال کمال حاصل تھا پادشاہ بیگم
کے ساتھ تھا وہ پرورش کرتی تھین بادشاہ نے طیش مین اکر
مغضوب اور عاق کرکے باجراء اشتہار فرزندی سے خارج کردیا اوسکی
سلطنت کے حق مین یہ وجہ سرکار کو چشم پوشی کی ہوئی یہ انقلاب بہت
بڑا ہوا فقط

بیان حال ریاست نصیر الدولہ محمد علی شاہ پادشاہ

ابو الفتح معین الدین سلطان زمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ پادشاہ عم حقیقی
پادشاہ مغفور یعنی فرزند نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ کو صاحب کلان بہادر
نے بعد دستخط کاغذ مذکورہ کے نظر بندی سے نکال کر بتشفی تمام اپنے
پاس بٹھایا اور حکم دیا کہ وہ مکان تخت گاہ شاہی جلد صاف و آراستہ ہو
معاً کارپردازان نے لاشین تو دریا مین پھینک دین اور مجروحون کو وہان سے
دور کرکے ایوان شاہی کو پاک کیا ۸ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ ہجری کو پہر دن
چڑھے صاحب کلان بہادر نے روبرو افسران فوج کے محمد علی شاہ کو
۶۰ برس کے سن مین تخت نشین سلطنت فرمایا اور تاج شاہی حسب آئین
سر پر رکھکر بادشاہ اودہ اپنی زبان سے کہا تو مین مبارکبادی حسب ضابطہ
سرانجام نذرین گذرین خلعت ہوئے خاص و عام کو طمانیت حاصل ہوئی
تاریخ تخت نشینی یہ ہے



شہ عرش تمکین فلک اقتدار   چو گردید پشت و پناہ اودہ
سروشش ازین سر دولت آواز داد   محمد علی گشتہ شاہ اودہ ١٢٥٣ھ

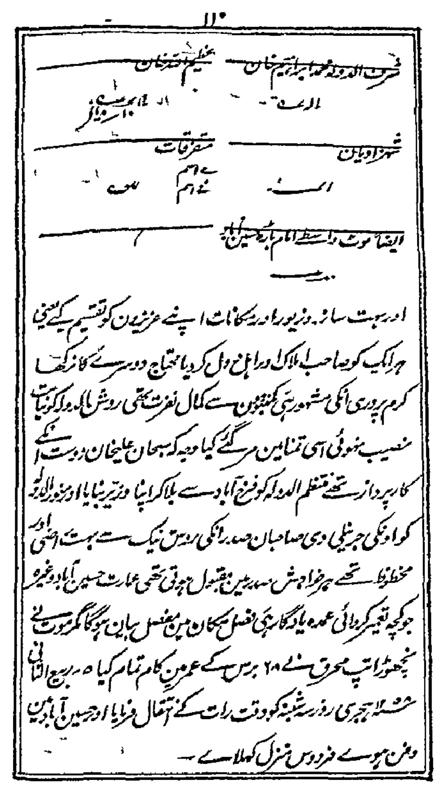
اور سکہ بھی اس پادشاہ کا تاریخی ہی

بجود و کرم سکہ زد در جہان   محمد علی پادشاہ زمان ١٢٥٣ھ

جس وقت دربار برخاست ہوا محمد علی پادشاہ کرنیل جان لو صاحب بہادر کو
خلوت میں لائے اور فرمایا کہ رہنا پادشاہ بیگم کا شہر لکھنؤ میں مناسب اور زیبا
نہیں ہے کسواسطے کہ یہ عورت بڑی فتنہ انگیز ہی ہر دم اسکی ذات سے
فساد تازہ ایجاد ہوگا صاحب بہادر نے کہنا اونکا قبول کیا ١٠ تاریخ کو
آدھی رات کے وقت بحراست سوار و پیادہ ہای انگریزی کانپور روانہ
ہوئیں وہان ایک مکان میں بکمال حفاظت نظر بند ہین اور وہان سے
قلعۂ چنار گڈھ میں پونچین دو ہزار چار سو روپے ماہانہ واسطے صرف کے خزانہ پادشاہی سے مقرر ہوا
١٧ محرم سنہ ١٢٦٢ ہجری مطابق سنہ ١٨٤٦ع کو مناجان نے انتقال کیا
وہین دفن ہوئے (زہے حق رفت) تاریخ وفات کی ہی دو لڑکی اُنکا یادگار
چھوڑ گئے ٣ صفر سنہ ١٢٦٣ ہجری پنجشنبہ کے دن پادشاہ بیگم نے اس
جہان فانی سے کوچ کیا (آن قضا کرد آہ) تاریخ وفات ہی
اس پادشاہ نے خوب سرانجام جزو کل امور سلطنت کا کیا اسوجہ سے کہ
تربیت یافتہ نواب سعادت علیخان کے تھے مسن اور کار آزمودہ تھے

برادرپروری اور رفقا نوازی نے رونق پائی انتظام وزارت ملک کا بھی باحسن الوجوہ ظہور مین آیا آمدنی کا بھی انتظام ہوا زر کثیر اپنے عہد سلطنت مین جمع کیا اور باوجود ضعف و پیری اور کثرت امراض کے ہر جزو و کل کار سلطنت کا خود کرتے تھے اس بادشاہ کے وقت مین صورت برہمی کار سلطنت مبدل بخوش اسلوبی ہوئی لیکن باوجود اس بیدار مغزی کے نمک حرامون نے وہ کام کیا کہ باہم متفق ہوکر تنخواہ رسالون اور پلٹنون کی دو دو اور تین تین جگہ وصول کی اوسی رسالہ اور پلٹن کی تنخواہ جمخرچ سلطانپور مین مندرج اوسی رسالے پلٹن کی تنخواہ کاغذ خیرآباد مین اور اوسی کی تنخواہ علاقہ گونڈہ و بہرایچ مین اور اوسی کی تنخواہ بخشیگری لکھنو مین پڑتی تھی لاکھون کا تغلب ہوتا تھا سچ ہی جب کار پرداز ہی یہ کام کرین بادشاہ کیا کرے خلاصہ یہ کہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا کسی کام خیر کے انتظام وغیرہ مین بند تھا لاکھون روپیے درگاہ حضرت عباس کی ترمیم مین صرف کیے اور درستی نہر اور روضہ حضرت حُر کی طیاری مین خرچ کیے اور ہزار روپیہ مہینا اون ہندی لوگون کے واسطے مقرر کیا کہ جو کربلا مین زیارت کو جاتے ہین اور متوسلونکو بواسطہ صدر یہ وثیقہ بطور وظیفہ مقرر کیا

صاحبان محل نواب ملکہ جہان فخر الزمانیان شہزادے اور اونکے محل
سلطان آرا بیگم
بیگ اسم
[illegible] اسم [illegible]



شرف الدولہ محمد ابراہیم خان	عظیم اللہ خان
[illegible]	[illegible]
شہزادیان	متفرقات
[illegible]	[illegible]

ایضاً موت واسطے امام باڑہ حسین آباد

اور بہت سا زر و زیور اور مکانات اپنے عزیزون کو تقسیم کیے یعنی
ہر ایک کو صاحب املاک و راضی دل کر دیا محتاج دوسرے کا نہ رکھا
کرم پروری انکی مشہور ہے کمینون سے کمال نفرت تھی روش بالا و اکونا
منصب منوئی اسی تمنا مین مر گئے کیا وجہ کہ سبحان علیخان دوست اکے
کارپرداز تھے منتظم الدولہ کو فرخ آباد سے بلا کر اپنا وزیر بنایا اور منور الدولہ
کو انکی جرنیلی دی صاحبان صدر انکی روش نیک سے بہت اچھی اور
محظوظ تھے ہر خواہش سرکار مین بقبول ہوتی تھی عمارت حسین آباد وغیرہ
جو کچھ تعمیر کروائی عمدہ یادگار ہے فصل مکان مین مفصل بیان ہوگا مگر موت نے
نچھوڑا آپ محرق سنے ۲۰ برس کے عمر مین کام تمام کیا ۵ ربیع الثانی
سنہ ۱۲۵۸ ہجری روز سہ شنبہ کو وقت رات کے انتقال فرمایا اور حسین آباد مین
دفن ہوئے فردوس منزل کہلائے —



امجد علی شاہ

کرنیل جان لو صاحب بہادر اور کرنیل کالفیلڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے
نائب روشن الدولہ اور منتظم الدولہ اور ظہیر الدولہ اور منور الدولہ اور پیشدست
شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اور انکے عہد مین فوج ۳۲ ہزار پیادہ اور
تین ہزار سات سو سوار اور ملک کی آمدنی ایک کرور پچاس لاکھ روپیہ
کی تھی تاریخ وفات، رفت شاہ اودہ بملک تقدس ۱۲۵۸ھ
لیکن کبر سنی کی وجہ سے حواس مین خلل تھا سارے کاروبار [illegible]
کے مشورے سے طے ہوتے تھے اور انکی سلطنت مین کوئی بات
جدید نہین ہوئی۔

بیان حال ریاست امجد علی بادشاہ

ابو المظفر مصلح الدین ثریا جاہ سلطان عادل خاقان زمان محمد امجد علی بادشاہ
۴۳ برس ۶ مہینے ۲۰ دن کے تھے ۵۔ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ ہجری منگل کے
دن تخت نشین ہوئے رسمین معمولی عمل مین آئین تاریخ جلوس کی راجہ
الفت رای بخشی نے کہی۔

شاہ فلک مرتبہ امجد علی	مہر سما شرف انجم سپاہ
دادہ عدل چو نوشیروان	ثانی دارا و سکندر بجاہ
ناصر دین دافع کفر و ظلام	دادرس عالم و ظل الہ
پنجم از ماہ ربیع دوم	ساعت فرخندہ بوقت پگاہ

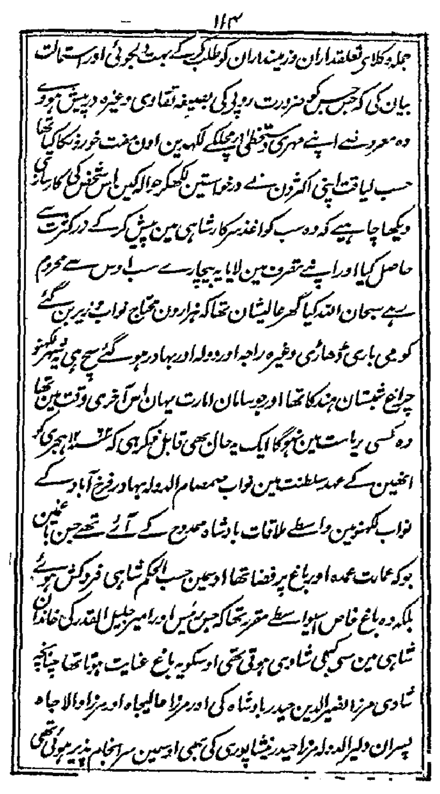
ساختہ بر تخت خلافت جلوس — از مدد سبط رسالت پناہ
ساختہ الفت پی تاریخ فکر — تا بورش بار دران بارگاہ
مصرعہ برجستہ زہاتف شنید — تاج و اورنگ مبارک بشاہ ۱۲۵۴ھ

اور سکہ اس پادشاہ کا یہ جاری تھا

در جہان زد سکہ شاہی بتائید الٰہ — ظل حق امجد علی شاہ زمن عالم پناہ

یہ پادشاہ کمال دیندار خدا پرست اپنے مذہب کی ترقی بہت مد نظر تھی
عدالت کا کام سلطان العلما اور سید العلما کو سونپا اور انکے عہد مین
سلطان العلما کا کمال درجہ دبدبہ تھا اہل ہنود اور سنت جماعت کے
عروج پر حسد کرتے تھے کتنے ہندو مسلمان اور کتنے سنی شیعہ ہو گئے
بازار اس امر کا گرم رہا زر زکوۃ شاہی ہر برس سلطان العلما کو سرکار شاہی
سے ملتا تھا وہ اپنی راے پر جسکو چاہتے تھے تقسیم کرتے تھے
مخنث یعنی ہیجڑے بکار نکرین اور جہان جہان اس شہر مین بستے تھے انکے
حکم سے نکالے گئے اسکے اہل کے بعد بیچارے خانمان برباد آباد
ہوئے اور مدرسہ شاہی کی بنیاد اور صدر کی تکمیل انکی سلطنت مین ہوئی پل آہنی
بنوایا شرف الدولہ کہ عہد ولیعہدی مین نظرون سے گرے تھے انکو بعد
تین مہینے کے عہدہ وزارت سے موقوف کیا اور امین الدولہ امداد حسین خان
کو خلعت نیابت دیا اور پیشدستی کے عہدے پر اکبر علیخان نواب امیر الدولہ

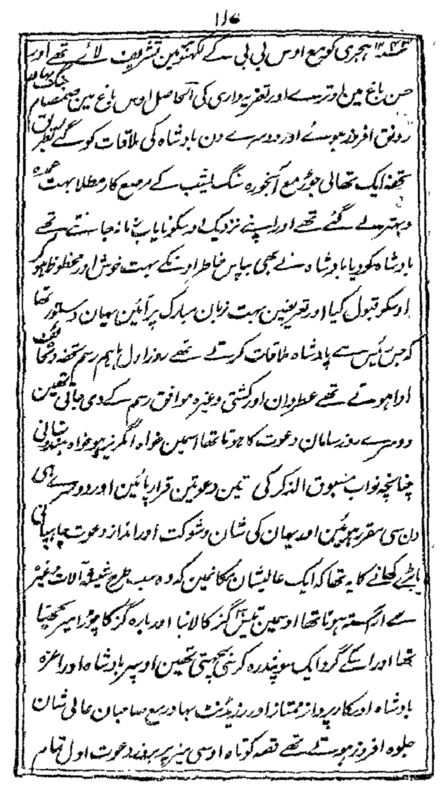
کے بیٹے کو مامور کیا اور دیوانی بشیر الدولہ بہادر کی چلی آتی تھی وہی بدستور
رہی اور سید عنایت علیخان معین الدولہ جو بادشاہ کے ماموں تھے اونکو
ملک کی نظامت اور امور سلطنت کے مشورے کے لیے مقرر کیا بعد وفات
اکبر علیخان قطب الدین حسن خان کو پیشدستی وزارت کی ملی اور بعد انکے
معین الدولہ کو یہ عہدہ نصیب ہوا لیکن امین الدولہ اور معین الدولہ مین صورت
ناموافقت کی ظہور مین آئی لوگون نے بادشاہ کا دل امین الدولہ کی
طرف سے باتون مین پھیر دیا کدورت نے یہ دن دکھایا کہ امین الدولہ
ناچار ہو کر مستعفی ہوے اور گھر بیٹھے مگر معین الدولہ کو عہدہ وزارت
نصیب نہوا منور الدولہ بہادر کانپور مین تھے بلا آئے خلعت وزارت کا
اونکو دیا گیا کئی مہینے معین الدولہ کاروبار سلطنت مین مصروف رہے
مگر چاہ کنندہ را چاہ درپیش یہ بھی بادشاہ کی نظرون سے گرے دلمین
میل آیا یہ بھی گھر بیٹھے اب منور الدولہ تنہا کاروبار سلطنت کا کرتے رہے
چونکہ آرام طلب تھے خفیف بات دن کی گوارا نہوئین عہدے سے
معزول ہوئے پھر امین الدولہ بہادر اپنے عہدہ وزارت پر بدستور
قائم ہوئے نواب حامد علیخان اعتماد الدولہ کے خویش کو سررشتہ
پیشدستی کا ہوا انکے بعد سعید الدولہ علی محمد خان فرزند میر بندہ علی کے
پیشدست ہوئے سعید الدولہ عجب مرد چالاک تھا ایکدن جلسہ بارمین



جملہ وکلای تعلقداران و زمینداران کو طلب کر کے بہت دلجوئی اور استمالت
بیان کی کہ جس جس کو ضرورت روپیہ کی بصیغہ تقاوی وغیرہ در پیش ہووے
وہ معروض اپنے مہری و دستخطی پر چلکے لکھے مین اون مفت خوروں کا کیا تھا
حسب لیاقت اپنی اکثرون نے درخواستین لکھکر دالکین اس شخص کی کارسازی
دیکھا چاہیے کہ وہ سب کاغذ سرکار شاہی مین پیش کر کے در کثرت سے
حاصل کیا اور اپنے تصرف مین لایا یہ بیچارے سب اوس سے محروم
رہے سبحان اللہ کیا گھر عالیشان تھا کہ ہزارون محتاج نواب وزیر بن گئے
کوٹھی باری ڈھاڑی وغیرہ راجہ اور دولہ اور بہادر ہو گئے سچ ہی یہ شہر لکھنو
چراغ شبستان ہند کا تھا اور جو سامان امارت یہان اس آخری وقت مین تھا
وہ کسی ریاست مین نہوگا ایک یہ حال بھی قابل ذکر ہی کہ ۱۲۴۰ ہجری کو
انھین کے عہد سلطنت مین نواب صمصام الدولہ بہادر فرخ آباد سے
نواب لکھنو مین واسطے ملاقات بادشاہ ممدوح کے آرہے تھے جن کا عین
جو کہ عمارت عمدہ اور باغ پر فضا تھا اوسمین حسب الحکم شاہی فرودکش ہوئے
بلکہ وہ باغ خاص اسیواسطے مقرر تھا کہ جب کسی امیر جلیل القدر کی خاندان
شاہی مین سے کبھی شادی ہوتی تھی اوسکو یہ باغ عنایت ہوتا تھا چنانچہ
شادی مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ کی اور مرزا عالیجاہ اور مرزا والاجاہ
پسران دلیر الدولہ مرزا حیدر کی شادیون کی بھی اوسمین سرانجام پذیر ہوئی تھی

اکثر اسیطرح عائد کو عنایت ہوتا تھا اور رئیس تازہ وارد بھی اوسمین اوتارا
جاتا تھا چنانچہ کارن صاحب بہادر سوداگر جاگیر دار کوڑیا کاس گنج کے بھی
زمانہ نصیر الدین حیدر مین وارد شہر ہوئے اونکو بھی بسبب اعزاز و اقتدار
کے بذریعہ پرچہ پیام میجر جان لو صاحب بہادر کے یہ باغ عنایت ہوا تھا
اسی باغ مین صاحب موصوف نے لاکھہ روپیہ صرف کر کے محرم مین
تعزیہ داری بڑی دھوم سے کی تھی وجہ اس تعزیہ داری کی یہ تھی کہ انکی
بی بی مسلمان تھی اور سکو کمال چاہتے تھے لہذا یہ خرچ گوارا کیا تھا
اور وہ بی بی بنت مرزا سلیمان شکوہ بہادر پسر محمد شاہ بادشاہ کی تھی اور
سبب اس بی بی کا انکے پاس آنے کا یہ ہوا کہ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ جلیل
تھے زمانہ بادشاہ غازی الدین حیدر خلد مکان مین یہان تشریف لائے
تھے بادشاہ نے کمال ونکا اعزاز کیا اور مکان رہنے کو اونکے واسطے
متصل سلی گارد تانکیہ جھم سرشک لب دریا کئی لاکھ روپیہ صرف کر کے
بنوا دیا تھا دس ہزار روپیہ ماہواری اور دو ہزار روپیہ میوہ خوری کے لیے
مقرر کر دیا تھا بعد دلجوئی اور خاطر داری کے اپنے فرزند ولیعہد نصیر الدین حیدر
کی شادی کا اونکی لڑکی کے ساتھ پیغام دیا چنانچہ بعد شرائط مرزا سلیمان شکوہ
نے وہ شادی منظور کی چنانچہ بڑی بیٹی سلیمان شکوہ کی عقد نصیر الدین حیدر
مین آئی اس شادی ہونے سے غازی الدین حیدر بادشاہ نے

پچیس لاکھ روپیہ سکے نقد وجنس سے اونکے ساتھ سلوک کیا تھا بعد
چندروز کے نواب معتمد الدولہ وزیر بادشاہ نے دوسری بیٹی کے واسطے
اپنے فرزند کے ساتھ پیام شادی کا دیا مرزا سلیمان شکوہ بسبب طمع دولت
کے راضی ہوگئے شادی قرار پاگئی یہ خبر بادشاہ غازی الدین حیدر کو پہونچکر
آگ ہوگئے اور دونون سے اسقدر آزردہ ہوئے کہ جسکی شرح حد سے باہر
ہی یہان تک کہ مرزا سلیمان شکوہ کو اوسی دن شہر سے نکال دیا اور مکان
بھی اونکا کھدوا ڈالا بار بار یہ فرماتے تھے کہ ہم اس شاہزادے کو اچھا
ایسا سمجھتے تھے کہ مجکو بیٹی دے کر میرے نوکر کو اپنی بیٹی دے گا
سلیمان شکوہ جو یہان سے نکالے گئے قریب شاہجہان آباد کے پہونچے
اوس زمانے مین اکبر شاہ ثانی کا دور تھا اونھون نے جو یہ حال سنا
حکم دیا کہ ایسے شخص کا یہان آنا مناسب نہین چنانچہ سلیمان شکوہ وہان سے
پھر کر کوڑیا گاس گنج مین آئے طرح اقامت کی ڈالی گارڈن صاحب موصوف
نہایت دولتمند تھے اسکے دام طمع مین آکر شاہزادہ موصوف نے شادی
اوس لڑکی کی اوس صاحب کے ساتھ کردی اب عرصے مین غازی الدین حیدر
بادشاہ نے قضا کی اور سلیمان شکوہ نے وفات پائی یہان نصیر الدین حیدر
بادشاہ کو بھی اوس بی بی کے یہان آنے کی کمال تمنا تھی بذریعے
ریزیڈنٹ بہادر بادشاہ نے اجازت آنے کی دی صاحب موصوف



سنہ ۱۲۴۲ ہجری کو مع اوس بی بی کے لکھنؤ مین تشریف لائے تھے اور جنگ بہادر
حسن باغ میں وارد ہوئے اور تعزیہ داری کی آنحاصل اوس باغ مین صمصام
رونق افروز ہوئے اور دوسرے دن بادشاہ کی ملاقات کو گئے اور بطور
تحفہ ایک تھالی جوڑ مع آبخورہ سنگ یشب کے مرصع کار مطلا بہت عمدہ
و بہتر ملے گئے تھے اور اپنے نزدیک وسکو نایاب مانا جانتے تھے
بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بھی بپاس خاطر اونکے بہت خوش اور محظوظ ہو کر
اوسکو قبول کیا اور تعریفین بہت زبان مبارک پر آئین یہان دستور تھا
کہ جس کسی سے بادشاہ ملاقات کرتے تھے روز اول باہم رسم تحفہ و تحائف
ادا ہوتے تھے عطر و پان اور کشتی وغیرہ موافق رسم کے دی جاتی تھین
دوسرے روز سامان دعوت کا ہوتا تھا اسمین خواہ انگریز ہو خواہ ہندوستانی
چنانچہ نواب مسبوق الذکر کی تین دعوتین قرار پائین اور دوسرے ہی
دن سے مقرر ہوئین اور یہان کی شان وشوکت اور انداز دعوت جا بجا پانی
باٹرے کھانے کا یہ تھا کہ ایک عالیشان مکان مین کہ وہ سب طرح شیشہ آلات وغیرہ
سے آراستہ ہوتا تھا اوسمین تیس گز کا لانبا اور بارہ گز کا چوڑا میز رکھا
تھا اور اسکے گرد ایک سو پندرہ کرسی بچھی تھین اور سر بادشاہ اور امرا
بادشاہ اور کارپردازان ممتاز اور رزیڈنٹ بہادر مع صاحبان عالی شان
جلوہ افروز ہوتے تھے قصہ کوتاہ اوسی میز پر بعد دعوت اول تمام

برتن سح چلمچی و گلدان و حوض و فوارہ وغیرہ سب سنگ یشب کے مرصع کار
مطلا جواہر نگار رہتے اور کھانون کا کیا وصف بیان ہو کہ بادشاہی نعمتین
تھا وہ نواب اور سب حکام عالیشان یہ سامان دیکھکر متحیر تھے دوسرے دن
دوسرے مکان مین سامان ضیافت کا دیا ہوا اسمین بھی اسیقدر میز اور
جملہ برتن اوسی انداز سے جواہر نگار سنگ یشب کے صورت مین اور لگاکر
لگائے گئے تیسرے دن بھی اسیقدر سامان اوتنی ہی بڑی میز اور سب
برتن اوسی مقدار پر اور روزون سے نہایت تحفہ عمدہ خوبصورت باریک
کار جواہر نگار سنگ یشب کے مہیا تھے نواب ممدوح یہ سامان دیکھکر
اپنے دلمین سخت محجوب و شرمندہ ہوتے تھے شان خدا کو یاد فرماتے
تھے حاصل کلام بعد برخاست چاء پانی اور کھانے اور بعد رخصت
نواب ممدوح کے امجد علی شاہ بادشاہ نے مجد الدولہ بہادر مہتمم خزانہ
کو شجاعت سے بوجہ اس حسن انتظام کے نہایت خوشنود و محظوظ ہوے
اور زبان مبارک سے بہت تعریفین کین خلعت گرانبہا سے مخلع فرمایا
اوسوقت مجد الدولہ بہادر نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام اقبال
بادشاہ سے تیس برس تک کا اقرار کرتا ہے کہ اگر حکم ہو تو اسیطرح سے
ہر روز سنگ یشب کے برتن طرح طرح کے صورت مین سے لگایا کرے
اس امر مین بیان پر دوسرا خلعت دینگے رتبہ سے کہین زیادہ جلد سے

دیانت و امانت مین عنایت ہوا یہ فضول فیاضی ہمیشہ سے اس سرکار میں
رہی کچھ نئی نہین ہی — اور عوام انکو قدردانی اور واہ واہ کے بدلے
گھر لوٹ کھایا کارخانہ خدا ہین کہ اب وہی امجد علی شاہ کے فرزند
واجد علی شاہ بادشاہ کو ایک پشت کے بعد شاید ایک پھول دان بھی
سنگ یشب کا میسر ہو گا گرہان اون یشب خانون مین عوض ان ظروف
یشب کے اینٹو نکا ڈھیر البتہ نظر آتا ہی اس انقلاب و رزوال پر سخت حیرت کا
مقام ہی فقط — اوس زمانہ امجد علی شاہ مین وزیر الدولہ دلاور الملک مرزا
محمد حید علیخان بہادر فیروز جنگ یعنی والد علی جاہ والا جاہ کا بڑا اقتدار تہا
جو اس عمل انگریزی مین قضا کر گئے مشہور بلقب مرزا حیدر تھے اور انکے
لڑکو نکا ذکر اوپر آچکا ہی عمدہ رئیس تھے —
اور امجد علی بادشاہ کا حال کیا لکھا جا ہی اس بادشاہ کے عہد دولت مین
کوئی جدید بات نہین ہوئی اور مجتہد کا زمانہ رہا او سنجل اس بادشاہ کا
یادگار ہی ۱۲۶۳ھ ہجری مین ۲۶ ماہ صفر یوم پنجشنبہ پانچ بجے ۴۸ برس
پانچ مہینے ۱۲ دن کے سن مین بعارضہ سرطان آٹھہ دن کے درمیان مین
جہان فانی سے گذر گئے اور سید محمد خان رسالدار کی چھاونی مین مدفون
ہوئے جنت مکان لقب پایا تاریخ وفات کی منشی مظفر علی اسیر
استاد مؤلف سے یہ ہی

شاہ عادل نیک خصلت یک تیز نیک خو	ترک دنیا کردہ در لطف و پایان شد قلق
از سروش غیب پرسیدم چو تاریخ وفات	گفت شد امجد علی جنت مکان اہل حق

۱۲۶۳ھ

لاکھ روپیہ اوسکے مقبرے کی تعمیر اور امام باڑے کے خرچ کے واسطے تجویز کیے اپنے عہد میں نوٹ کے کا عملہ تفصیل سے مقرر کیے گئے -

دفعہ اول نوٹ کے [illegible]	نواب منصور علی ملکہ کشور [illegible]	مرزا جواد علی [illegible]	نواب امین الدولہ
[illegible]	[illegible]	حا ر	[illegible]
معین الدولہ	نواب [illegible] بہو	نواب امجد [illegible]	[illegible] بیگم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مہر شمس الدولہ	حسین [illegible] خان	دفعہ دوم نوٹ کے [illegible]	نواب تاج آرا بیگم
[illegible]	[illegible]	[illegible] لاکھ	[illegible]
جناب عالیہ [illegible]	نواب [illegible]	دفعہ سوم نوٹ کے [illegible] جو ذریعہ [illegible] صاحب عہد میں لیے گئے	نواب [illegible] اور متعلق
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیان ریاست واجد علی شاہ

۲۶ صفر ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء کو اورنگ نشین خلافت ہوئے تاریخ یہ ہی

شہ عدل پرور سلیمان حشم	فریدون رتبہ تخت شاہی نمود
زنگ ملک این و استدامت	کہ ملک رونق تاج شاہی فزود


واجد علی شاہ

ابتدای خلافت مین نواب امین الدولہ وزارت پر ممتاز تھے لیکن عہد
ولیعہدی سے بادشاہ کا مزاج انسے دربردہ مکدر تھا اسواسطے عہد تخت نشینی
سے خیال تھا کہ کسی دوسرے کو خلعت وزارت مل جاوے اس بادشاہ
کی عہد حکومت مین کئی باتین ظہور ہوئین جواب تک یاد ہین نواب امین الدولہ کا
سانحہ مولوی میر علی کا شہید ہونا ہنومان گڈھی کا دنگا اور فساد عیاشی
غفلت نالائق اہلکارون کا دخل تعمیر قیصر باغ امین الدولہ کا حادثہ
بہت مشہور ہے کہ بسواری بگھی دردولت پر آتے تھے وقت صبح
شیخ فضل علی احمد خان و غلام غوث خان وغیرہ پانچ جوان بدمعاش
سڑک گولہ گنج مین زیر دیوار امام باڑہ نواب ملکہ زمانیان و وجہ نصیر الدین حیدر
بادشاہ بگھی سے نواب کی لپٹ گئے اور اونمین سے دو شخصون نے
سجالا کی امین الدولہ کو بگھی سے اوتار کر زمین پر گرا دیا اور چھری سینہ پر
رکھدی اور تین آدمی قرابینین لیے ہوئے اونکے سر پر کھڑے
تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو کوئی پاس آئیگا ہم نواب کا کام تمام کرینگے
اسوجہ سے کوئی دست اندازی نکر سکتا تھا اس عرصے مین یہ خبر
عام ہوئی افسران فوج شاہی مع اراکین موقع واردات پر پونہچے
بڑے صاحب بہادر اور چھوٹے صاحب بہادر وغیرہ وہان آئے
سوای تالیف قلوب اور طمع زر کے کچھ بن نہ آئی ۷۵ ہزار روپیہ

صاحب کلان بہادر نے اونکو رخصتی کیا ذمہ دار ٹھہرے منگوا یا مگر
اصل مطلب وہ تھا معلوم ہوا اور طمع یقین آ گئی نواب مجروح کو رہا کیا
کہ امین اباد گئے تاریخ اوسکی تدبیر الدولہ منشی مظفر علی اسیر سے یہ تھی

بوقت کینہ او باشی چند با نواب — زمانہ گفت کہ یارب ذوالجلال بخیر
اسیر سال وقوع فساد گر در قم — رسیدہ بود بلای ولی مآل بخیر

۱۲۶۳ھ

چنانچہ وہ سب دیدہ ہاتھیون پر رکھکر پانچون بدمعاش سوار ہوتے اور
صاحب کلان بہادر کے ساتھ بیلی گارد مین گئے بحکمت عملی ہتھیار
اونسے لیے گئے گرفتار ہوئے چوتھے دن چار بجے کے بعد
اونکو اپنی کوٹھی سے نکال دیا دروازے پر ازدحام تھا اور سپاہی
سرکار شاہی جوق جوق جمع تھے جیسے وہ باہر نکلے گرفتار ہو نے
مارے گئے قید خانہ دیکھا اور نواب مجروح کا علاج ڈاکٹر لوکن صاحب
نے اس حسن تدبیر سے فرمایا کہ ۲۰ دن مین غسل صحت کیا دربار شاہی
مین آئے نذر دی خلعت معمولی سے سرفراز ہوئے خوش خوش گھر
گئے دوسرے دن چوبدار سلطانی نے زبانی انجم الدولہ کے حکم پہنچایا
کہ آپ عہدے سے معزول ہوتے سوا ایک مہینے کا اونکا انتظام اوس
کار دربار وزارت پر ہونا عطاے خلعت نواب نقی علیخان چچا سسر
بادشاہ کے نامزد ہوئے بعد تین مہینے کے خلعت وزارت پایا

جو کہ یہ بادشاہ نوجوانی مین بادشاہ ہوا دو ائین متقوی کھائین تقاضائے
شباب سے طبیعت مائل عیش ہوئی رفتہ رفتہ صحبت گانے بجانے
اور طوائف اور میراثی کی گرم ہوئی انجام افراط و تفریط عیش و عشرت کا
یہ ہوا کہ سوای محلات ممتازہ کے کئی بیگمین اور بیبیان زمرۂ متعہ اور نکاح
مین درائین اُنکے سوا جو طوائف گانے بجانے کی خدمت پر مامور
تھین وہ بوجہ ایجاد پسندی اور اختراعات شاہی کے بلقب پریان اور
پریون کے نام زد ہوئین ایک عالیشان عمارت بناکے موسوم قیصر باغ
کی جسمین سب بیگمات بڑے بڑے سامان اور ٹھاٹھ سے بعیش و
عشرت رہتی تھین ہر ایک بیگم کا انکو کہہ اور بنرالاخطاب اور لقب ہوش ربا
اور نام دلربا تھا اسیطرح بھڑوے اور میراثی بھی خوشامد اور لگاوٹ سے
دخل اور قرب پیدا کر کے دولہ اور نواب اور بہادر کے خطاب سے
مخاطب ہوئے اور لکوکہا روپیہ پیدا کر کے مالامال ہو گئے مگر یہ سب
کمینے اور نالائق تھے چند خواجہ سرا ان سے موافق اسلاف شاہی کے
عروج اور مرتبہ بلند پایا انمین سے مثل حاجی دیانت الدولہ اور حاجی مربی الدولہ
کئی خواجہ سرا لائق اور وفادار با منش تھے اور علاوہ عیش دوستی
اور ایجاد پسندی اور تکلفات کے اس بادشاہ کو کچھ مرض مثل مالیخولیا وغیرہ
بھی تھا معہذا بقول حافظ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو نفی حکمت مکن از بہر اعام چند

چند اوصاف اس بادشاہ کے قابل ذکر کے بھی ہین گو یہ بادشاہ اعتقاد
میں تھا مگر موافق مذہب شیعہ کے سب عورتین نکاحی اور متاعی تھین
سِوے اسکے کسی عورت نامحرم سے اس بادشاہ نے مقاربت نکی اور
نہ کسی کو جبر سے بیگم بنایا آپ کثرت عیش و عشرت اور عالم جوانی اور
سلطنت پر نماز پنجگانہ مین سے کوئی نماز قضا نہین ہوئی یہ حکم تھا کہ
اب بھی ہر کہ اگر صبح ہوتے بھی ہم سو جائین تو بھی زبردستی بے خوف
خطر آکر پاس لوگ سب جگا دینا چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہی اور کبھی نماز اور تلاوت قضا
اور ترک نہین ہوتی ہی — این کار از تو آید و مردان چنین کنند —
یہ بادشاہ اسقدر رحم دل اور رقیق القلب ہی کہ باوجود اس قدر سلطنت
اور زور و زر کے اس سن شباب مین کسی پر طیش اور بیرحمی نہین کی بلکہ
گالی تک کبھی زبان پر نہین آئی نہ کسی ماخوذ اور مخالف کو ظلم سے ستایا
نہ کسی کی جان لی — باوجود اس سلطنت اور جاہ و حشمت و شباب کے
اس بادشاہ مین غرور و نخوت جس سے ہزارون مین بھی کوئی امیر خالی
نہین ہوتا اسکو نہ تھا مصرعہ گر بدولت برسی مست نگردی مردی جیسے
یہ بڑی نعمتین خداداد تھین ویسے ہی غفلت اور عیش کا عیب بھی تھا
مگر وہ اپنی ذات کے واسطے تھا بے عیب ذات خدا کی ہے چنانچہ
اب بسبب اعتدال تمام جوانی اور سن کے بہ نسبت سابق بہتر بھی ہے اور

زمانہ مین جواب خیال بھی ہوتی جاتی ہین - یہ بادشاہ عادل تھا کبھی موافق
اور مخالف یا امیر یا بیگانہ کی عدل مین رعایت نہین کی یون ہندستانی
سرکار کے اہلکار جو اپنے اپنے کام کے مالک اور معمول جلیبہ ہوتے تھے
اگر اونمین سے کوئی حق تلفی کی تو اونکے نصیب ایک عدل بادشاہ کا
جو مقدمہ میر نیاالہامی مکان میر مہدی حسن متخلص بہ شمشیر داروغہ عمارت سلطانی
بمقابلہ امانی بیگم داروغہ سرکار نواب مخدرۂ عظمی ظہور مین آیا اور بادشاہ نے
عدالت فرمائی وہ مثنوی درۃ التاج مین نظم ہی - اول سال جب یہ بادشاہ
تخت نشین ہوئے یہ منظور تھا کہ تمام علاقجات قلم و سلطانی حضور تحصیل
ہوجائین زمیندار اور تعلقدار اپنے محلا کی معرفت زر آمدنی داخل خزانۂ
سلطانی کیا کرین ناظم اور چکلہ دار موقوف ہوجائین کہ یہ علاقون پر جاکر
زیادہ ستانی اور تنگ طلبی کرتے ہین رعیت تباہ اور نقصان سرکار بھی
ہوتا ہی لیکن اہلکارون سے کہ اونکی حاصلات لاکھون روپے کی جاتی تھی
اس حکم کو جاری نہونے دیا آغاز مین جو کبس نقری تیرون پر بنام مستقلہ بالا
ہمراہ رکاب سرکار بادشاہ رہتے تھے دستخط اپنی عرضداشتین اونمین
ڈالدیتے تھے اور اوسکو بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھولکر حکم لکھتے تھے
اور طبیعت بھی نہایت رسا اور چالاک تھی ترتیب فوج بھی بآئین تازہ ہوئی
تھی یعنی قانون رزمیہ زبان فارسی مین موجد طبع عالی تھا رجمنٹ اور

باسنٹ کے دو رسالے اور اختری اور نادری دو پلٹنیں لنگڑوں کی بموجب
ہدایت اور تعلیم بادشاہ کے کام کرتی تھیں بادشاہ آپ قواعد لیتے تھے
اور روش اور بول چال سکھاتے تھے ایکدن نواب علی نقی خان نے
عرض کی کہ یہ امر خلاف مزاج صاحب رزیڈنٹ بہادر کے ہے لہذا بادشاہ
نے بالکل اس طرف سے کنارہ کیا اور ایک میلہ قیصر باغ میں جوگی کا مقرر کیا
بحکم سلطانی تھا سو ذیقعدہ ۱۲۶۶ ہجری کو ہوتا تھا لہذا چھوٹے بڑے
لڑکے بوڑھے امیر غریب جوگیا لباس پہنے ہوئے شریک میلہ ہوتے تھے
وجہ یہ تھی کہ سفید پوش اندر قیصر باغ کے جانے نہ پاتا تھا رنگریز امیر ہو گئے

تاریخ میلہ

بقیصر باغ چون سلطان عالم — نمودہ میلہ رنگین و نادر
بپی تاریخ این فرخندہ جلسہ — ندا آمد نشاط افزای خاطر
۱۲۶۶ھ

اس میلے کا سامان اور تکلفات اور آرایش قیصر باغ اور جو جو جلسے
کسطرح بیان میں نہین آسکتے جسطرح کا بازار دوکاندار اودی رنگ
کے تھے اور بنیاد اس میلے کی یہ تھی کہ واجد علیشاہ کی چھٹی کی آرزو میں
اونکی ماں نے لڑکپن میں جوگیا لباس پہنایا تھا اور یکی سالگرہ اس
لباس سے ہوتی تھی بادشاہ نے عہد سلطنت میں میلہ قرار دیا اور
بادشاہ کا تخلص اختر تھا آفتاب عشق دریای تعشق بحر الفت اور چند دیوان

اور مثنویات اور رسالہ موسیقی وغیرہ تصنیف اور تالیف پادشاہ کی مطبع
سلطانی مین چھپی تھی اور پادشاہ کے پانچ شاہزادے بھی اس طرح مین

ملکہ مخدرہ عظمی نواب بادشاہ محل صاحبہ عرف خاص محل سے
سہ فرزند

اول مرزا نوشیروان قدر محمد حیدر علی بہادر جو دیوانے مشہور تھے

دوم فلک قدر مرزا جاوید علی بہادر

سوم کیوان قدر مرزا محمد حامد علی بہادر

چہارم ملکہ ملک تاج آرا نواب مستورہ محل صاحبہ سے
یک فرزند

فریدون قدر مرزا ہزبر علی بہادر

پنجم نواب حضرت محل صاحبہ سے
یک فرزند

برجیس قدر مرزا محمد رمضان علی بہادر

پہلے مرزا جاوید علی بہادر ولیعہد ہوئے ڈھائی برس کے بعد پھر مرزا محمد حامد علی
ولیعہد ہوئے اور مرزا محمد ہزبر علی بہادر جنیل سے ان بادشاہ کو
نوابصاحب سے کمال محبت تھی اکثر گدو گھاٹ مین نوابصاحب کے
مکان پر تشریف لیجاتے تھے اور دو دو دن چار چار دن وہان رہتے
اون نوابصاحب کی کتخدا دو بیٹیان تھین ایک بیٹی کی شادی نواب محسن الدولہ
بہادر کے فرزند کے ساتھ بڑی دھوم سے ہوئی اور دوسری بیٹی کا

کہ نواب اختر محل صاحبہ خطاب سے پادشاہ کے ساتھ عقد ہوا بڑی دھوم
اور رونق تھی روشنی نواب کے مکان تک کہ تخمیناً چار میل کا فاصلہ
ہی دو رویہ ٹٹر روشنی کے منصب تھے اسکے پیچھے آتشبازی جابجا موجود تھی یعنی بڑے
بڑے دروازے روشنی کے سڑک پر سرخ کپڑے اور گوٹے لگے چھجے
سے منڈھے تھے اور عمدہ عمدہ ٹٹیاں آرائش ابرک کی برنگ برنگ
گلکاریاں بنی ہوئی لگیں تھیں کہ جس سے وہ عالیشان پر تکلف معلوم
ہوتا تھا اور نواب صاحب کے مکان عالیشان میں ہر چہار طرف دریا کے اس پار
اور اس پار کمال روشنی کی دھوم تھی اور آتشبازی ہر قسم کی آرائش سے
زیادہ امیروں کے خیمے خانہ باغ میں جابجا نصب تھے محفل رقص و سرود و کشتی نیز
اور خیمہ میں گم تھی سامان ہر ایک جلوس شاہانہ قابل دید تھا کہ جسکا شمہ بیان سے
باہر ہے ۔ ۱۸۴۷ء میں عہد سلطنت واجد علی شاہ میں نواب گورنر
جنرل لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر بعد فتح ملک پنجاب جب لکھنؤ میں رونق افروز
ہوئے تو بادشاہ کی ملاقات سے البتہ خوش ہوئے اور ملک کی
بے انتظامی سے شاکی ہو کر بادشاہ سے فرمایا کہ کرنیل جان لو صاحب
سابق رزیڈنٹ نے اس ریاست سے عہد کیا تھا کہ درصورت فتور
و بے انتظامی اہالی سرکار انگلشیہ اس ملک کو قبضہ تصرف میں لاویں گے
اور جو منافع کہ بعد اخراجات بچیگا حوالہ خزانہ شاہی ہوا کریگا لیکن

حکام ولایت کے نزدیک یہ تجویز ناپسندیدہ ہوئی اور اوسکو عرصہ دراز نہ
ہوچکا اب تک سرکار انگریزی کو انواع و اقسام کی مراعات اس ریاست کے
ساتھ مرعی تھی باوجود اسکے اب تک کچھ بندوبست نہوسکا اسپر بادشاہ
نے عذر کیا کہ اور دو برس کی مہلت چاہیے باایں ہمہ یہاں تو وہی عید
شب برات خواب غفلت بدستور رہا دو برس کیا کئی برس
ٹل گئے پھر ولایت سے تحریک ہوئی کرنیل سلیمن صاحب بہادر ریزیڈنٹ
اودھ نے اس ریاست کا حال مفصل و مشرح تحریر فرمایا چنانچہ حسب تحریک
گورنمنٹ اور ایمای بادشاہ کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے دورہ فرماکر ایک
رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی اور اسوقت سے اس بارہ میں متواتر تحریرات
فیمابین گورنر جنرل بہادر اور شاہ اودھ کے رہیں چنانچہ اوسی رپورٹ
کے مطابق سے بے سروسامانی معلوم ہوئی حکام ولایت کو ایما ہوا
کہ شاہ اودھ اور اوسکے خاندان کے وظائف مقرر ہوں اور انتزاع
سلطنت عمل میں آوے چنانچہ کارپردازان گورنمنٹ نے بجا آوری
اس حکم کی کی بعد سلیمن صاحب کے جنرل اوٹرم صاحب ریزیڈنٹ لکھنؤ
ہوئے اونھیں کے زمانے میں مولوی امیر علی صاحب شہید ہوئے
اس معرکے کا بہت طول ہے یہاں بھی مختصر کہ بیٹھے بٹھائے حمیت
مذہبی سے مولوی صاحب آمادہ استیصال ہنومان گڑھی کے ہوئے

اور اکثر دستکار و امرا و اشخاص بد وضع اور شہر کے نا عاقبت اندیشون
کی بھی حالت بدہی تو مشہور تھی ہر چند اراکین سلطنت شاہی نے بہت کچھ
سمجھایا نہ مانا آخر کار ضلع دریاباد کے مقام پر ہندوؤن اور مسلمانون کا معرکہ
ہوا کہ جسمین فوج شاہی نے واسطے فرو کرنے اس بلوے کے کوشش کی
مفسدہ کی آخر کار جب مولویصاحب نے نہ مانا تو اوپر فوج شاہی نے
قافیہ تنگ کیا اور اوسپر بہ وجہ تعمیل حکم اور کچھ مصلحت وقت کر کے بھی
تعصب سے جو جمعیت کثیر مجتمع تھے مقابلے مین دراے اور مولویصاحب
اور بہت سے اونکے پیرو اور ہمراہی اس معرکے مین شہید ہوے
آخر زمانہ بادشاہ مین یہ معرکہ بھی اونکی بے انتظامیون پر بڑی
دلیل ہوگیا غرض تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہی دہونا آخر الامر
۷ فروری ۱۸۵۶ع حسب الایماے حکام ولایت بموجب حکم گورنمنٹ کے
سپاہ جرار گورہ و ہندوستانی کا پورے آکر لکھنؤ کا محاصرہ کیا اور
جنریل آوٹرم صاحب بہادر نے دولتسراے سلطانی پر جاکر بادشاہ کو
منشاء حکم سے اطلاع دی بادشاہ نے مصلحتاً حکم سرکاری کو تسلیم
کیا اور اسیوقت احکام قلمرو مین جاری کراے گئے کہ آج کی
تاریخ سے اس ملک پر قبضہ سرکار انگلشیہ ہوا غرض باطاعت شاہی
جملہ اراکین و توابع و راجگان و زمینداران وغیرہ نے فرمان طاعت کی قبولی کی

اوس شہر کے رؤسا و امرا بلکہ اکثر ارا کین سلطنت اسوقت تک خواب
غفلت مین محض بیخبر تھے جبکہ فوج سرکار نے لکھنؤ کا محاصرہ کیا اگرچہ
بادشاہ کو غربت گورنمنٹ سے اطلاع تھی بلکہ اہلکاران نالائق نے
والی ریاست کے دل پر یہ بات نقش کا لحجر کی تھی کہ سلطان عالم ہم
خیر خواہون نے ولایت مین سب بندوبست کر لیا ہی گورنر جنرل
اور دیگر حکام کیا ہین غرض ہمیشہ سبز باغ تزویر دکھاتے رہے
وقت انتزاع سلطنت محلات شاہی مین جو کہرام مچا وہ بیان نہین
ہو سکتا شہر مین گھر گھر ماتم تھا سارے شہر مین ہلچل تھی کہ کیا سے
کیا ہو گیا عبرت و حسرت کے سوا کیا تھا۔ مادۂ تاریخ یہی

مرگ انبوہ بہ از جشن نشاط دارد

غرۂ جمادی الثانی سنہ مذکور کہ ابتدای برہان الملک سے آ تک
ایک سو چالیس برس ہوتے ہین عمل انگریزی اودھ مین ہوا۔
القصہ جب سلطنت ارا کین سلطنت کے دلون مین خداوند تعالیٰ کے
نے یہ ولولہ ڈالا کہ رہا سہا جو کچھ باقی ہی اوسکا بھی خاتمہ بالخیر ہو
سب اہلکارون نے بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ ولایت مین تشریف لیجا کر
حضور ملکہ معظمہ سے داد جوئی کیجاوے ہرچند اس امر کے واسطے
بادشاہ کے عزیزون اور ارا کین سے ولایت جانے کے واسطے

کیا کم تھے لیکن تقدیر کا اتفاق ایسا ہی تھا کہ لکھنؤ کی رونق اور سلطنت کا
نام بھی مٹ جاوے غرضیکہ یہ تصمیم ٹھہر گئی بالآخر میرزا محمد جواد علی بہادر برادر خورد
میرزا ولیعہد بہادر و جناب عالیہ و محلات وغیرہ بامید استرداد ملک موروثی
بصوابدید نواب منور الدولہ بہادر روانہ کلکتہ ہوئے مہاراجہ ایشری سنگھ بہادر
رئیس بنارس بگذرانیدن نذر لائق اور مہمانداری سے جو شایان حمیت
اور ریاست کے تھا ایسے پیش آئے کہ قیامت تک یادگار رہیگا اور
وہاں سے بادشاہ بعد طی راہ دریا ۴ شوال سنہ ۱۲۷۲ھ کو کلکتہ میں پہونچکر
کوٹھی بادہ برج واقع میٹیا برج میں مقیم ہوئے اور اکثر [illegible]
شاہی مثل انجم الدولہ بہادر و حسام الدولہ و فتح الدولہ محمد رضا برق بتدریج
پہونچے مع شہر کو گئے جناب عالیہ متعالیہ اور میرزا سکندر حشمت بہادر اور
میرزا ولیعہد بہادر مع مسیح الدین خان ساکن کاکوری خیر خواہ کے واسطے واپس
یالکہ حشمت سلطنت کے بسواری جہاز روانہ لندن ہوئے اور بعد طے
منازل راہ دریای شور منزل مقصود پر پہونچے بھی گو ہنوز مقصود ہنوز ہاتھہ
نہ آیا تھا کہ آتش فساد بغاوت فوج باغی سرکار کی مشتعل ہوئی اسی عرصے میں
میرزا سکندر حشمت و جناب عالیہ متعالیہ بقضائے الٰہی بعد حسرت ناکامی پیرس میں
راہی ملک عدم کے ہوئے۔

قطعۂ تاریخ

جناب عالیہ رشک مریم و بلقیس — بہم سکندر حشمت بہادر دیجاہ
چو ارتحال نمودند در سواد فرنگ — دو چند گشت بعالم ظہور حسرت و آہ
دوبارہ مصرعۂ تاریخ سال باید خواند — دوبارہ قلب ہمہ از دو صدمۂ جانکاہ

بعد گذرنے اس سانحے اور سیاحت نیم سال کے مرزا ولیعہد بہادر حسب الطلب بادشاہ ۷ صفر ۱۲۷۳ ہجری کو ولایت سے کلکتے کو پھرے بقول حافظ —
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

بیان تفصیل سرگذشت سفر کی اثر کی محمول شکایت اور خالی از عبرت بھی لہذا طول لاطائل جانکے قلم اندازکی وہ ہی لاکہ روپیہ مشاہرہ شاہ موصوف کو جو تحقیق لامتناہی جو مقرر ہوا تھا اور کل مال و اسباب و جایداد ضبط سرکار رہی مگر نیک نیت سر ہنری لارنس صاحب بہادر نے تخمیناً بیس لاکھ کا جواہرات منجملہ مال شاہی سے بچا رکھا تھا جوا نکو کلکتے مین دیا اور اوس سے جو بادشاہ پر قرض تھا کچہ ادا ہوا ایک سال پانچ مہینے گیارہ دن غنایۂ اختر ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری عملداری انگریزی بخوبی ہی کرنیل اوٹرم صاحب بہادر چیف کمشنر اور میجر گلبین صاحب بہادر اور کرنیل سر ہنری لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر تھے کہ ناگاہ نمکحرامی و حق فراموشی سے سپاہ سرکاری نے نشان بغاوت بلند کیا چنانچہ اودہ مین بھی ماہ جون ۱۸۵۷ء مین بغاوت فوج ہوئی ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری بر جیس قدر مرزا محمد رمضان علیخان کو مسند حکومت پر

بٹھا کر اپنا بادشاہ بنایا اور بدستور سلطنت قائم کی ۔ تاریخ یہ ہے

رکن دین کیوان مکان جلیس قدر انجم سپاہ

شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نائب تھے اور ممو خان بخطاب علی محمد خان بہادر داروغہ دیوان عام ہوے اسطرح سے بہت لوگون کو خدمتین ہوئین ناظم اور چکلہ دار علاقون پر بدستور مامور ہوئے گو رگھو بیر بھی شامل اس ملک کے ہوگیا تھا آٹھ نو مہینے فوج سرکار محصور بیلی گارد سے مقابلہ رہا اور وزیر زادہ باقی رئیس شہر کے سرکار سے موافق رہے جنکے سبب سے جاسوسی اور دیگر کار ضروری جاری تھے آخر فوج سرکاری کانپور سے آکر بشجاعت اور استقلال تمام انکو نکال کر سبب عالم باغ مین لے گئی مفصل کر اسکا بعض دیگر تالیفات مین لکھا جایگا مگر سبب ثمرہ مرزا کی اور حسن انتظام سر جان لارنس صاحب چیف کمشنر کا تھا جنھون نے شجاعت اور وفاداری مین آپ کو سرکار پر نثار کیا دوسری بار فوج سرکار مع کمک راجہ جنگ بہادر سر جان ہرسو طرف سے یورش کر کے سرحد لکھنؤ مین پہونچی اور ناکہ ہنڈولہ سے حسین گنج اور حضرت گنج مین کہ شہر سے پورب طرف واقع ہے در آئی اور بعد عبور دریای گومتی محاصرہ مکان شاہی کا ہوا ۔ سو رجب ۱۲۷۴ ہجری کو اندر مکان کے در آئی سلخ رجب اور غرہ شعبان سنہ مذکور تمام شہر مین عمل دخل ہوگیا صاحب عالم نوشیروان قدر بہادر فرزند کلان واجد علیشاہ کو

جو دیوانے مشہور تھے صدمۂ گولی سے کہ اونکے مکان سکونت
مین برستی تھین مارے گئے اور شرف الدولہ جو نائب تھے درگاہ
حضرت عباس مین نالے کے اوپر مردمان احمد اللہ شاہ کے
ہاتھون سے باشتباہ سازش سرکار مارے گئے

تاریخ دیاکرشن ریحان

بے گور و کفن رہی جو لاش اوسکی سروش	بولا کہ وہ سب شرف لاٹھی مین

لکھنؤ مین عجب ہنگامۂ محشر برپا تھا کہ تمام رعیت امیر غریب بادشاہی اعمال سے
گھر بار اپنے چھوڑ کر بخوف جان ایک بینی دو گوش خوف سرکار سے
بے سامان خانہ بدوش ہوکر جنگل اور بیرونجات مین چلے گئے وہ
وقت تھا کہ شہزادیون کو سواری ایک ٹٹو لی کی بھی نصیب نہ تھی
اس سبب سے یہ شہر خوب لوٹا گیا اور مرزا برجیس قدر اور حضرت محل صاحب
مان اونکی ۹ مہینے ۱۰ دن کی حکومت کرکے لکھنؤ سے کنارہ کر گئے
پار پہونچے وہان مرزا برجیس قدر کی اس لقب سے برجیس قدر
محمد رمضان علی سکندر جاہ اقبال شاہ خلد اللہ ملکہ کندہ ہوئی و ممو خانکو
عہدۂ وزارت اس خطاب سے ملا ناصر الدولہ نصیر الملک علی محمد خان بہادر
منصور جنگ ناظم و عامل بھی باقی ضلعون پر مقرر ہو گئے مگر محاربے اور
مجادلے مین بسر ہوئی انجام کار جمادی الاول ۱۲۷۵ ہجری صاحبان

عالیشان بہادر ادہر سے مطمئن ہوکر اوس پار گھاگرہ کے پہونچے
نو مہینے چند روز یہان بھی بحسب قدر اونکی ہان حکومت کرکے
نواح ملک نیپال مین مر گئے اور کل ملک پر قرار واقعی بدستور
تسلط سرکار دولتمدار سے جلد آشوب کا رفع ہونا اور آسودگی و اطمینان
سے رعایای پریشان کا آباد ہونا یہ سب نتیجہ سرکار کی چشم پوشی و استغنای
شاہی کا تھا —

یہ عجب بات ہی اس محل پر قابل ذکر ہی کہ واجد علیشاہ تو ایسے عیاش
اور کاہل و آرام طلب ہون اور اونکی ایک خادمہ حضرت بیگم نام اور وہ بسالہ
فرزند ایسا بیباک اور جری نکلے جسکی کہ توپ تلوار سے بھی جھجک نگی
اور بدعوی سلطنت سرکار سے مقابلہ او مخالفت کیا اور اب حوالی
بھوٹ مین سلامت سنی جاتی ہین اگرچہ بیجا بائی اور رانی جھانسی نے
مردانگی مین اور سکندر بیگم والی بھوپال تال نے رسوخ اور انتظام مین
اور رانی چندہ مادر والی لاہور نے چالاکی مین اور زینت محل بیگم شاہ
باغی دہلی نے وفاداری مین نام نکالا مگر اس بیگم لکھنو سے کہ یہان کے
مرد عیاش و آرام طلب ہوتے ہین ایسی باتون کا ظہور مین آنا تعجب
سے آرہے —

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد

تعمیرات لکھنؤ

بیا بنقش عمارات شہریاران بین کہ این سپہر جفا پیشہ چون شکست و بست
اس شہر مین بعہد نواب آصف الدولہ بہادر سے ہر ایک کی عہد
حکومت و سلطنت مین مکانات عمدہ عمدہ تعمیر ہوتے رہے
شہر کے اندر کی طرف گومتی کے کنارے کثرت سے
مکانات شاہی موجود تھے ہنگامہ و بلوے کے پہلے بعض بعض
مکان سرکاری کام مین آگئے پھر ایام غدر مین توپ کی زد مین
جو مکانات رہ گئے گولے اور گولیون سے بالکل مسمار
اور شکستہ ہوگئے چونکہ بعد انتظام جلوہ سرشتہ مین صرف
کثیر ہوا اس سبب سے اکثر مکانات مسمار کیے گئے
ان سب کا احوال عبرت مآل بخیال طوالت کتاب قلم انداز کیا گیا شعر
ہر کجا افتادہ بینی خشت ویرانہ ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ
اب جس قدر تعمیرات مشہور باقی ہین حد شرقی سے سلسلہ
اوس کا شروع ہو کر حد غربی تک تمام کیا جاتا ہے

کوٹھی بیباپور

جسکو نواب آصف الدولہ نے سیرگاہ و شکارگاہ کے طور پر تعمیر
کروایا تھا اور وہان جاکر سیر و شکار کیا کرتے تھے مگر جنگ صاحب

رزیڈنٹ بہادر سابق لکھنؤ سے تبدیل ہوکر روانہ ہوے اور دوسرے
صاحب بجاے اونکے کارفرما ہوے تو دوسرے روز اس مقام پر نواب وزیر
بڑے تزک و شان سے واسطے ملاقات صاحب رزیڈنٹ بہادر
کے تشریف لاے وہ بوقت رخصت صاحب بہادر کو اپنے ساتھ ہاتھی
پر سوار کروا کر کوٹھی رزیڈنٹی مین لیگئے اور اس امر کا تصفیہ ہوا کہ وزیر علی
کو مسند سے برخاست کر کے سعادت علیخان پسر متبنی آصف الدولہ
کو بجاے اونکے مسند نشین کرین اور یہ بات مشہور عام ہے کہ اسی مقام
مین جناب لاٹ صاحب تلین ہوتہ بہادر نے دربار اہالیان دربار شاہی
کا فرمایا تہا اور اسی جلسے مین وزیر علی کو حکم معزولی مسند کا سنایا تھا
اور اسی مقام سے اونکو روانہ شہر بنارس کیا تھا جو جگہ
اونکے قیام کیواسطے سرکار سے تجویز ہوئی تھی

کوٹھی دلکشا

اس کوٹھی کو سعادت علیخان نے اپنے سیر و شکار کیواسطے بنوایا تھا
اور جنگل گرد و پیش کو صاف کروا کر ایک چراگاہ مقرر اور اوس مین
جانوران شکاری مثل ہرن وغیرہ چھوڑوا دیے تھے اس کوٹھی مین
اکثر بیگمات بھی سیر کے واسطے آیا کرتی تھین

ولایتی باغ

اس باغ کو بادشاہ نصیر الدین حیدر نے تیار کیا تھا اور اوسمین اکثر ولایتی
درخت لگائے تھے اسی وجہ سے اوسکا نام ولایتی باغ مشہور ہوا واجد علی
شاہ نے اوسکی چار دیواری کو وہ بلندی بخشی جواب موجود ہی کیونکہ اونکے
محلات اکثر وہان جاکر سیر کیا کرتے تھے اور اسکے واسطے ریکا مکان ضرور تھا

کوٹھی مارٹین

جسکو کنسٹین ٹیا بھی انگریزی زبان مین کہتے ہین اوسکو جنرل کلاڈ
مارٹین صاحب نے تعمیر کیا تھا صاحب نے اوسکی تعمیر شروع کی
اور نقشہ نواب آصف الدولہ بہادر کو دکھلایا نوابصاحب نے نقشہ
کو پسند فرماکر خواہش اوسکی خرید فرمانے کی ظاہر کی اور دس لاکھ روپے
اوسکی قیمت قرار پائی مگر نوابصاحب کی مرگ نے اس معاملے کو
انجام نہونے دیا اور بعد چند روز کے جنرل مارٹین صاحب بھی فوت
کر گئے اور یہ تعمیر ناتمام تھی مگر صاحب ممدوح نے بنظر اسکے کہ کوئی حکمران آئندہ
اوسکو ضبط نکرلے یہ حکم دیا تھا کہ اوسکی لاش اسی مکان مین دفن ہو
اور روپیہ اوسنے واسطے ترتیب مدرسہ کے جمع کیا ہی اوسکے سود
کی آمدنی سے یہ تعمیر اختتام کو پہونچی بیچ ہنگام مفسدہ کے سپاہ مفسدین
نے صاحب کی قبر کھود کر اونکے استخوان وغیرہ جو باقی تھے اونکو
پاش پاش اور پریشان کر دیا تھا مگر بعد فرد ہونے مفسدہ کے تعمیر

استخوان صاحب کے جو دستیاب ہوئے دوبارہ قبر مین رکھے گئے

نہر گنگ

اس نہر کی کھودائی نصیر الدین حیدر کے وقت مین شروع ہوئی تھی
اور زر کثیر اوس مین صرف ہوا اور علت غائی اس مطلب سے بہت
مفید اور کار آمد تھی راجہ بختاور سنگہ نے یہ امر شاہ اودہ کے گوشگزار
اور عرض کیا کہ اس نہر سے پانی گنگا کا لکہنو تک آویگا اور اوسکے
سبب سے تجارت اور زراعت کو بہت فائدہ ہوگا بلکہ اونکو ترغیب
و تحریص دیکر شروع کروایا تھا مگر چونکہ یہ امر علم سے تعلق رکھتا ہے
اور کسی صاحب انجنیر کی صلاح اور مشاورہ اسمین نتھا اسلیے یہ امر
اختتام کو نہین پہونچا اور اکثر ٹھیکہ داران کو جنھون نے ٹھیکہ
کنندگی کا لیا تھا متمول کر دیا بعد وہ لوگ روپیہ لیکر بھاگ گئے
اور اس نہر کو ناتمام چھوڑا ہنگام غدر مفسدین نے اسی نہر کو
اپنا اول مورچہ قائم کیا تھا

تعمیرات عہد نواب سعادت علیخان

تعمیرات مفصلہ ذیل سعادت علیخان نے تعمیر کروائی تھین تا کہ شہر غربی
جانب سے ویسا ہی آراستہ ہو جیسا کہ اوسکے بھائی علاقی نے
شرقی جانب کو درست کیا تھا کوٹھی حیات بخش جسمین جناب صاحب کمشنر رہا

رونق افروز ہین کوٹھی دارالشفا جس مین صاحب سکرتر بہادر
تشریف رکھتے ہین کوٹھی بیگم جس مین توپخانہ اب قائم ہے
کنکڑ والی کوٹھی جس مین برگیڈیر صاحب قیام فرما ہین کوٹھی نورنخش
جس مین صاحب ڈپٹی کمشنر فروکش ہین بادشاہ منزل جس مقام
پر اب قیصرباغ طیار ہوا ہے یعنی بازار اور ٹیڑہی کوٹھی انمکانات
مین اکثر صاحبزادے رہا کرتے تھے اور جو خالی تھے وہ نوابصاحب
کے سیر و تماشا کیواسطے آراستہ رہا کرتے تھے جس مکان مین او نکے
دلین آتا تھا اوس مین سیر و تماشا کرتے تھے اور ٹیڑھی کوٹھی
واسطے سرانجام امور ملکی کے تیار ہوئی تھی جو کام ملکی ہوتا تھا
وہ وہان درپیش ہوتا تھا ان مکانات مین سے اکثر مکانون کے
نام بلوے مین مشہور ہوگئے یعنی کوٹھی حیات بخش مین میجر ہوڈسن صاحب
جو نہایت دلیر و شجاع تھے جان بحق تسلیم ہوئے اور بیگم کوٹھی مین
بہت سے سپاہیان شجاعت شعار نے ہاتھ مفسدین سے
شربت ممات پیا کوٹھی نورنخش کے بالاخانے سے سرہنری
ہولاک صاحب متیسری مورچال مفسدین پر گولہ مارتے تھے اور
راستا قیصرباغ کا نکالا تھا اور اس کوٹھی پر مفسدین کے گولے
اسقدر لگے تھے کہ اب تک نشان گولونکا اوسکی دیوارہ پر موجود ہے

اوراس کثرت سے ہے کہ گویا دیوار کھلتی ہو گئی ہے

سبطین آباد یعنی مقبرہ امجد علی شاہ چہارم بادشاہ اودہ

جس مین اب گرجا گھر قرار پایا ہے اور جسکو عوام غلطی سے جہنیا امام زدہ بھی کہتے ہین

مادۂ تاریخ

آرامگاہ ظل اللہ
۱۲۷۴

سکندر باغ

تعمیر کردہ واجد علی شاہ جو شاہ ممدوح نے سکندر بیگم کو عطا کیا تھا اور اسی سبب سے بنام سکندر باغ مشہور ہوا اس مین کوئی شی قابل تعریف نہین مگر یہ کہ اس مین ہنگام بلوہ سپہ سالار بہادر افواج سرکاری نے قریب دو ہزار سپاہ مفسدین کو سزا دی تھی اور اونکی لاشین بہتیری اوسی مین دفن ہوئی تھین اور بہت اوس آستی مین پڑی رہین جو شمالی اور مشرقی جانب باغ کی جاتا تھا

قدم رسول

ایک مذہبی مقام اہل اسلام کا جسکو غازی الدین حیدر نے ایک مقام بلند تیار کروا کر تعمیر کیا تھا اوس مین ایک سنگ پارہ ہے جو عرب سے ایک حاجی لایا تھا اور جسپر نقش قدم پیغمبر کے ہین ہنگام بلوہ سنگ پارہ مذکور گم ہو گیا مگر کوئی اوسکا لیجانے والا معلوم نہوا

نجف اشرف

جو بنام شاہ نجف مشہور ہی اوسکو غازی الدین حیدر نے اپنا
مقبرہ بنوایا تھا اور اوسی مین دفن بھی ہوے ہین اس مقام کو
یہ نام اسواسطے دیا گیا تھا کہ ایک مقام کوہ نجف ہی جسپر قبر
حضرت علی داماد حضرت محمد پیغمبر کی تعمیر ہی اور مشہور یہ ہی کہ یہ
مقبرہ اوسکی نقل بنا ہی اور غازی الدین حیدر نے کچھ روپیہ
واسطے مصارف اس مقبرے کے سرکار مین جمع کردیا تھا
جسکے سود سے خرچ اس تعمیر کی مرمت کا اور تنخواہ عملہ مقبرہ کی مثل
سید وغیرہ ہوتا ہی اس مقام پر بھی سپہ سالار افواج سرکاری
کو بمقابلہ مفسدین بڑی تکلیف اوٹھانی پڑی تھی اور مفسدین نے
یہان نہایت سخت مقابلہ کیا تھا اس مقام پر ہنگام جنگ مفسدین
سر ولیم پیل صاحب کی بھاری توپین آئی تھین اور دو گھنٹے تک
اونکے گولے اسپر گرتے رہے اور اسی مقام پر بریگیڈیر ہوپ صاحب
نے کار نمایان کیا تھا یعنی تنہا واسطے تلاش چور راستے کی گئے تھے
اور ایک کھڑکی دریافت بھی کی تھی مگر اسی عرصے مین توپ انداز گورہ
کے صدمے سے دیوار شق ہو گئی تھی اور سپاہ سرکار اوس
شق کے راستے سے اس مکان مین داخل ہو گئی تھی *

تاریخ

باحسن عقیدت نجف اشرف آ	فرمود بنا بہشد نواب وزیر
تاریخ مبارکش چو جستم از عقل	ہاتف گفتا عجب نجف شد تعمیر

۱۲۴۲ ہجری

تعمیرات موتی محل

تعمیر کردہ سعادت علیخان شمال کی جانب احاطے کے ہے اور موتی محل
اسواسطے نام رکھا گیا تھا کہ اس مین ایک برج بنا تھا جو بشکل موتی
کے تھا مگر اب وہ مسمار ہو گیا ہے دوسرے مبارک منزل اور تیسرے
شاہ منزل مبارک منزل غازی الدین حیدر نے کنارہ دریا پر تعمیر
کیا تھا اور شاہ منزل جہان اب پل کشتیوں کا ہے اور اس منزل سے
مبارک منزل بجانب شرق تھا شاہ منزل واسطے لڑائی حیوانات کے
تعمیر ہوا تھا چھوٹے چھوٹے جانوروں کی لڑائی اندر احاطہ شاہ منزل کے
ہوا کرتی تھی اور شیر وغیرہ کی لڑائی بھی اوسی احاطے مین ہوتی تھی
اسواسطے مضبوط پنجرے اور مستحکم مامن تماشا دیکھنے والونکے لیے
تعمیر ہوئے تھے مگر لڑائی ہاتھی اور گینڈے کی دریا پار میدان مین حضوری باغ
کے سامنے ہوا کرتی تھی کیونکہ ایسے حیوانات کی لڑائی کی سیر کے
واسطے فاصلہ بہت ضروری ہے اور بادشاہ اور دیگر ارکان سلطنت
برامدہ شاہ منزل پر سے دیکھا کرتے تھے +

خورشید منزل

اس تعمیر کو سعادت علیخان نے شروع کیا تھا اور غازی الدین حیدر
نے ختم کیا مگر کسی خاص مطلب کیواسطے یہ عمارت نہین بنی تھی
اور بعد تسلط ملک اوس مین سکونت ۳۲ رجمنٹ کا قرار پائی تھی

تارا والی کوٹھی

اس تعمیر کو نصیر الدین حیدر نے بہدایت اور سربراہکاری کرنیل
ولکوکس صاحب کی جو منجم شاہی تھے تعمیر کروایا تھا اور آلۂ نجوم بھی
اوس مین نہایت اچھے رکھے گئے تھے ۱۲۴۷ء مین کرنیل صاحب
ممدوح مر گئے اور واجد علی شاہ نے عملۂ صاحب مرحوم کو برخاست کر دیا
اور آلۂ نجوم بحفاظت رکھے گئے مگر مفسدے مین گم ہو گئے کہین
اونکا پتا نہ ملا اس سے گمان کیا جاتا ہے کہ مفسدین نے اونکو توڑ ڈالا ہو
مولوی فیض آبادی احمد اللہ شاہ نے جنکو ڈنکہ شاہ بھی کہتے تھے اسسبب
سے کہ جب وہ سوار ہوتے تھے تو اونکے آگے ڈنکہ بجا کرتا تھا
ہنگام بلوہ اس مقام کو قیامگاہ اپنا قرار دیا تھا اور
کونسل مفسدین کی اکثر اسی مقام مین جمع ہوا کرتی تھی

میدان

جو درمیان کوٹھی مذکور اور قیصر باغ کے

واقع ہوا اس میدان کی تھا از بس حیرت آمیز باقی ہے یعنی اس میدان مین
دو گروہ صاحبان عالیشان کے جنکے ایک گروہ مین تو وہ صاحب
لوگ تھے جو راجہ دہورہرہ نے کھینچے تھے اور وہ لوگ جو بیلی گارد سے
بھاگ کر شہر مین گرفتار دام مفسدین ہوے تھے اور اس مین مسٹر
جیکسن صاحب اور میم گرین صاحبہ اور میم روجرز صاحبہ اور کیری صاحب اور
سلیون صاحب تاریخ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء اور دوسرے گروہ مین قیدیان با نیاز
احسان مندی و مہمان نوازی راجہ تھولی کی جس مین مسٹر جیکسن صاحب
اور کپتان آر صاحب اور لفٹننٹ بریز صاحب سرجنٹ مورٹن صاحب
تاریخ ۱۶ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء تھی قصہ بیماری و قید و بیحرمتی و نا امیدی کو ختم
کر کے مفسدون کی بیرحمی سے راہی ملک بقا ہوے اور واسطے
یادگاران امور قبیحہ کے ایک عمارت مقامات واردات پر بنائی
گئی ہے دونون یہ واردات بباعث غصہ سپاہیان مغلوب کے واقع ہوئی
تھین جب اونسے مقابلہ فوج ظفر موج جنرل ہیولوک صاحب اور سپہ سالار
بہادر افواج ہند کی کوئی بات بن نہ پڑی مگر دونون مین ترغیب اور
تائید سرگردہان مفسدین اور رئیسان اودہ کی تھی ایک ان رئیسون مین
سے یعنی راجہ جی لال سنگہ جو ایک بڑا رئیس ملک تھا اور جسکی خاطرداری
درمیان مفسدونکے بہت تھی اور جو ساتھ گروہ اول کے قتل گاہ تک

کیا تھا اور ایک دروازہ قیصر باغ جو جواب منہدم ہوگیا ہی اس مراد
سے چڑھا تھا کہ سیر اس واقعہ قبیحہ کا اچھی طرح دیکھے کہ کیونکر تڑپ
تڑپ کر یہ لوگ جان دیتے ہین اور کارگزاری اپنی سپاہ کی کسطرح
اونپر ہاتھ صاف کرتے ہین دو برس بعد اس واقعہ کے وہ پھر
ذیل عاطفت سرکار مین آیا اور اوسکی سرکشی پر بھی چشم پوشی کی گئی
اور اوسکے دل مین یقین واثق ہوگیا کہ تحسر وتکدر واقعہ معلومہ کا
اب صاحبون کے دل سے دور ہوگیا اور گویا اب وہ اپنی موت
مریگا اور سب سے ملاقات ہوگی مگر انصاف نے مجرم کا پیچھا
نچھوڑا گو بدیر مطلب بر آیا مگر اتفاقاً اور یکایک اوسکے سر پر آفت بیطرح
اور اوس طرف سے آئی جسطرف سے اوسے بالکل اطمینان
حاصل تھا یعنی اوسکے معتمد ملازم اوسکے مخالف ہوگئے اور ثبوت
پر ثبوت اس امر کا بخلاف اوسکے ظاہر ہوتا گیا اور اوسکے سر پر
بوجھ اس گناہ کا بھاری کرتا گیا کہ بتاریخ یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء
اوسی مقام پر کہ جہان یہ واقعہ ہوا تھا اس راجہ نے سزاے
پھانسی پائی اور بعد ازان بتاریخ ۱۲ ماہ مذکور سندہ حسین اور فتح علی کو بھی
جو چند صاحبان کو اور مقامات سی گرفتار کرلائی تھی سزای پھانسی ہوئی

ایک نہایت عمدہ تعمیر عہد واجد علی شاہ کی ہے یہ تعمیر ۱۸۴۸ء مین
شروع ہوئی تھی اور ۱۸۵۰ء مین ختم ہوئی اور مع اسباب سامان
آرایش کے اس مین اسی لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا وجہ تسمیہ
اس نام کی یہ ہے کہ بادشاہان اودھ اپنی مہر وغیرہ مین لقب قیصر
کا لکھا کرتے تھے کیونکہ قیصر خطاب بادشاہ روم کا ہے اور شاہ
روم بڑا بزرگ اور نامی بادشاہ اہل اسلام ہے اس تعمیر کے بیان مین اگر
مین لازم ہے کہ ایک جانب سے بیان شروع ہو اور بہتر یہ ہے
کہ دروازہ شمالی اور شرقی سے شروع ہو جو دروازہ روبرو اوس مسجد
کے واقع ہے جو سامنے تارا والی کوٹھی کے تعمیر کیا گیا ہے اسی دروازے
مین سے اور بعد ازان ایک کھڑکی مین سے جو اب بند ہے
مجرمان گرفتار شدہ اپنے قیدخانے مین پونہچائے گئے تھے اس
دروازے سے آگے جا کر ایک صحن وسیع روبرو دروازہ جلو خانہ
کے ہے اس صحن مین سواری اور جلو شاہی تیار ہو کر آراستہ ہوا کرتی تھی
یہانسے آگے جا کر ایک دروازہ ہے اوس پر دو پردہ پڑا تھا اوس سے
گذر کر چینی باغ ہے اسکا نام چینی باغ اسواسطے تھا کہ اوس مین
اسباب چینی کا باغ کی آرایش کے لیے تھا وہانسے آگے جا کر
اور ایک دروازے سے گذر کر حضرت باغ ہے اس باغ کی جانب نسبت

چاندی والی بارہ دری ہے اس بارہ دری مین فرش چاندی یعنی نقرہ کا تھا
اور اوسی جانب خاص مقام اور پادشاہ منزل ہے جس مین خاص کر پادشاہ
رہا کرتی تھی اس پادشاہ منزل کا بیان پیشتر ہو چکا ہے کہ اوسکو سعادت علیخان
نے تعمیر کیا تھا اب واجد علی شاہ نے اوسکو اپنے نقشہ قیصر باغ مین شامل
کر لیا تھا اوس دروازے جس سے گذر کر حضرت باغ کو آتے ہین
نواب علی نقی خان وزیر اس مراد سے رہتا تھا کہ ہمیشہ قریب پادشاہ
کے رہے اور ہر وقت پادشاہ کی حرکات سے خبر لیتا رہے بجانب
جب اس مکان کے تعمیرات جو لکھی ہے یہ تعمیرات عظیم اللہ خان حجام
شاہی نے بنوائی تھین اور پادشاہ کے ہاتھ چار لاکھ روپے کو بیچ
ڈالی تھین ان تعمیرات مین خاص خاص محلات شاہی اور خاص محل صاحبہ رہتی تھین
اور بیگم مفسدہ بھی انھین تعمیرات مین رہتی تھی اور ایک اصطبل مین
جو متصل ہے قیدیان انگلشیہ کے ہفتے تک مقید تھی یہان سے
آگے چلکر ایک درخت ہے جسکے نیچے سنگ مرمر کا فرش کیا گیا ہے
اور اس درخت کے نیچے واجد علی شاہ زرد کپڑے شکل فقیران پہنکر
میلے کے دنون مین بیٹھا کرتے تھے یہانسے آگے بڑھکر لکھی دروازہ
ہے جسکی تعمیر مین لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا اور اوسکے آگے چوک خاص قیصر باغ
کا ہے جسکے گرد جسقدر مکانات ہین سب مین حرم شاہی رہا کرتی تھین

بماہ گشت یہان ایک بڑا میلہ ہوا کرتا تھا اور اوس سبب شہر والے
بغیر مزاحمت کے بار پاتے تھے اس سے آگے مچھر والی بارہ دری ہے
جس مین اب تماشا گاہ مقرر ہوا ہے اور لکھی دروازہ مغربی سے غرب
کیطرف قیصر پسند ہے جسکے گرد نصف دائرہ ملمع طلا کا بنا ہوا ہے اسکو
روشن الدولہ وزیر نصیر الدین حیدر نے تعمیر کیا تھا اور واجد علی شاہ
نے ضبط کر کے معشوق السلطان اور محل خاص کو عطا کیا تھا یہ دروازہ
بھی اوسی مقام کا ہے جیسا مغربی لکھی دروازہ ہے اور اس تعمیر کے نیچے کے
مکانات مین چند تن انگلشیہ جو دھورہرے سے آئے تھے مقید تھے
اور یہانسے قتل گاہ کو پہنچائے گئے تھے بجانب راست اس مکان
کے ایک اور جلو خانہ اوسی قسم کا ہے جیسا بجانب مشرق بیان کیا گیا ہے
اسمین سے محلات مین گذر کر اور اوسکے نیچے کی جانب چلکر باہر جدھر
قیصر باغ کے جو دو بڑے شیر دروازے کے تیر آتے ہین اس شیر دروازہ
کو نیل دروازہ بھی کہتے ہین کیونکہ اسی دروازے مین جنرل نیل صاحب
گراب کے گولے سے جو قیصر باغ کے دروازہ کی توپون سے
آیا تھا جان بحق ہوئے تھے

تاریخ

جو قیصر باغ را تعمیر فرمود	دل بدخواہان بہ حسرتش گفت بارک

بسمه جوشش بهارش کلک شمشیر ‖ نوشته سال آن باغ مبارک

تاریخ نهر سنگین قیصر باغ که خطاب و چشمهٔ حسن ست ۱۲۶۶

حضرت سلطان عالم ابر جود و بحر عدل ‖ ساحل دریای رحمت قلزم حسن صفات

نهر سنگ ابیض از حکمش بنا شد با چنین تاب ‖ صورت عین کرم شد چشمه نهر الثقات

سال طیاری سرورش غیب از شمشیر گفت ‖ چشمهٔ حسن آبروی منبع آب حیات

تاریخ باره دری سنگین واقع قیصر باغ ۱۲۶۹

چون حضرت سلطان عالم شاه اختر دین پناه ‖ واجد علی شاه زمن خاقان عجم قیصر حشم

فرمود این باره دری سنگین بصد خوبی بنا ‖ از بهر تشریف آوری مقدم شاه امم

حسن نیت چونکه نذر چارده معصوم شد ‖ نظارهٔ عتبات عالیات گردید هم

آمد چو کس بهر زیارت اندر آن صحن و سرا ‖ آواز طلبیم فادخلوها خالدین هر قدم

شمشیر چون تاریخ آن بهر سپه از روح الامین ‖ گفتا مکرر از ادب قیصر ارم قیصر ارم

۱۲۶۹

تاریخ باره دری نگینه والا واقع حضرت باغ

زهی محو مرصع شد بحضرت باغ تعمیر ‖ از امکان مهیا بد نما زرنگار برین هند

پی سالش چو جستم کلک شمشیر این رقم کرد ‖ شد از باره دری با نگین زرنگین هند

تاریخ دروازهٔ اول قیصر باغ ۱۲۶۹

ساخت قیصر باغ چون شاه زمان ‖ شد درش زرنگ در باغ جنان

زد رقم شمشیر بر محراب آن ‖ سال دروازه در باغ جهان

۱۲۶۶

تاریخ دروازہ دوم

در باغ قیصر بلند در رفیع	کہ یابند ازان کیف زبا دور نم
در شیاب شمشیر کردہ چو فلک	ندا داد رضوان در باغ ہند

۱۲۶۶ ہجری

مقبرہ سعادت علی خان

درمیان گوشہ قیصر باغ اور چینی بازار کے دو قبرین ہین ایک تو سعادت علیخان کی جنکو بعد مرگ جنت آرامگاہ کہتے ہین دوسری اونکی بیگم مرشدزادی کی یہ دونون قبرین ان دونونکی وفات کے بعد غازی الدین حیدر نے تعمیر کرائی تھین اس سے محبت بشری ظاہر ہے اس مقام پر اول ایک مکان تھا جس مین غازی الدین حیدر خود حین حیات رہتے تھے اور ایک بات مشہور ہے کہ جب غازی الدین حیدر تخت پہ بیٹھے تو ظاہر کیا کہ جب مین سعادت علی خان کے تخت اور محل پہ قابض ہوا تو مجھے لازم ہے کہ اپنا مکان اونکو دون اسی خیال سے فوراً حکم دیا کہ جس مکان مین وہ رہتے تھے اوسکو مسمار کرکے ایک قبر سعادت علیخان کی تعمیر ہو ✢ ✢

مکان چھتر منزل

جسکو نصیر الدین حیدر نے واسطے سکونت محلات حرم کے تعمیر کیا تھا اور جسکے متصل کوٹھی فرحت بخش اپنے رہنے کیواسطے بنوائی تھی

اس مکان کا نام چتر منزل اسواسطے قرار پایا تھا کہ اوسکے اوپر چتر طلائی
بنے تھے اور نہ اس لحاظ سے یہ نام اوسکو دیا تھا کہ وہ چہار منزلہ ہے
جیسے بعضے بعضے تصور کرتے ہین اس مکان کے ایک جانب
کچہری صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ہے اس مکان کی وہ طرف جو جانب
دریا ہے اور جسپر نشان گورنمنٹ کا لہراتا ہے جنرل اوٹرم صاحب کے موجود ہین
واسطے دربار عام اور دیگر امور عامہ کے تیار ہوتا ہے

کوٹھی فرحت بخش

یہ کوٹھی عہد سعادت علیخان سے محل شاہی تھا اور واجد علی شاہ
کے اوس عہد تک مقام قیام شاہ رہا جب تک قیصر باغ تیار
نہین ہوا تھا اس کوٹھی کی وہ جانب جو بطرف دریا ہے اوسکو جنرل
مارٹین صاحب نے تعمیر کرکے نواب وزیر کے ہاتھ فروخت کیا تھا
باقی تعمیرات جو اس سے ملحق تھین اور تختگاہ سب سعادت علیخان
نے بنوائی تھین ان تعمیرات مین تختگاہ جسکو قصر السلطان کہتے تھے
اور اب یہ مکان یادگار انہ مرتبہ کا خالی پڑا ہے وہ صرف واسطے دربار شاہی
کے آراستہ ہوا تھا اور جب کبھی نیا بادشاہ جلوس کرتا تھا تو اوسکو
صاحب رزیڈنٹ اس محل مین تخت نشین کرتے تھے اور نذر
دیتے تھے اس نذر سے مراد یہ تھی کہ سرکار گورنمنٹ نے اوسکی تخت نشینی

کو منظور فرمایا اسی کوٹھی مین بادشاہ بیگم نے مناجان کو تخت پر بٹھانے
کا ارادہ کیا تھا اور جسکا حال مسٹر ولیم سلیمن صاحب نے اپنی تواریخ
اودہ کی دوسری جلد مین تحریر کیا ہی اور اسی کوٹھی مین اوسوقت
مقید مین ہمراہی بادشاہ بیگم نے کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ پر ارادہ
جبر یہ نذر دلوانے مناجان کا کیا تھا بدین خیال کہ اگر نذر گذر جاویگی
تو تخت نشینی مناجان کی صدر گورنمنٹ تک ثابت ہوجاے گی

کوٹھی رزیڈنسی

یہ کوٹھی بہت مشہور ہی اور اسکا بیان مفصل ضرور ہی جب نواب
آصف الدولہ بہادر دولت خانے مین رہتے تھے جسکا حال
دفعہ ۲۹ مین درج ہی صاحب رزیڈنٹ بہادر اوسکے ایک مکان
مین تشریف رکھا کرتے تھے لیکن جب نواب سعادت علی خان نے
کوٹھی فرحت بخش اپنے رہنے کو بنوائی تو اوسکے نزدیک ایک
کوٹھی صاحب رزیڈنٹ کے واسطے بھی تعمیر ہوئی اور اول مین اس
کوٹھی رزیڈنسی مین کوئی پہرہ چوکی نہین رہتا تھا مگر جب کرنیل بیلی صاحب
رزیڈنٹ مقرر ہوے تو اونکے ہمراہ ایک گارد تعینات ہوا تھا
اور ایک مکان بھی دروازہ احاطہ رزیڈنسی کے نزدیک اوسکو واسطے
سعادت علیخان نے بنوا دیا تھا اور یہ دروازہ تمام بنا مین بنام

دروازہ بیلی گارد مشہور ہوگیا اس تعمیر کا نقشہ اور بیان کنس صاحب نے اپنی کتاب مین اور دیگر کتب مین تفصیل بیان کیا ہے اور اب بیان اوسکا اس مختصر مین موجب طوالت ہے

پل آہنی

یہ پل حسب الحکم بادشاہ غازی الدین حیدر کے ولایت انگلستان سے طلب ہوا تھا مگر قبل آنے پل مذکور کے وہ آپ شتا در سجر بقا ہوے اور اونکے لڑکے نصیر الدین حیدر نے بعد تخت نشینی کے سنگر صاحب کو جو اونکا ملازم تھا اوسکی درستی کا ٹھیکہ کردیا صاحب موصوف نے کچھ کوٹھیان واسطے اوسکے برپا کرنے کے روبروی کوٹھی رزیڈنسی کے جہان ایک چھوٹا سا گھاٹ اور شوالہ برروی دریا واقع ہے لگائین اور یہ کوٹھیان ابتک موجود ہین مگر اوس سے اسکی درستی نہو سکی اور اسی سبب سے پل مذکور برپا نہوا تا وقتیکہ امجد علی شاہ بعد محمد علی شاہ کے تخت نشین ہوے اور اس بادشاہ نے ارادہ کیا اور اپنے عزم کو ختم بھی کیا یعنی پل آہنی قائم ہوگیا

تاریخ پل آہنی از منشی مظفر علی اسیر

آن بادشاہ عادل کز حکم محکم او	گردید آہنی پل برگومتی ہو دار

فرمود حکم سلطان تاریخ نظم کردم	چون حکم شاد محکم چون عدل شاہ ہوا ۱۲۴۲

پل پختہ

نواب آصف الدولہ بہادر نے قریب سنہ ۸ء کے تعمیر کیا تھا

تاریخ

پل نو بنا گشت بر گومتی	بتدبیر نیک و بعقل رزین
چو از نسخہ خود سال او خواستم	بگفتا پل استوار و متین ۱۲۴۶

قلعہ مچھی بھون

یہ قلعہ جسقدر سابق مین تھا جسکا نام اصل مچھی بھون ہے اوس سے زیادہ وسیع ہو گیا ہے سابق مچھی بھون صرف اوسقدر تھا جسقدر برج پختہ سڑک کے جنوب کی جانب موجود ہر اور یہی قلعہ لکھنو تھا اور بہت مستحکم قلعہ دو سو برس بیشتر مشہور تھا ایک مثل قدیم مشہور ہے کہ جسکے پاس قلعہ مذکور ہوگا وہی مالک شہر لکھنو ہوگا اس رسالے کے شروع مین جو مختصر حال لکھنو لکھا ہے اوسمین احوال اور نام اس قلعے کا درج ہے اور وہ ٹیلہ جو راستے کے بیچ میں درمیان گھاٹ قلعہ سے واقع ہے اور جسکے اوپر مسجد بنی ہوئی ہے وہ لچھمن ٹیلہ مشہور ہے اور اسی جگہ سے سابق لچھمن پور آباد تھا متصل مچھی بھون خاص کے بجانب جنوب

ومغرب ایک میدان ہے جس مین توپخانے کا گودام ہے اوس مقام
پر رنگ محل اور بیچ محلہ آباد تھے اور بیچ محلہ نہایت قدیم مکانات
شہر لکھنؤ کے تھے جنکو خاندان شیخان سے جو سابق حاکم اس
جگہ کے تھے تعمیر کیا تھا جب سعادت خان جو مورث اعلے
خاندان شاہی اس ملک کی تھے ۱۷۳۲ء مین صوبہ دار ہو کر یہان آئے تھے
تو یہ مکانات بکرایہ عادلانہ مالکان مکانات سے
لیے تھے اور زر کرایہ کا اوسکے عہد تک ادا ہوتا گیا مگر اون کے
وارثون نے بباعث تخلف آرای پادشاہان لکھنؤ کے اونکو
مال سرکار تصور کیا او صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے تو اسقدر
اس عمل کو جاری رکھا کہ بہر خط کرایے کا مالکان مکانات مذکورہ کو دیا
مگر زر کرایہ ادا نہین کیا لیکن آصف الدولہ نے یہ عمل بھی ترک کیا
اور مکانات کو بالکل ضبط سرکار کر لیا یہ بات محتاج بیان کی نہین
بلکہ مشہور عام ہے کہ ۷ جولائی ۱۸۵۷ء مین جب فوج سرکاری اوسمین
تھی اوسنے کسطرح اس قلعے کو خالی کیا تھا اور کیونکر بیلی گارد
کی جا کر شامل ہوئی تھی اور کس حکمت و مصلحت آمیز سے اس قلعے کو
فوج سرکاری نے بروقت یہانسے نکل جانیکے اوڑا دیا تھا +

بڑا امام باڑہ

یہ عمارت گویا تعمیرات لکھنؤ مین از ہمہ بہتر و اعظم ہی اور نواب آصف الدولہ
کی سلطنت کے کارنامی عظام مین سے عظیم ترین ہی مشہور ہی کہ نواب
ممدوح نے بیشمار روپیہ اسکی تعمیر مین صرف کیا ہی اور عوام مین مشہور
ہی کہ اس مین دس لاکھہ روپیہ خرچ ہوا ہی شاید اس مین کچھہ
مبالغہ بھی ہو کیونکہ قول ہندیان ایسے مقام مین ہمیشہ ساتھہ مبالغہ
کے ہوا کرتا ہے کارگیر اس کام کیواسطے بہت دور دور سے طلب
ہوے تھے اور سبکو حکم ہوا تھا کہ اپنی اپنی رای سے نقشجات
واسطے اس مکان کے پیش کرین صرف تاکید یہ تھی کہ کسی عمارت
کی نقل نہو اور یہ مکان ایسا تیار ہو کہ کبھی ایسا پیشتر نہ بنا ہو
اور جتنی تعمیرات مشہورہ ہین سب سے زیادہ خوش قطع اور خوش
اسلوب ہو کفایت اللہ ایک شخص تھا جسکی تدبیر سے یہ تیار ہوا ہے
اور جیسا وہ اب موجود ہے اوس سے ظاہر ہے کہ جو شہرہ انکا
نواب کی تحسین اوس مین کمی نہین ہوئی ہی یہ عمارت اوسیقدر مضبوط
ہی جسقدر خوبصورت اور خوش قطع ہی بنیاد اسکی بہت عمیق ہے
اور ساری عمارات مین لکڑی کا کام بالکل نہین ہے اوسکی
وسعت ۱۶۷ فٹ سے ۵۲ فٹ تک ہی اور نواب آصف الدولہ
بعد وفات کے اسی مقام مین دفن ہوے ہین

تاریخ امام بارہ کلان

کرد نواب آصف الدولہ	چون بنا جای غم مجلس لقب دین
داد ہاتف خبر ز تاریخش	روضۂ امجد امام دین

۱۲۲۵

جامع مسجد

یہ عمارت متصل امام باڑے کے ہے اور لائق تعریف نہیں یہ مسجد نقل ہے اوس جامع مسجد کی جو شہر دہلی مین ہے

رومی دروازہ

یہ دروازہ بھی نواب آصف الدولہ کے وقت مین تعمیر ہوا اور مشہور ہے کہ نقل دروازہ روم کی ہے مگر جو لوگ روم کو دیکھ آئے ہین وہ بیان کرتے ہین کہ ایسا دروازہ کوئی شہر روم مین نہین ہے غالب ہے کہ نواب کو کسی شخص نے مغالطہ دیا ہو کیونکہ اگر وہ چاہتا کہ نقل دروازہ روم کی بنے تو اس مین شک نہین کہ دو صد نقشہ دروازہ ہای روم دوسرے ہی روز اوسکے سامنے پیش ہوتے یہ دروازہ اور امام باڑہ کلان دونون اوس زمانے مین بنا شروع ہوے تھے کہ جب لکھنو مین قحط سالی تھی اور اسی لحاظ سے یہ عمارات عالی شروع ہوئی تھین کہ جس سے غربا باشندہ شہر پرورش پاوین

دولتخانہ

اس دروازے سے جو غرب کو چلو تو دولتخانہ یا محل قدیم لکھنؤ نجانب راست رہتا ہے یہ تعمیر یعنی دولتخانہ مشتمل ہے اوپر متعدد مکانات کے جو متصل ایک دوسرے کے ہین مگر اونمین کچھ ہنر معمار کا صرف نہین ہوا ہے ان مکانات مین نواب آصف الدولہ اور اونکے عمائد رہا کرتے تھے جب نواب نے فیض آباد کو چھوڑکر لکھنؤ کو اپنا دارالقرار ٹھہرایا تھا اور خاص محل نواب کا اوسیکے نام سے مشہور تھا یعنی جس مکانمین وہ آپ رہا کرتے تھے اوسکو آصفی کوٹھی کہا کرتے تھے مگر جب سعادت علی خان بعد اونکے مسندنشین ہوئے اور قیام اپنا اونھون نے فرحت بخش مین مقرر کیا تھا تو یہ مکانات خالی رہے اور اسی سبب سے خستہ اور شکستہ ہوگئے

امام باڑہ حسین آباد

صرف یہ عمارت محمد علی شاہ سوم پادشاہ کے زمانے مین تیار ہوئی تھی اور ہرچند اس مین کچھ کاریگری صرف نہین ہوئی ہے مگر خوش اسلوبی مین کسی اور عمارت لکھنؤ سے کم نہین اسکا باغ جو مربع ہے اوسکی خوش وضعی کو اون عمارات نے جو اوسمین بطور نمونہ تاج روضہ کے بنی ہین اور چھوٹی چھوٹی عمارات جو اوسمین ہین اونھون نے

خراب کر دیا ہے اس حسین آباد مین بڑی رونق معلوم ہوتی ہے جب اوسمین
شمعکو روشنی ہوا کرتی ہے اور جب لکھنو مین سلطنت تھی تو محرم مین
بڑی دھوم ہوا کرتی تھی محمد علی شاہ نے اپنی والدہ و بیٹی کو اوسمین دفن
کیا ہے اور یہہ بھی حکم دیا تھا کہ اونکا جنازہ بھی اوسمین دفن ہو اور
زر کثیر واسطے تزاید رونق اس امام باڑے کے نام نہاد
کیا تھا جو داروغہ مہتمم اس امام باڑہ کا قبل از بلوے کے تھا اور
باعث اوسکے عکس کی تصویر کھینچنے کے اکثر صاحب لوگون سے
اوسکی ملاقات تھی مگر وہ اس بلوے مین بدل و جان متفق مفسدین
کے ہوا تھا اور ایک گروہ کا جرنیل ہوگیا تھا اور اوسکی ملاقات
ساتھ صاحب لوگون کے کسیطرح مانع اوسکے شامل ہونیکی نہوئی

تاریخ امام باڑہ

جناب محمد علی بادشاہ	پسندیدہ بارگاہ اِلٰہ
بصدق و صفا تعزیہ خانہ ساخت	بلند از سما تعزیہ خانہ ساخت
خرد سال جای عزای حسین	بگفتا مزار شہ تشنہ تیر

۱۲ ۵ ۳

تاریخ دروازہ امام باڑہ

شاہنشہ زمانہ و نوشیروان عصر	فرما نروای عالم امکان بود مدام
باب امام باڑہ والا بنا نمود	یارب بود قبول امام فلک مقام

هاتف بگفت مصرعهٔ سال آن   باب امام بارهٔ سلطان جای دعا

١٢٥٣

تاریخ سبیل

نوشیروان عصر ابو الفتح شاه ہند   مقبول بارگاه شہ مشرقین ہے

رکھوائی ہی سبیل تو تاریخ یہ ہوئی   اب یہ سبیل نذر جناب حسین ہے

١٢٥٣

تاریخ چاه

آب این چاه ز شیرینی خود   شربت قند و نبات پاک ست

راست تر مصرع تاریخ رسید   چشمهٔ آب حیات پاک ست

١٢٥٣

تاریخ حمام

سلطان جہان خدیو عادل   کسرای زمانه شاه عادل

حمام لطیف کرد تعمیر   تاکید نمود بہر تطہیر

تاریخ سعید ہست ظاہر   حمام لطیف حوض طاہر

١٢٥٣

تاریخ سڑک

خسرو ہند ابو الفتح معین الدین ست   رشک شاہان جہان پادشہ ہندستان

چون سڑک ساخت بنا مصرع تاریخ بگفت   ہست این نوع سڑک جادهٔ راه ایمان

١٢٥٣

تاریخ ضریح

عرش زمین ہی یہی کہ مین عالی مقام ہے   یہ روضهٔ حسین علیه السلام ہے

تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی   بولے ملک ضریح قبول امام ہے

١٢٥٣

تاریخ سرای حسین آباد

ابو الفتح منصور شاہ زمانہ	محمد علی سایۂ حق تعالے
رضا گفت تاریخ از حکم سلطان	سرائی ابو الفتح شاہ معلے

تاریخ رصد حسین آباد ۱۲۵۵

چو محمد علی شہ دوران	ساخت در لکھنو رصد تیار
کرد سالش رقم مہندس حسن	این رصد شد بحکم شہ تیار

تالاب نہہ کھنڈہ حسین آباد ۱۲۵۴

متصل حسین آباد کی محمد علی شاہ نے ایک بڑا تالاب تیار کیا تھا جو اب سر راہ ہوگیا ہے اور متصل امام باڑہ کی تعمیر ایک مسجد کی شروع کی تھی جسکو اونھون نے چاہا تھا کہ جامع مسجد سے بہتر بنے مگر اونکی حیات نے وفا کی اور قبل اوسکے ختم ہونے کے وہ خود ختم ہوگئے یہ مسجد ناتیار اب تک موجود ہے مگر چونکہ اوس وقت سے اب تک مرمت بھی نہین ہوئی اور اب عرصہ اٹھارہ برس کا ہوا اسواسطے اب وہ بہت خستہ و شکستہ ہوگئی ہے امسال ۱۸۶۳ء مین نماز عید الفطر کی بہی اسی جامع مسجد مین ادا ہوئی پہلے شرف الدولہ غلام رضا خان کی کاظمین مین ہوا کرتی تھی اس بادشاہ نے ایک اور تعمیر شروع کی تھی جسکو نہہ کھنڈہ کہتے ہین اور یہ

اورارادہ تہا کہ اسکو سات منزل کا بنوا کر اوسکے اوپر سے سیر
تمام عمارات شاہی کی جو اوسنے میان شہریار بنوائی تھی کیا کرے
مگر یہ تعمیر بھی ناتیار رہگئی اور صرف چار منزل اسکی پوری ہوئی

تاریخ جامع مسجد

شاہ ہندوستان معین الدین	فخر کسرا و قیصر و فغفور
نام نامی حضرت اعلے	محمد علی شدہ مشہور
مسجدے بی نظیر کرد بنا	بخدا ہست رہبری منظور
ہر منارہ عما دگردون شد	پیش گنبد نماند فوق طور
مہتمم گشت اعظم الدولہ	جان نثار حضور شد مامور
برق موزون نمود تاریخش	مسجد جامع جدید حضور

۱۲۵۶

موسی باغ

یہ باغ نواب آصف الدولہ نے تیار کروایا تھا اور جو تعمیرات
اوسمین ہین اونکو سعادت علی خان نے واسطے سیرگاہ
خاص کے بنوایا ہے اونکے وقت مین لڑائی حیوانات کی اوس
مین ہوا کرتی تھی اس نام کی روایت مشہور یہ ہے کہ ایک روز
آصف الدولہ سوار اوسطرف جاتے تھے اور سب ہمراہی پیچھے تھے
کہ وہان ایک چوہا یعنے موش نکلا اور نواب کے گھوڑے نے ٹھٹکی

باپ سے وہ مرگیا اوسکے مرنے سے کچھ دلمین اوسکے رنج آیا اور
اس لیے حکم دیا کہ ایک قبر اوس موش کی اوس مقام پر تیار
ہو اور باغ بہی بنے اور اوسی موش کے نام سے یہ تعمیر مشہور
ہوئی کیونکہ موش کو ہندی مین موسا کہتے ہین مگر ایک اور
روایت بہت قرین قیاس یہ ہے کہ سعادت علی نے یہ تعمیر
باہتمام ایک فرانسیس کے تیار کروائی تہی اور مہتمم کا نام تو بھول گئے
مگر اوسکو اول کا حرف یعنی موسیو یاد رہا جسکی کثرت استعمال سے تخفیف ہو کر رہ گیا

مکانات ارکین شہر

شہر لکہنو مین کوئی تعمیر ایسی نہین جسکی خوش وضعی قابل تعریف کی ہو
یا جو ایسا قدیم ہو جسکا ذکر کرنا واجب آوے
چوک شہر کا نواب آصف الدولہ کے وقت مین تیار ہوا تہا
اور جو دو دروازے اوسکے دونون جانب ہین اونمین سے ایک
دروازہ جو جانب جنوب ہے اوسکو بہت قدیم بتلاتے ہین اوسکا
نام اکبری دروازہ ہے اور مشہور ہے کہ جب اکبر شاہ نیپال پر گئے تھے
شہر لکہنو ہو کر گئے تھے اور جب نیپال فتح کر کے آئے
یہ دروازہ یہان تعمیر کیا تہا مگر اس روایت کی صداقت
کسی کتاب تاریخ سے نہین ہوتی اور غالب ہے کہ غلط ہو کیونکہ

ایک آدمی کے نام کے سبب سے اوسکی تعمیر قرار دینا موجب
تامل مگر ایک روایت قرین قیاس ہی کہ کسی صوبہ دار اودہ نے
اوسکو بنوایا تھا اور جس بادشاہ کے وقت مین کہ اول صوبہ داری
اس علاقے کی قرار پائی تھی اوسکے نام سے اوسنے اس دروازے
کو مشہور کیا چوک سے آگے سیجانب کاظمین چلو تو دو عجیب درگاہین ملتی
ہین ایک کو کاظمین کہتے ہین جسکو شرف الدولہ نے بنوایا تھا
اور مشہور ہی کہ یہ درگاہ نقل مقبرہ امام موسی کاظم ہے اور دوسری کربلا
دیانۃ الدولہ کی نقل مقبرہ امام حسین ع کی ہی جو کربلا مین ہی ہے

تاریخ کاظمین شرف الدولہ

مشہد اقدس بنا چون شرف الدولہ کرد	سایہ لقب فرش شد بفضل شہ خافقین
از شرف شہ سماش گشتہ منور زمین	گنبد گردون از آن یافتہ صد زیب و زین
واہ چہ شرف النسا کرد اعانت در آن	ہر دو شرف یافتند از قدم آسمان قبین
رابکو دید اسم درشرف از شہر مسر	صحت لفظی مگر آمدہ از ...
فکر شد تسبیر شد چون پی تاریخ سال	گفت سروش فلک گو حرم کاظمین

۱۲۰۶

یہ دونون درگاہین جب تک اونمین روشنی چراغان نہو کسیطرح لائق
تعریف کے معلوم نہین ہوتین اور قابل دیکھنے کے نہین بلکہ اونکی
صداقت ظاہر ہوتا ہی کہ ایسی بد وضع عمارت بھی انسان بنوایا کرتی ہین

درگاہ حضرت عباس

ایک اور درگاہ متبرک اہل اسلام مین ہی ایک روایت مشہور ہے
کہ سعادت علیخان اسی مقام مین سوتے تھے دیکھا کہ جونک اوٹھے اور
اوس روز سے وحشت و بدمزاجی جو اون کے مزاج مین سابق
تھی اوسکو چھوڑکر بہت رحم دل اور منصف دل ہوگئے تھے
مگر یہ روایت متعصبی لوگون کی مشہور کی ہوئی معلوم ہوتی ہے

تاریخ درگاہ حضرت عباس

این گنبد جدید بناے سعادت ست

ملکہ زمانیان کا امام باڑہ

یہ امام باڑہ گولہ گنج مین بسبب وسعت اور فراخی کے مشہور
ہے یہ گویا ایک شہر ناف شہر مین واقع ہے مگر اوس مین
کوئی تعمیر لائق تعریف کے نہین

ویلفاڈ منزل

یہ عمارت عالیشان تعلقہ داردن کی طرفسی یادگار جناب سر و نیگفیلڈ
صاحب بہادر چیف کمشنر اودہ بحسن اہتمام راجہ درگبیجی سنگہ صاحب بہادر و مہاراجہ
مانسنگہ صاحب بہادر طیار ہوگئی ہے اسکے طیاری مین قریب ڈھائی لاکہ روپیہ کے صرف ہوئے

شہر لکھنؤ کے باشندون کا حال

آدمی را بچشم حال نگر
از خیال پری گذشتے بگذر

بڑا خاندان شاہی ہی اسکے نواب اور بادشاہون کی نسل سے اونکے پوتا در لوتک اور بیگمات وغیرہ کثرت ہین سبکا علی قدر مراتب وثیقہ ہی عیش و عشرت سے گذران کرتے ہین

شاہ دہلی کی نسل سے اولاد جہاندار شاہ و میرزا سلیم سے بھی یہان چند شاہزادے ہین اسی سرکار سے اونکو وثیقہ و پنشن سے قوت لا یموت ملتا ہی

عزیزان برہان الملک سعادتخان سے شاہزادہ ہای نیشاپوری کا بھی عالی خاندان ہی اونکے وثیقے بھی اچھے اچھے ہین سب چین کرتے ہین مگر بعض بیچارون کا وثیقہ غدر کی چپلش مین بند ہوگیا اوس سے یک لخت فقیر ہوگئے۔ مقام افسوس ہی و عبرت

اونکے بعد امرای شاہی ہین جنکی نسل بلور واسطہ وار ہی اکثر وثیقہ دار اور صاحب معاش قوت وغیرہ سے خوش گذران ہین اسمین ہندو بھی ہین اور مسلمان بھی ہین۔ ہندو مسلمان سوداگر تاجر مہاجن بھی کروڑپتی لکھ پتی سے لے کر ہزار پتی تک اکثر ہین اور سا کہ ابھی گر بہ نسبت عہد شاہی کے روزگار اونکا سست اور رہا ہی وا بھی اسی گر غنیمت

بعد اوسکے لوگ روزگار پیشہ ہین جو اسی شہر یا بیرونجات اور اور ملک مین روزگار
کرکر بسر اوقات کرتے ہین

علم کی کثرت ملا فاضل اکثر عربی فارسی کا درس اور علم بیان کا مشہور اور طبیب بکثرت
اور یہ شہر علم کی ٹکسال ہی ہر علم و فن کا آدمی یہان ہی اور طبیعت دار اردو کی خوشنویس
بھی ہر خط کے صل علی حافظ خوش الحان ایک سے ایک عالی

پھر اہل حرفہ اہل حرفہ ہر قسم کے دستکار صناع موجود بیکدست ہر کام مین
کمال رکھتے ہین اور بہ نسبت اور شہرون کے یہان کے صناع غنیمت اسی طرح
دوکاندار بھی کہ وہ بھی ایک فرقہ ہی یہان بسبب شیعہ مذہب کے مسلمان بقال
اور حلوائی وغیرہ دوکاندار بھی اکثر ہین

اس شہر کا جوتا اور کلاہ زری و کارچوب کامدانی اور خمیرہ تماکو اور زیور مرصع
اور زیور و ظروف طلا و نقرہ و کمہار و نقاش و آتشباز و چکن ساز وغیرہ سے عمدہ
مشہور دیار و امصار دور دور ہی اور دور دور ارسال جاتا ہی مگر بہ نسبت عہد شاہی کے
یہ سب کام اب کم ہی صرف بھی کم ہی

ہندو مسلمان کے میلے بارہ مہینے اس شہر مین بکثرت [illegible] ہوتے
رہتے ہین [illegible]
[illegible]
[illegible]

تیس پیسے پان مین کہاتے تعزیہ داری ہر گہر مین ہوتی ہر امام باڑے بہت سے
اور ان مین آرایش اور روشنی بکثرت اور مرثیہ خوانی سوز راگ اور تحت لفظ
جہان مین بے نظیر کتاب خوانی و ماتم کی انتہا ہے عیش باغ اور علی گنج اور
سورج کنڈ کا میلہ بہی مشہور ہی
واجد علیشاہ کے جانے سے ہزارون آدمی اور اکثر امرا اور وزیر بیگمات بہی
ان کے ساتہ کلکتے چلے گئے اسلیے رونق شہر کی بالکل کم ہوگئی اور
کلکتے مین اونکی ایک علیحدہ آبادی تکلفات و ساماں کی دلچسپ خوش
معلوم ہوتی ہی کم صد رہر جا کہ نشیند صدرست +
مرد یہان کے تماشا بین عیاش تن پرور خوش باش اکثر ہین اسلیے یہان کی
عورت کا چلن بہی کم پسندیدہ ہی کسی زمانے مین لونڈے بازی یہان کی
مشہور ہی کبہی رنڈی بازی کبہی جوا کبہی نشا کبہی چوری مگر اسپر بہی جس قدر
خیرات اور علم یہان ہی اور جگہ کم ہی ــــ ہزارون اونمین حاجی ہین جو کربلا
اور حج ہو آئے ہین اور ہر سال صدہا ہزارہا آدمی کا قافلہ جاتا ہی
موسم یہان کے سب غنیمت مگر برسات مین فضا اور سبزہ زیادہ خوشنما ہوتا ہی
اور ہوا دلچسپ شہر کی آب و ہوا ذرا اچہی نہین پانی بہی کہاری ہی جا بجا نشیب و
فراز و نالہ وغیرہ مگر اب صفائی ہوتی جاتی ہی قرب دریا سے سفید پوستی
زیادہ ہی ــــ حضرت گنج و رزا میدان اور بلندی پر ہی اس سے وہاں کی

آب و ہوا و فضا بہت خوب ہی

ہندو مسلمان مین یہان شادی دہوم سے کرتے ہین روشنی آتش بازی تخت آرایش
ناچ تماشا محفل کثرت اور سامان سے ہوتی ہی برات بہی اچہی اور ستار سامان کے
دہوم سے لیجاتے ہین لڑکی کی طرف سے مقدور بہر جہیز بہی دیاجاتا ہی اور
اوسکو اپنی نیکنامی جانتے ہین ہندو کی برات مثل سوگ نام سامان تزک مع
تخت آرایش وغیرہ اوٹہتا ہی وہ زیادہ تر قابل دید ہی عجیب عجیب کہلونے میوہ
ترکاری مکان وغیرہ ہو بہو اصل جیسے ہوتے ہین

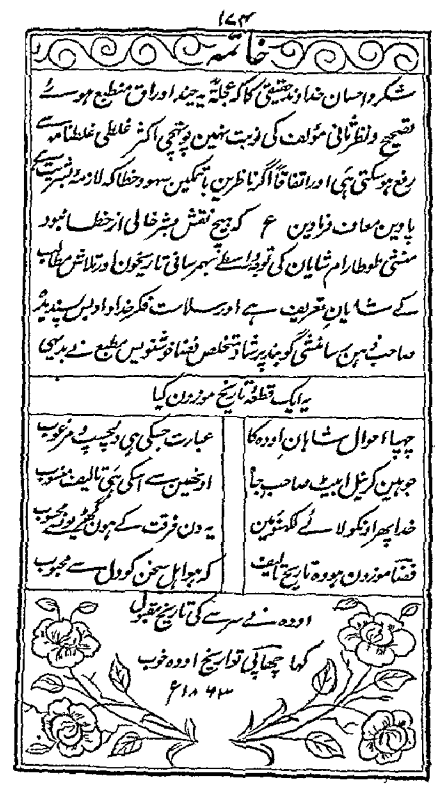
عہد واجد علیشاہ سے پریون کا ناچ اور اوسکے بہاؤ بتانے کا رواج ہی ایک اندر اور
دو چار دیو اور دو چار پری بنکر فسانہ حسن و عشق بطور قصہ کے گاتے ہین اور ایک
لطف آمیز کہانی سناتے ہین غرض گذشتہ حال عاشق و معشوق کی صورت کر
دکہاتے ہین یہ اور کسی شہر مین نہین ہی اوسکا مجرا عہد عہد سے مدت تک ہی
افیون تیاری کا رواج زیادہ ہی اور رنگین پوشی کا بہی اس لیے رنگریزا حقے والے
اور تنبولی کی دکان اکثر ہین کوئی بازار اور کوچہ اور محلہ خالی نہین لیکن
خاص اس شہر کی ساقن مشہور ہین اور اکثر ہر میلے مین اونکا ایک بازار ہی علیحدہ

ہوتا ہی

ساقن ایک عورت ہی جو بن سنورکر دکان حقہ و تنباکو چرس و گانجہ لگاتی ہی گانے
بجانے بہی ہی بتکلف سے دکان کرتی ہی اکثر بازاری بانکے اور افیونی حقہ باز

انکی دکان پر حقہ افیون وغیرہ کہاتے پیتے ہین اوسکو ایک پیسے سے روپیہ تک
دیتے ہین اونمین آگے پچاس پچاس ہزار لاکہ تک کی ذی مقدور بہی تہین
اب بہی سو پچاس سے پانچ سات ہزار تک کی صاحب مقدور بہت ہین اونکے
لباس و زیور اور انداز پر اجنبی آدمی یہی جانے کہ یہ بہی کوئی بیگم صاحب ہین
بڑے بڑے عالیشان مکان اور محلات محلہ و بازار کہنہ کے اب بہی جابجا بازار
بہت ہین مگر چوک کا کٹرہ زیادہ رونق کا ہے ہر قسم کے دوکاندار جوہری بزاز
دوشالہ فروش جفت فروش صراف ہنڈی والے واگرنان پز حلوائی عطر فروش
گلفروش سبزہ فروش وغیرہ قسم قسم کے تکلف سے بیٹھتے ہین مگر دو پہر سے
شام تک خوب گرم بازاری اور رونق و کثرت ہوتی ہے شہر کے امیر غریب بہی اکثر
سیر کو آتے ہین یہ بازار عہد اکبر شاہ کا بنا ہوا ہے اسی سے اکبری دروازہ مشہور ہے
عہد سرکار مین دو بازار کلان عریض بننے شروع ہوئے مگر آبادی و عمارت اونکی
ابہی ناتمام ہے
تیسرا بازار اکبری دروازہ بہی جا قوم طوائف اکثر رہتی ہین شام کو سج بنکر باہر کرسی پر
بیٹھتی ہین اونکے ٹہاٹ اور زیور و پوشاک کا تکلف بیگمات سے کم نہین گانا
بجانا بتانا یہان کا ہند مین ضرب المثل ہے کیون نوجوان اونکے پیر تہی اونکی بدولت
خواب اور رونق ہو گئے اور وہ خود اکثر بیگمات بن گئین اور خود بادشاہ سلامت
گاتے بجاتے ہون واقعی الناس علی دین ملوکہم

دنگا مجرا مہر سے عہد تک ہی ۔ انمین اکثر لکہو پتی بہی ہین ۔ سوا اسکے
قانگیان بی شمار عورتین بخشش کی کثرت اور رعا رکم معاذ اللہ
شہر مین مسلمان اکثر ہندو او ڈشٹے کم مگر باہم اتفاق اور سلوک اور رسم
مسلمان مین سنی کم اور شیعہ اکثر انکی تفصیل ضرور نہین اسی قدر بس ہی کہ دونون
مسلمان ہین مگر مثل روہین کہتہ اک اور سید احمد کے تراع لفظی ہی ہر
ہندو عورات کی وضع خاص ہوتی ہی مگر مسلمان مرد اور ہندو مرد کی وضع لباس
سب یکسان ہی داڑہی منڈانے کا رسم علی العموم اور داڑہی کہنا معیوب ہی
نفاست نزاکت خوشخوری خوشپوشی مکلف مکان اور دہوم شادی فضول خرچی
مین یہ لکھنو ہند مین انگشت نما گویا ہند کا پارس فرانس ہی
بعد دہلی کے اردو ریختہ زبان یہان کی ہند بہر مین فصیح اور صاف و شستہ
و مستند شعر و شاعری کا چرچا بکثرت ہمیشہ جا بجا مشاعرہ اب بہی ہوتا ہی اپنے اپنے
شعر ہر شاہ اگر پڑہتا ہی بہت سے شعرا نامی گذرے اب بہی اکثر ہین و صاحب
دیوان علی ہذا مرثیہ گوئی مین انیس و دبیر نے مثل مصحفی انشا میر جرات سوز
آتش ناسخ وزیر وغیرہ سے کے شاعر ہین اور اب نثر مین سرور موجود وقت
جناب مولوی ہادی علی اشک تو جامع کمالات صوری و
معنوی نظم نثر فارسی مخصوص اردو زبان ریختہ و محاورہ مین
یکتائے روزگار ہین فقط



خاتمہ

شکر و احسان خداوند حقیقی کا کہ بعجالۃ یہ چند اوراق منطبع ہوئے
تصحیح و نظر ثانی مؤلف کی نوبت نہیں پہونچی اکثر غلطی غلط نامہ سے
رفع ہو سکتی ہی اور اتفاقاً اگر ناظرین با تمکین سہو و خطا کہ لازمۂ بشریت ہے
پاوین معاف فرماوین ع کہ ہیچ نقش بشر خالی از خطا نبود
منشی ملوطا رام شایان کی تو یہ اسلئے بہم رسانی تاریخون اور تلاش مطالب
کے شایانِ تعریف ہے اور سلاست فکر خداداد بس پسندیدہ
صاحب نے ہمرن سا منشی گوبند پرشاد متخلص فضا خوشنویس مطبع نے بدیہی

یہ ایک قطعہ تاریخ موزون کیا

چھپا احوالِ شاہانِ اودہ کا — عبارت جسکی ہی دلچسپ و مرغوب
جو ہین کرنیل ابیٹ صاحب جنا — انھین سے اسکی ہی تالیف منسوب
خدا پھر انکو لائے لکھنؤ مین — یہ دن فرقت کے ہون گذرے تو محبوب
فضا موزون ہو وہ تاریخ تالیف — کہ ہو اہل سخن کو دل سے محبوب

اودہ نے سر سے کی تاریخ مقبول
کہا چھاپی تو تاریخ اودہ خوب
۱۸۷۳ع